کلید



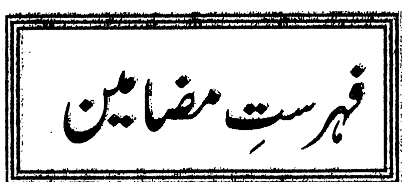
تیسرا حصه

مؤلف

ڈاکٹر ف. عبد الرحيم

مترجم

الطاف احمد مالاني عمري



فہرستِ مضامین



مقدمۂ مولف

میری کتاب دروس اللغة العربیه کے لئے انگریزی اور دوسری زبانوں میں رہنما کتاب کی ضرورت ایک طویل عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی۔ خدا کا شکر ہے انگریزی کلید فروری ۹۷ میں اور اردو زبان میں کلید برائے حصّہ اول جنوری 2000 میں شائع ہوئی۔ اردو زبان میں کلید برائے حصّہ دوم ستمبر 2000 میں۔

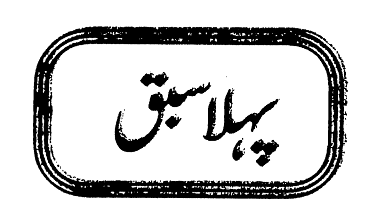
اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کلید برائے حصہ سوم اب شائع ہورہی ہے۔ اس حصّہ سوم کی کلید میں ہر سبق کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصّے میں موجود نحوی اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ دوسرے حصّے میں مشقی سوالات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ اہم الفاظ کے معنی کتاب کے آخر میں دیئے گئے ہیں۔

توقع ہے کہ بذات خود عربی سیکھنے کے خواہش مند حضرات کے لئے یہ کتاب بہتر معاون ثابت ہوگی۔ اس ضمن میں قارئین کے مشوروں اور ان کے سوالات کے جواب دے کر مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ یہ مشورے اور سوالات مجھے اسلامک فاؤنڈیشن ٹرسٹ، ۱۳۸/۷۸ پرمبور ہائی روڈ، چینئی ۔۱۲ کے توسط سے بھیجے جاسکتے ہیں۔

دکتور ف.عبدالرحیم

چینئی

19-11-2004



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱-اسم کا اعراب

۲-فعل کا اعراب

اسم کا اعراب

پہلے اور دوسرے حصہ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ عربی میں اکثر اسماء "معرب" ہیں، جملے میں ان کی حالت ان کے آخری حروف کی حرکت کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے جو اگلی تین شکلوں میں ہوتی ہے:

۱) ضمّہ جو حالتِ "رفع" میں استعمال ہوتا ہے اور جو اسم اس حالتِ رفع میں ہو "مرفوع" کہلاتا ہے۔

۲) فتحہ، یہ حالتِ "نصب" کو بتاتا ہے اور جو اسم اس حالت میں ہو وہ "منصوب" کہلاتا ہے۔

۳) کسرہ، یہ حالتِ "جرّ" پر دلالت کرتا ہے اور جو اسم اس حالت میں ہو وہ "مجرور" ہوتا ہے۔

ان کی مثالیں یہ ہیں:

دَخَلَ الْمُدَرِّسُ　　　استاد داخل ہوئے

اس جملہ میں الْمُدَرِّسُ مرفوع ہے، اس لئے کہ وہ فاعل ہے۔

سأَلْتُ الْمُدَرِّسَ　　　میں نے استاد سے پوچھا

اس جملہ میں الْمُدَرِّسَ منصوب ہے اس لئے کہ وہ مفعول بہ ہے۔

هٰذِهِ سَيَّارَةُ الْمُدَرِّسِ　　　یہ استاد کی کار ہے

یہاں الْمُدَرِّسِ مجرور ہے اس لئے کہ وہ مضاف الیہ ہے۔

یہ علامتیں (ضمہ، فتحہ اور کسرہ) اعراب کی اصلی علامتیں ہیں، ان کے علاوہ کچھ اور علامتیں بھی ہیں جو فرعی

(ثانوی) علامات کہلاتی ہیں جو اسم کی مندرجہ ذیل قسموں میں استعمال ہوتی ہیں:

۱: جمع مؤنث سالم

اس کی ساری علامتیں اصلی ہیں سوائے ایک کسرہ کے جو حالتِ نصب میں فتحہ کے بجائے استعمال ہوتا ہے، جیسے:

سَأَلَتِ الْمُدِيْرَةُ الْمُدَرِّسَاتِ ہیڈ مسٹریس نے استانیوں سے استفسار کیا اس مثال میں الْمُدَرِّسَاتِ مکسور ہے، مفتوح نہیں، اس لئے کہ یہ جمع مؤنث سالم کا صیغہ ہے اور اس میں نصب کی علامت بھی جرّ کی علامت کی طرح کسرہ ہے۔ جیسے: رَأَيْتُ السَّيَّارَاتِ میں نے کاریں دیکھیں میں السَّيَّارَاتِ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، اسی طرح: خَرَجَ النَّاسُ مِنَ السَّيَّارَاتِ لوگ کاروں سے نکلے یہاں السَّيَّارَاتِ حرف جرّ کے بعد آنے کی وجہ سے مجرور ہے، لیکن دونوں مکسور ہیں اس لئے کہ جمع مؤنث سالم کی نصب کی علامت بھی کسرہ ہی ہے۔

۲: الممنوع من الصرف غیر منصرف

غیر منصرف اسماء پر حالتِ جرّ میں کسرہ کے بجائے فتحہ داخل ہوتا ہے، جیسے:

هٰذَا كِتَابُ زَيْنَبَ یہ زینب کی کتاب ہے اس مثال میں زَيْنَبَ مجرور ہونے کے باوجود مفتوح ہے، اس لئے کہ یہ ممنوع من الصرف ہے، یہاں یہ پیشِ نظر رہے کہ ممنوع من الصرف مجرور اور منصوب دونوں حالتوں میں مفتوح ہوتا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہوتا ہے:

سَأَلْتُ زَيْنَبَ میں نے زینب سے دریافت کیا یہاں زَيْنَبَ منصوب ہونے کی وجہ سے مفتوح ہے۔

ذَهَبْتُ إِلَى زَيْنَبَ میں زینب کے پاس گیا یہاں زَيْنَبَ مجرور ہونے کی وجہ سے مفتوح ہے۔

۳: اسماءِ خمسہ (أب، أخ، حم، فم، ذو)

ان اسماء پر اعراب کی فرعی علامتیں صرف اس وقت داخل ہوتی ہیں جب وہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ یائے متکلم نہ ہو، اس حالت میں ان کی علامتیں حالتِ رفع میں ضمہ کے بجائے واو ، حالتِ نصب میں فتحہ کے بجائے الف اور حالتِ جرّ میں کسرہ کے بجائے یاء ہوتی ہیں، جیسے: مَاذَا قَالَ أَبُوْ بِلَالٍ؟ بلال کے والد نے کیا کہا؟

نوٹ:۔ یہاں أبُ کے ساتھ واو بھی ہے اس طرح وہ أبو ہوگیا۔

أَعْرِفُ أَبَا بِلَالٍ. میں بلال کے والد کو جانتا ہوں۔

نوٹ:۔ یہاں أَبَ کے ساتھ الف بھی ہے اس طرح وہ أبا ہوگیا۔

ذَهَبْتُ إِلَى أَبِيْ بَلالٍ. میں بلال کے والد کے پاس گیا۔

نوٹ:۔ یہاں أبِ کے ساتھ یاء بھی ہے اس طرح وہ أبِي ہوا، صرف أَبِ نہیں۔

مضاف الیہ ضمیر بھی ہوسکتا ہے، جیسے:

أَيْنَ ذَهَبَ أَخُوْكَ ؟ تمہارا بھائی کہاں گیا؟

مَارَأَيْتُ أَخَاكَ. میں نے تمہارے بھائی کو نہیں دیکھا۔

مَا اسْمُ أَخِيْكَ ؟ تمہارے بھائی کا نام کیا ہے؟

اگر مضاف الیہ یائے متکلم ہو تو مضاف پر ہمیشہ ایک ہی حرکت رہے گی، جیسے:

يَدْرُسُ أَخِيْ بِالْجَامِعَةِ. میرا بھائی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔

أَتَعْرِفُ أَخِيْ؟ کیا تم میرے بھائی کو جانتے ہو؟

خُذِ الْعُنْوَانَ مِنْ أَخِيْ. پتہ میرے بھائی سے حاصل کرلو۔

لفظ فَم دو طرح سے استعمال کیا جاسکتا ہے، میم کے ساتھ اور میم کے بغیر، جب وہ میم کے ساتھ استعمال ہوگا تو اس پر اعراب کی اصلی علامتیں ہوں گی، جیسے:

فَمُكَ نَظِيْفٌ. تمہارا منھ صاف ہے۔

اِفْتَحْ فَمَكَ. تم اپنا منھ کھولو۔

مَاذَا فِيْ فَمِكَ؟ تمہارے منھ میں کیا ہے؟

اگر میم حذف کردیا جائے تو اس پر بقیہ اسماءِ خمسہ کی طرح اعراب کی فرعی علامتیں ظاہر ہوں گی، جیسے:

فُوْكَ صَغِيْرٌ. تمہارا منھ چھوٹا ہے۔

اِفْتَحْ فَاكَ. تم اپنا منھ کھولو۔

مَاذَا فِيْ فِيْكَ؟ تمہارے منھ میں کیا ہے؟

ان پانچوں اسماء پر فرعی علامتیں اسی وقت داخل ہوں گی جب وہ مضاف ہوں جیسا کہ گذشتہ مثالوں میں ہے، ورنہ اس پراعراب کی اصلی علامتیں ہی آئیں گی، جیسے:

هُوَ أَخٌ.	وہ ایک بھائی ہے۔
أَيْنَ الْأَخُ؟	بھائی کہاں ہے؟
رَأَيْتُ أَخًا.	میں نے ایک بھائی کو دیکھا۔
سَأَلْتُ الْأَخَ.	میں نے بھائی سے پوچھا۔
هٰذَا بَيْتُ أَخٍ.	یہ ایک بھائی کا گھر ہے۔
هٰذِهِ سَيَّارَةُ الْأَخِ.	یہ بھائی کی کار ہے۔

۴: جمع مذکر سالم

اس طرح کے اسماء حالتِ رفع میں ..ُ وْنَ اور حالتِ نصب اور جرّ میں ..ِيْنَ پر ختم ہوں گے، جیسے:

دَخَلَ الْمُدَرِّسُوْنَ الْفَصْلَ. اساتذہ کلاس میں داخل ہوئے۔ یہاں الْمُدَرِّسُوْنَ مرفوع ہے۔

مَاسَأَلْتُ الْمُدَرِّسِيْنَ. میں نے اساتذہ سے نہیں پوچھا۔ یہاں الْمُدَرِّسِيْنَ منصوب ہے۔

أَيْنَ غُرْفَةُ الْمُدَرِّسِيْنَ؟ اساتذہ کا کمرہ (Staff Room) کہاں ہے؟ یہاں الْمُدَرِّسِيْن مجرور ہے۔

نوٹ:۔ حالتِ جرّ اور حالتِ نصب دونوں کی علامتیں یکساں ہیں، اضافت کی حالت میں واو نون اور یاء نون کا نون حذف ہوجائے گا، جیسے:

أَيْنَ مُدَرِّسُو الْقُرْآنِ؟	قرآن کریم پڑھانے والے اساتذہ کہاں ہیں؟
أَ رَأَيْتَ مُدَرِّسِي الْقُرْآنِ؟	کیا تم نے قرآن کریم پڑھانے والے اساتذہ کو دیکھا؟

نون کے مزید احکام ان شاءاللہ سبق نمبر ۹ میں آئیں گے۔

۵: المثنى (تثنیہ کا صیغہ)

صیغۂ تثنیہ حالتِ رفع میں " ...َانِ" اور حالتِ جرّ اور نصب میں " ...َيْنِ" پر ختم ہوگا، جیسے:

أَجَاءَ الْمُدَرِّسَانِ الْجَدِيْدَانِ ؟ کیا دونوں نئے اساتذہ آ گئے؟

أَ رَأَيْتَ الْمُدَرِّسَيْنِ الْجَدِيْدَيْنِ؟ کیا تم نے دونوں نئے اساتذہ کو دیکھا؟

حالتِ اضافت میں صیغۂ تثنیہ کا نون بھی حذف ہو جائے گا، جیسے:

أَيْنَ تَدْرُسُ أُخْتَا بِلالٍ؟ بلال کی دونوں بہنیں کہاں پڑھتی ہیں؟

أَ تَعْرِفِيْنَ أُخْتَيْ بِلَالٍ ؟ کیا تم بلال کی دونوں بہنوں کو جانتی ہو؟

أَ كَتَبْتِ إِلَى أُخْتَيْ بِلَالٍ ؟ کیا تم نے بلال کی دونوں بہنوں کو لکھا؟

نون کے حذف کی مزید تفصیل ان شاء اللہ سبق نمبر ۹ میں آئے گی۔

تقدیری اعراب

ان تین طرح کے اسماء پر اعراب کی علامتیں ظاہر نہیں ہوتی ہیں:

ا :- المقصور ۲ :- المضاف إلى ياء المتكلم ۳:- المنقوص

أ:- المقصور: ایسے اسماء ہیں جو الف پر ختم ہوں، جیسے: العصا، الفتى، المستشفى

مقصور پر اعراب کی تینوں علامتیں مقدر (پوشیدہ) ہوتی ہیں۔ جیسے:

قَتَلَ الْفَتَى الْأَفْعى بِالْعَصَا. جوان نے سانپ کو لاٹھی سے مار ڈالا۔

یہاں اَلْفَتَى مرفوع ہے مگر اس پر ضمہ ظاہر نہیں ہے، اَلْأَفْعى منصوب ہے مگر اس پر فتحہ ظاہر نہیں ہے، اَلْعَصَا مجرور ہے مگر اس پر کسرہ ظاہر نہیں ہے، اس جملہ کا موازنہ اسی کے ہم معنی اس جملہ سے کیجئے: قَتَلَ الْوَلَدُ الْحَيَّةَ بِالْعُوْدِ اس جملہ میں اعراب کی ساری علامتیں ظاہر ہیں۔

ب:- یائے متکلم کی طرف مضاف اسماء جیسے: أُسْتَاذِيْ زَمِيْلِيْ اس طرح کے اسماء پر بھی اعراب کی تینوں علامتیں مقدر رہوتی ہیں، جیسے: دَعَا جَدِّيْ أُسْتَاذِيْ مَعَ زُمَلَائِيْ میرے دادا نے میرے استاذ کو میرے ساتھیوں سمیت مدعو کیا، اس جملہ میں جَدِّي فاعل، أُسْتَاذِي مفعول بہ، اور زُمَلائِي مضاف الیہ ہے لیکن ان میں سے کسی پر بھی اعراب ظاہر نہیں ہے، اسی کے برعکس: دَعَاجَدُّکَ أُسْتَاذَکَ مَعَ زُمَلَائِکَ تمہارے دادا نے تمہارے استاذ کو تمہارے ساتھیوں سمیت مدعو کیا۔ میں جَدُّکَ پر ضمہ، أُسْتَاذَکَ پر فتحہ اور زُمَلَائِکَ پر کسرہ ظاہر ہے۔

ج:- اسم منقوص: (یعنی وہ اسم جس کے آخر میں یائے لازمہ ہو، جیسے: القَاضِي (جج)، المُحَامِي (وکیل)،

الـجَانِي (مجرم) اس طرح کے اسماء پر رفع اور جر کی حالت میں علاماتِ اعراب پوشیدہ ہوتی ہیں اور نصب کی علامت ظاہر، جیسے:

سَأَلَ الْقَاضِيْ الْمُحَامِيَ عَنِ الْجَانِيْ. قاضی نے وکیل سے مجرم کے متعلق دریافت کیا۔

اس جملہ میں اَلْقَاضِيْ مرفوع، اور اَلْجَانِيْ مجرور ہے لیکن ان کی علامات پوشیدہ ہیں، جب کہ اَلْمُحَامِيَ پر فتحہ ظاہر ہے۔

اگر اسم منقوص منوّن ہو تو اس کی یـاء حذف ہو جائے گی، جیسے: قَـاضٍ، جو اصل میں قَـاضِيٌ تھا، ضمہ اور یـاء حذف ہونے کے بعد قَاضٍ ہو گیا، یہ یاء حالتِ نصب میں لوٹ آئے گی، جیسے:

هٰذَا قَاضٍ. یہ ایک جج ہے۔

سَأَلْتُ قَاضِيًا. میں نے ایک جج سے دریافت کیا۔

هٰذَا بَيْتُ قَاضٍ. یہ ایک جج کا گھر ہے۔

نوٹ:۔ اسم منقوص کی یاء صرف تین حالتوں میں باقی رہے گی:

۱:- اگر اسم منقوص پر ال داخل ہو، جیسے: القاضي، الوادي، المحامي

۲:- اگر وہ مضاف ہو، جیسے: قـاضيْ مكةَ (مکہ کا جج)، مـحـامِي الدِّفَاعِ (وکیلِ صفائی)، وَادِي الْـعَقِيْق (وادی عقیق)۔

۳:- اگر وہ منصوب ہو، جیسے: عَبَرْتُ وَادِيًا میں نے ایک وادی عبور کی سَأَلْتُ قَاضِيًا میں نے ایک جج سے دریافت کیا أُرِيْدُ ثَانِيًا مجھے دوسرا چاہیے۔

مبنی اسماء

ہم جانتے ہیں کہ عربی کے اکثر اسماء معرب ہیں، بعض مبنی ہیں جن کے آخر میں اعراب کی مختلف حالتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، مندرجہ ذیل اسماء مبنی ہیں:

۱:- ضمائر، جیسے: هُـوَ، أنْـتَ، أنَا، اسی طرح رأيْتُـهُ میں تُ اور هُ بھی ضمائر ہیں، اور كِتَـابُـكَ میں كَ اور بَيْتُهَا میں هَا بھی ضمائر ہیں۔

یہاں یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ ضمائر کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

أ) ضمائرِ رفع

ب) ضمائرِ نصب اور جرّ، جیسے:

نَحْنُ طُلَّابٌ.	ہم طلبہ ہیں۔
أَرَأَيْتَنَا؟	کیا تم نے ہمیں دیکھا؟
هٰذَا بَيْتُنَا.	یہ ہمارا گھر ہے۔

۲:-اسماءِ اشارہ، جیسے: هٰذَا، هٰذِهِ، ذٰلِكَ، هٰؤُلَاءِ، أُولٰئِكَ، سوائے هٰذَانِ اور هَاتَانِ کے کہ یہ دونوں معرب ہیں۔

۳:-اسماءِ موصولہ، جیسے: الَّذِيْ، الَّتِي، الَّذِيْنَ، الّلاتِيْ، سوائے اللَّذانِ اور اللَّتَانِ کے کہ یہ دونوں معرب ہیں۔

۴:-بعض اسماءِ استفہام، جیسے مَنْ، أَيْنَ، مَا، مَتٰى، كَيْفَ.

۵:-بعض اسماءِ ظروف، جیسے: إِذَا، حَيْثُ، أَمْسِ، الْآنَ.

۶:-أسماء الفعل، یعنی وہ اسماء جو فعل کا معنی دیتے ہوں، جیسے: إِلَيْكَ (لو) آهٍ (میں تکلیف محسوس کرتا ہوں) آمِيْنَ (قبول کر)

۷:-مرکب اعداد، جیسے: أَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک، اسی طرح ان کے تانیث کے صیغے بھی، سوائے اثْنَا عَشَرَ اور اثْنَتَا عَشْرَةَ کے کہ ان کا پہلا جزء معرب ہے، (جیسا کہ کلید حصہ دوم میں اس کی وضاحت گذر چکی)۔

معرب اسماء کو ہم مرفوع، منصوب یا مجرور کہتے ہیں، مبنی اسماء کو "فِيْ مَحَلِّ رَفْعٍ"، "فِيْ مَحَل نَصَبٍ"، "فِيْ مَحَل جَرٍّ" کہیں گے، اس لئے کہ اسم مبنی مرفوع منصوب یا مجرور نہیں ہوسکتا، ہاں وہ رفع، یا نصب، یا جرّ کے مقام پر ضرور واقع ہوتا ہے، اگر اسم مبنی کی جگہ اسم معرب رکھ دیا جائے تو وہ مرفوع، منصوب یا مجرور ہوگا، جیسے: رَأَيْتُ بَلاَلًا میں بَلاَلًا منصوب ہے اس لئے کہ وہ مفعول بہ ہے، لیکن رَأَيْتُ هٰذَا میں اسم هٰذَا نصب کے مقام پر (فِيْ مَحَل نَصَب) ہے، اس لئے کہ وہ اسمِ منصوب بِلاَلًا کی جگہ واقع ہے۔



۱۔آنے والے اسماء میں سے معرب اور مبنی اسماء کو متعین کیجئے۔

۲۔اسم میں اعراب کی اصلی علامتیں کیا ہیں؟

۳۔آنے والے اسماء میں سے اعراب کی فرعی علامتیں کیا ہیں؟

۱-اسماءِ خمسہ

۲-جمع مذکر سالم

۳-تثنیہ (مثنی)

۴۔ غیر منصرف اسماء میں جرّ کی کیا علامت ہے؟

۵۔ جمع مؤنث سالم میں نصب کی علامت کیا ہے؟

۶۔مقصور کی ایک مثال دیجئے اور اس کو تین جملوں میں پہلے میں مرفوع، دوسرے میں منصوب اور تیسرے میں مجرور استعمال کیجئے۔

۷۔ منقوص کی یاء کے ساتھ ایک مثال دیجئے اور اس کو تین جملوں میں پہلے میں مرفوع، دوسرے میں منصوب اور تیسرے میں مجرور استعمال کیجئے۔

۸۔ منقوص کی بغیر یاء کے ساتھ ایک مثال دیجئے اور اس کو تین جملوں میں پہلے میں مرفوع، دوسرے میں منصوب اور تیسرے میں مجرور استعمال کیجئے۔

۹۔ یائے متکلم کی طرف مضاف کی ایک مثال دیجئے اور اس کو تین جملوں میں پہلے میں مرفوع، دوسرے میں منصوب اور تیسرے میں مجرور استعمال کیجئے۔

۱۰۔ خط کشیدہ الفاظ کا اعراب(۱) بیان کیجئے۔

---

(۱)اعراب یوں بیان کیا جائے گا کہ پہلے اسم کی حالت، پھر وجہ، پھر اس کی علامت ذکر کی جائے، جیسے: سَأَلْتُ الْمُسْلِمَاتِ میں الْمُسْلِمَاتِ کا اعراب یوں بیان کیا جائے گا، منصوب اس لئے کہ یہ مفعول بہ ہے اور علامت کسرہ ہے اس لئے کہ یہ جمع مؤنث سالم ہے۔

مرفوع اسماء

مندرجہ ذیل حالتوں میں اسم مرفوع ہوگا:

۱-۲:-مبتدا اور خبر ہو، جیسے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ. اللہ سب سے بڑا ہے۔

۳:-كَانَ کا اسم ہو، جیسے: كَانَ الْبَابُ مَفْتُوْحًا. دروازہ کھلا تھا۔

۴:-إِنَّ کی خبر ہو، جیسے: إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ. یقیناً اللہ تعالی بہت بخشنے والا ہے۔

۵:-فاعل ہو، جیسے: خَلَقَنَا اللّٰهُ. ہمیں اللہ تعالی نے پیدا کیا۔

۶:-نائب فاعل (۱) ہو، جیسے: خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ طِيْنٍ. انسان مٹی سے پیدا کیا گیا۔

منصوب اسماء

۱:- إِنَّ کا اسم ہو، جیسے: إِنَّ الْعِلْمَ نَافِعٌ. بے شک علم فائدہ مند ہے۔

۲:-كَانَ کی خبر ہو، جیسے: كَانَ الطَّعَامُ لَذِيْذًا. کھانا ذائقہ دار تھا۔

۳:-مفعول بہ ہو، جیسے: فَهِمْتُ الدَّرْسَ. میں سبق سمجھ گیا۔

۴:-مفعول فیہ (۲) ہو، جیسے: سَافَرَ أَبِيْ لَيْلًا. میرے والد نے رات کو سفر کیا۔

۵:-مفعول لہ (۳) ہو، جیسے: مَاخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ خَوْفًا مِّنَ الْحَرِّ.
گرمی کے اندیشہ سے میں گھر سے باہر نہیں نکلا۔

۶:-مفعول معہ (۴) ہو، جیسے: سِرْتُ وَالْجَبَلَ. میں پہاڑ کے ساتھ ساتھ چلا۔
ذَهَبْتُ وَخَالِدًا إِلَى السُّوْقِ. میں خالد کے ساتھ بازار گیا۔

---

(۱) نائب فاعل وہ اسم ہے جو فعل مبنی للمجھول کے بعد (بحیثیت فاعل) آئے۔

(۲) مفعول فیہ وہ اسم ہے جو کسی فعل کے جائے وقوع یا وقت کو بتلائے۔

(۳) مفعول لہ وہ اسم ہے جو کسی فعل کی وجہ بتائے۔

(۴) مفعول معہ وہ اسم ہے جو واو کے بعد آئے اور معیت کا معنی دے۔

۷:-مفعول مطلق(۱)ہو، جیسے: اُذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا. اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو۔

۸:-حال(۲)ہو، جیسے: جَدِّيْ يُصَلِّيْ قَاعِدًا. میرے دادا بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔

۹:-تمییز (۳) ہو، جیسے: أَنَا أَحْسَنُ مِنْکَ خَطًّا. میں خوش نویسی کے پہلو سے تم سے بہتر ہوں۔

۱۰:-مستثنیٰ (۴)ہو، جیسے: حَضَرَ الطُّلَّابُ كُلُّهُمْ إِلَّا مُحَمَّدًا. محمد کے علاوہ سارے طلبہ حاضر ہوئے۔

۱۱:-منادیٰ(۵)ہو، جیسے: يَاعَبْدَ اللهِ ، اے عبداللہ،

توابع

عربی قواعد میں چار عناصر ایسے ہیں جن کا اپنا کوئی مستقل اعراب نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ دوسروں پر منحصر اور ان کے تابع ہوتے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱:-النّعت (صفت) یہ اعراب میں اپنے منعوت (موصوف) کے تابع ہوتی ہے، منعوت (موصوف) اس اسم کو کہتے ہیں جس میں وہ صفت پائی جائے، جیسے:

أَحَضَرَ الطَّالِبُ الْجَدِيْدُ؟ کیا نیا طالب علم حاضر ہوا؟

يَطْلُبُ الْمُدِيْرُ الطَّالِبَ الْجَدِيْدَ. ہیڈ ماسٹر نئے طالب علم کو طلب کررہے ہیں۔

هٰذَا دَفْتَرُ الطَّالِبِ الْجَدِيْدِ. یہ نئے طالب علم کی کاپی ہے۔

ان مثالوں میں نعت الجدید اپنے منعوت الطالب کے اعراب کے تابع ہے، چنانچہ اگر وہ مرفوع ہے تو نعت بھی مرفوع ہے اور اگر وہ منصوب ہے تو نعت بھی منصوب ہے اور اگر وہ مجرور ہے تو نعت بھی مجرور ہے۔

---

(۱)مفعول مطلق جملہ میں استعمال شدہ فعل کے مصدر کو جب وہ اسی جملہ میں ہو کہتے ہیں، دیکھئے سبق نمبر:۲۸

(۲)حال وہ اسم ہے جو فاعل، مفعول بہ وغیرہ کی کیفیت بیان کرے۔

(۳)تمییز وہ اسم ہے جو کسی مبہم لفظ کی وضاحت کرے، مثلاً ایک شخص کسی دوسرے سے مختلف پہلوؤں سے بہتر ہوسکتا ہے، ''اخلاق کے لحاظ سے''، یہ لفظ اس بہتری کے پہلو کی وضاحت کرتا ہے، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سبق نمبر:۳۰

(۴)مستثنیٰ وہ اسم ہے جو إِلّا (سوائے) کے بعد واقع ہو۔

(۵)منادیٰ کو ہم اس سے پہلے دوسرے حصہ میں پڑھ چکے ہیں۔

۲:-التوكيد، وہ اسم جو کلام میں تاکید یا زور پیدا کر دیتا ہے، جیسے: كُلُّهُمْ (وہ سب کے سب)، نَفْسُهُ (وہی، وہ خود)، مثال کے طور پر:

حَضَرَ الطُّلَّابُ كُلُّهُمْ.	سارے طلبہ حاضر ہوئے۔
سَأَلْتُ الطُّلَّابَ كُلَّهُمْ.	میں نے سارے طلبہ سے دریافت کیا۔
سَلَّمْتُ عَلَى الطُّلَّابِ كُلِّهِمْ.	میں نے سارے طلبہ کو سلام کیا۔
قَالَ لِي الْمُدِيْرُ نَفسُهُ.	مجھ سے خود ہیڈ ماسٹر نے کہا۔
سَأَلْتُ الْمُدِيْرَ نَفسَهُ	میں نے ہیڈ ماسٹر ہی سے دریافت کیا۔
سَلَّمْتُ عَلَى الْمُدِيْرِ نَفسِهِ.	میں نے ہیڈ ماسٹر ہی کو سلام کیا۔

یہاں توکید (كُلّ، نَفس) مؤکّد (المُدِيْر، الطُّلّاب) کے تابع ہے، مؤکد اس اسم کو کہتے ہیں جس کی تاکید کی جائے، جیسے: سابقہ مثالوں پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر الطُّلّاب مرفوع ہے تو كُلّ بھی مرفوع ہے اور اگر الطُّلّاب منصوب ہے تو كُلّ بھی منصوب ہے اور اگر الطُّلّاب مجرور ہے تو كُلّ بھی مجرور ہے، یہی حال نَفس (توکید) اور المُدِيْر (مؤکد) کا ہے۔

۳:-المعطوف، وہ اسم جو کسی حرفِ عطف جیسے: واو وغیرہ کے ذریعہ دوسرے پر عطف کیا جائے، جیسے:

خَرَجَ حَامِدٌ وَصَدِيْقُهُ.	حامد اور اس کا دوست نکلے۔
طَلَبَ الْمُدِيْرُ حَامِدًا وَصَدِيْقَهُ.	ہیڈ ماسٹر نے حامد اور اس کے دوست کو طلب کیا۔
أَيْنَ كُتُبُ حَامِدٍ وَصَدِيْقِهِ؟	حامد اور اس کے دوست کی کتابیں کہاں ہیں؟

ان مثالوں میں صَدِيقه معطوف ہے، یعنی حامد پر عطف ہے، اسی لئے جو اعراب حامد کا ہے وہی صَدِيقه کا بھی ہے، اگر حامد مرفوع ہے تو صَدِيقه بھی مرفوع ہے، اگر حامد منصوب ہے تو صَدِيقه بھی منصوب ہے اور اگر حامد مجرور ہے تو صَدِيقه بھی مجرور ہے۔

۴:-البدل، وہ اسم جو کسی دوسرے اسم کے بدلے آئے، جیسے:

أَنَجَحَ أَخُوْكَ هَاشِمٌ؟	کیا تمہارا بھائی ہاشم کامیاب ہوگیا؟
أَعْرِفُ أَخَاكَ هَاشِمًا.	میں تمہارے بھائی ہاشم سے واقف ہوں۔

أَيْنَ غُرْفَةُ أَخِيْكَ هَاشِمٍ؟	تمہارے بھائی ہاشم کا کمرہ کہاں ہے؟
أَ نَجَحَ هٰذَا الطَّالِبُ؟	کیا یہ طالب علم کامیاب ہوگیا؟
أَعْرِفُ هٰذَا الطَّالِبَ.	میں اس طالب علم کو جانتا ہوں۔
أَيْنَ غُرْفَةُ هٰذَا الطَّالِبِ؟	اس طالب علم کا کمرہ کہاں ہے؟

یہاں أُخوک (تمہارابھائی) اور هـاشِم (ہاشم) دونوں ایک ہیں، اسی لئے جواعراب أُخوک کا ہے وہی هاشِم کا ہے، اسی طرح هٰذا (یہ) اور الـطالب (طالب علم) ایک ہیں، اسی لئے جواعراب هٰذا کا ہے وہی الطالب کا ہے۔

۲-فعل کا اعراب

حصہ دوم (سبق نمبر:۱۰) میں گذر چکا کہ عربی میں فعل کی تین صورتیں ہوتی ہیں، ماضی، مضارع اور امر۔ ماضی اور امر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ مبنی ہیں لیکن مضارع معرب ہے اس لئے جملہ میں اس کی حیثیتوں کے لحاظ سے اس کے آخر میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، جس طرح اسم کی تین حالتیں ہوتی ہیں اسی طرح مضارع کی بھی تین حالتیں ہوتی ہیں، جو یہ ہیں: مرفوع، منصوب اور مجزوم(۱)۔ (یہ ساری باتیں حصہ دوم سبق نمبر ۱۸ اور ۲۱ میں گذر چکی ہیں)

جب مضارع کے ساتھ جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث مخاطب پر دلالت کرنے والی ضمیر (نونِ نسوۃ) ہوتو وہ مبنی ہوگا، اس کے آخر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، جیسے:

اَلْأَخَوَاتُ يَكْتُبْنَ.	بہنیں لکھ رہی ہیں۔
مَاذَا تَكْتُبْنَ يَا أَخَوَاتُ؟	بہنو، آپ کیا لکھ رہی ہیں؟

دیگر چار صیغے مرفوع ہونے کی صورت میں ''مضموم''، منصوب ہونے کی صورت میں ''مفتوح'' اور مجزوم ہونے کی صورت میں ''ساکن'' ہوں گے۔

مرفوع کی مثالیں:	نَكْتُبُ	أَكْتُبُ	تَكْتُبُ	يَكْتُبُ
منصوب کی مثالیں:	لَنْ نَكْتُبَ	لَنْ أَكْتُبَ	لَنْ تَكْتُبَ	لَنْ يَكْتُبَ

(۱) مرفوع اور منصوب ہونا اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہے، لیکن مجزوم ہونا صرف فعل کے ساتھ خاص ہے۔

مجزوم کی مثالیں: لَمْ نَكْتُبْ لَمْ أَكْتُبْ لَمْ تَكْتُبْ لَمْ يَكْتُبْ

یہ تینوں (ضمہ، فتحہ اور سکون) اصلی علامتیں ہیں، کچھ ثانوی (فرعی) علامتیں بھی ہیں جو مندرجہ ذیل صورتوں میں استعمال ہوتی ہیں:

۱- فعل کے ان پانچ صیغوں میں جنہیں ''افعالِ خمسہ'' کہا جاتا ہے، مرفوع ہونے کی صورت میں نون باقی رہے گا جب کہ منصوب اور مجزوم ہونے کی صورت میں حذف ہو جائے گا۔

مرفوع کی مثالیں: تَكْتُبِيْنَ تَكْتُبُوْنَ تَكْتُبَانِ يَكْتُبُوْنَ يَكْتُبَانِ

منصوب کی مثالیں: لَنْ تَكْتُبِيْ لَنْ تَكْتُبُوْا لَنْ تَكْتُبَا لَنْ يَكْتُبُوْا لَنْ يَكْتُبَا

مجزوم مثالیں: لَمْ تَكْتُبِيْ لَمْ تَكْتُبُوْا لَمْ تَكْتُبَا لَمْ يَكْتُبُوْا لَمْ يَكْتُبَا

۲- فعل ناقص سے مجزوم ہونے کی صورت میں تیسرا حرفِ اصلی جو کہ حرفِ علت ہے، گر جاتا ہے(۱) صوتی لحاظ سے یہ تبدیلی ہوتی ہے کہ مد کی صورت میں جو آواز لمبی ہو جاتی ہے وہ مختصر ہو جائے گی، جیسے:

يَتْلُوْ لَمْ يَتْلُ. يَبْكِيْ لَمْ يَبْكِ. يَنْسٰى لَمْ يَنْسَ.

اعراب تقدیری

فعل ناقص میں مندرجہ ذیل علامتیں مقدّر (پوشیدہ) ہوتی ہیں، جیسے:

۱) مرفوع ہونے کی علامت ''ضمہ'' ان تمام افعال میں جن کے آخر میں ''الف''، ''یاء'' یا ''واو'' ہو:

أَمْشِيْ میں چل رہا ہوں أَتْلُوْ میں تلاوت کر رہا ہوں

أَنْسَى میں بھول رہا ہوں ان کی اصلی صورت یہ ہے: أَمْشِيُ أَتْلُوُ أَنْسَيُ.

۲) نصب کی علامت فتحہ ان افعال میں جو الف پر ختم ہوتے ہیں، جیسے: أُرِيْدُ أَنْ أَنْسَى (میں بھولنا چاہتا ہوں) لیکن جو افعال ی یا و پر ختم ہوتے ہیں ان میں فتحہ ظاہر ہوگا، جیسے:

أُرِيْدُ أَنْ أَمْشِيَ. میں چلنا چاہتا ہوں۔

---

(۱) دیکھئے حصہ دوم سبق نمبر: ۲۸

أُرِيْدُ أَنْ أَتْلُوَ. میں تلاوت کرنا چاہتا ہوں۔

۳) جزم کی علامت سکون مضعّف افعال میں محذوف ہوتی ہیں، جیسے:

لَم أَحُجَّ. میں نے حج نہیں کیا۔

یہاں پر لَمْ داخل ہونے کی وجہ سے ضمہ حذف ہوگیا تو لَم أَحُجْ باقی رہا، التقاء الساکنین سے بچنے کے لئے ایک فتحہ بڑھا دیا گیا تو لَم أَحُجَّ ہوگیا (دیکھئے: حصہ دوم سبق نمبر ۲۹)

مشقیں

۱۔ آنے والی مثالوں میں معرب اور مبنی کو متعین کیجئے۔

۲۔ مضارع میں اعراب کی اصلی علامتیں کیا ہیں؟

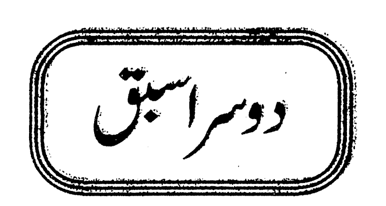
۳۔ افعال خمسہ میں اعراب کی فرعی علامتیں کیا ہیں؟

۴۔ فعل ناقص میں جزم کی فرعی علامت کیا ہے؟

۵۔ فعل ناقص میں رفع کی علامت کیا ہے؟

۶۔ فعل ناقص مفتوح العین میں نصب کی علامت کیا ہے؟

۷۔ فعل مضعف میں جزم کی علامت کیا ہے؟



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱— حرفِ واو کبھی لفظ کی ساخت کا ایک جزء ہوتا ہے بذاتِ خود اس کا کوئی معنی نہیں ہوتا، جیسے: لَوْ، وَلَدٌ وغیرہ میں، اور کبھی خود مستقل بامعنی لفظ ہوتا ہے، جیسے: أَيْنَ بِلَالٌ وَحَامِدٌ؟ (بلال اور حامد کہاں ہیں؟) اس صورت میں اس کے کئی معنی ہوتے ہیں جن میں سے تین ہم اس سبق میں سیکھیں گے:

ا:۔اور، جیسے: أُرِيدُ كِتَابًا وَقَلَمًا. مجھے ایک کتاب اور ایک قلم چاہئے۔ خَرَجَ الزُّبَيْرُ وَحَامِدٌ زبیر اور حامد نکلے۔ اس حالت میں اس کو حرفِ عطف کہتے ہیں۔

ب:۔قسم، جیسے: وَاللهِ مَا رَأَيْتُهُ. اللہ کی قسم میں نے اسے نہیں دیکھا۔ اس صورت میں وہ حرفِ جرّ ہوگا۔

ج:۔واو کی تیسری قسم کو واو الحال کہتے ہیں، یہ ایک ذیلی جملہ اسمیہ سے پہلے آتا ہے اور اصل جملہ میں جس فعل کی خبر دی جارہی ہے اس کی کیفیت کو بیان کرتا ہے، جیسے:

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَرْكَعُ. میں مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ امام صاحب رکوع کر رہے تھے۔

مَاتَ أَبِيْ وَأَنَا صَغِيْرٌ. میرے والد صاحب کا انتقال ہوا اس حال میں کہ میں چھوٹا تھا۔

دَخَلَ الْمُدَرِّسُ الْفَصْلَ وَهُوَ يَحْمِلُ كُتُبًا كَثِيْرَةً.

استاذ درجہ میں داخل ہوئے اس حال میں کہ وہ بہت سی کتابیں لئے ہوئے تھے۔

جَاءَنِي الْوَلَدُ وَهُوَ يَبْكِيْ. میرے پاس لڑکا روتے ہوئے آیا۔

لَا تَأْكُلْ وَأَنْتَ شَبْعَانُ. شکم سیر ہونے کی حالت میں نہ کھاؤ۔

۲— ہم دوسرے حصے کے پہلے سبق میں پڑھ چکے ہیں کہ لَعَلَّ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جیسے:

لَعَلَّهُ بِخَيْرٍ امید ہے وہ خیریت سے ہوگا اس معنیٰ کو ''ترجّی'' کہتے ہیں۔

لَعَلَّهُ مَرِيْضٌ اندیشہ ہے کہ وہ بیمار ہوگا اس معنیٰ کو''اشفاق'' کہتے ہیں۔

اشفاق کی مثال خطبۂ حجۃ الوداع میں بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: لَعَلِّيْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا مجھے اندیشہ ہے کہ اِمسال کے بعد میں حج نہیں کرسکوں گا۔

۳-إِلَيْكُمْ أَمْثِلَةً أُخْرَى: مزید مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

یہاں إِلَيْكُمْ ''اسم الفعل'' ہے وہ حرفِ جرّ، ''إلی'' اور ''كُم'' سے مل کر بنا ہے، لیکن اس مرکب صورت میں اس کا معنی ہے، ''لیجئے'' یا ''لو''، ''أمثلةً'' مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر خبریں سنانے والا کہتا ہے:

إِلَيْكُمْ نَشْرَةَ الْأَخْبَارِ. خبرنامہ پیشِ خدمت ہے۔

مخاطب کے لحاظ سے ضمیر بدلتی جائے گی، جیسے:

إِلَيْكَ هٰذَالْكِتَابَ يَا إِبْرَاهِيْمُ. ابراہیم، یہ کتاب لو۔

إِلَيْكِ الْمَلَاعِقَ يَا أُخْتِيْ. باجی، چمچے لیجئے۔

إِلَيْكُنَّ هٰذِهِ الدَّفَاتِرَ يَا أَخَوَاتُ. بہنو، یہ کاپیاں لو۔

۴-أشْيَاءُ. ممنوع من الصرف ہے، اس لئے کہ وہ اصل میں أغْنِيَاء، أنْبِيَاء اور أصْدِقَاء کی طرح أشْيِئَاء ہے۔

۵-فعل ماضی کا صیغہ دعا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: رَحِمَهُ اللهُ اس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے شَفَاهُ اللهُ اس کو اللہ تعالیٰ صحت یاب فرمائے غَفَرَ اللهُ لَهُ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے۔

اس معنیٰ میں ماضی کی نفی لا کے ذریعہ ہوگی، جیسے:

لَا أَرَاكَ اللهُ مَكْرُوْهًا. اللہ تمہیں کوئی ناپسندیدہ بات نہ دکھائے۔

لَا فَضَّ اللهُ فَاكَ. اللہ کرے کہ تمہارا منہ کبھی نہ ٹوٹے۔(تم ہمیشہ اسی طرح اچھی باتیں بولتے رہو۔)اس کا متبادل اسلوب اردو میں یہ ہے: تمہارے منہ میں گھی شکر۔

٦ – هَلْ مِنْ سُؤَالٍ؟ کوئی سوال؟

یہ جملہ اصل میں یوں تھا:

هَلْ مِنْ سُؤَالٍ عِنْدَکَ؟ کیا تمہارے پاس کوئی اور سوال ہے؟ یہاں سُؤَالٌ مبتدا ہے اور عِنْدَکَ خبر، اس طرح کے جملوں میں مِنْ زائدہ کہلاتا ہے اور وہ جملہ کے معنی میں تاکید پیدا کرتا ہے، مِن زائدہ دو شرطوں کے ساتھ استعمال ہوگا:

۱:۔ جملہ نفی یا نہی یا استفہام پر مشتمل ہو، اور استفہام بھی صرف هَلْ کے ذریعہ ہو۔

۲:۔ مِنْ کے بعد والا اسم نکرہ ہو۔

نفی کی مثالیں:

مَاغَابَ مِنْ أَحَدٍ. کوئی غائب نہیں ہوا۔

مَا رَأَيْتُ مِنْ أَحَدٍ. میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

نہی کی مثالیں:

لاَ يَخْرُجْ مِنْ أَحَدٍ. کوئی نہ نکلے۔

لاَ تَكْتُبْ مِنْ شَيْءٍ. کچھ نہ لکھو۔

استفہام کی مثالیں:

هَلْ مِنْ سُؤَالٍ؟ کوئی سوال؟

هَلْ مِنْ جَدِيْدٍ؟ کوئی نئی بات؟

قرآن مجید میں ہے:

﴿يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلأْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴾[سورة ق: ٣٠]

جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر گیا اور وہ کہے گا کہ کیا اور بھی ہے؟

نوٹ:۔ مِنِ الزائدہ کے بعد والا اسم مِنْ کی وجہ سے مجرور ہوگا، اس لئے کہ مِنْ حرفِ جرّ ہے اور اس اسم کا اصلی اعراب چھپ جائے گا، جیسے: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا میں أَحَدًا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، لیکن مِنْ داخل ہونے

کے بعد اس کا نصب ختم ہو جائے گا اور وہ مجرور ہو جائے گا اسی طرح مَا حَضَرَ أَحَدٌ میں أَحَدٌ فاعل مرفوع ہے لیکن مِنْ داخل ہونے کے بعد وہ مجرور ہو جائے گا۔

۷- لَدَى (پاس، طرف) عِنْدَ (پاس) کا ہم معنی ہے، جیسے:

مَاذَا لَدَى الْبَابِ؟ دروازے کے پاس کیا ہے؟

لَدَى اگر کسی ضمیر کی طرف مضاف ہو تو اس کا الف، ي میں تبدیل ہو جائے گا، جیسے:

مَاذَا لَدَيْکَ؟ تمہارے پاس کیا ہے؟

۸- دَخَلْتُ عَلَى الْمُدِيْرِ کا معنی ہوگا میں ہیڈ ماسٹر کے پاس ان کے آفس میں گیا۔

۹- مَعْنًى کی جمع مَعَانٍ ہے اور ال کے ساتھ ہو تو اَلْمَعَانِي، اس طرح کے اور بھی اسماء ہیں جن کی جمع مَفَاعِلُ کے ہم وزن ہوتی ہے، جیسے:

جَارِيَةٌ (لڑکی) جَوَارٍ اَلْجَوَارِي. لَيْلَةٌ (رات) لَيَالٍ اَللَّيَالِي. نَادٍ (بزم، کلب) نَوَادٍ النَّوَادِي.

ان اسماء کا اعراب بھی اسم منقوص کی طرح ہوگا، (پہلا سبق ملاحظہ ہو) جیسے:

مرفوع: لِلْوَاوِ مَعَانٍ كَثِيْرَةٌ.	واو کے بہت سے معنی ہیں۔
منصوب: أَعْرِفُ لِلْوَاوِ مَعَانِيَ كَثِيْرَةً.	میں واو کے بہت سے معنی جانتا ہوں۔
مجرور: تَأْتِي الْوَاوُ لِمَعَانٍ كَثِيْرَةٍ.	واو بہت سے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ال کے ساتھ ان کی مثال یوں ہے:

مرفوع: اَلْمَعَانِي كَثِيْرَةٌ.	معانی بہت سے ہیں۔
منصوب: أَكَتَبْتَ الْمَعَانِيَ؟	کیا تم نے معنی لکھے؟
مجرور: سَأَلْتَ الْمُدَرِّسَ عَنِ الْمَعَانِي	میں نے استاذ سے معنوں کے متعلق دریافت کیا[1]

---

(۱) سبق نمبر ۳۴ بھی ملاحظہ ہو۔



۱۔ آنے والے سوالوں کا جواب دیجئے۔

۲۔ "واو الحال" کی آئندہ مثالوں پر غور کیجئے۔

۳۔ آنے والے جملوں میں **واو العطف** کو **واوالحال** سے اس طرح الگ کیجئے کہ **واو العطف** کے نیچے ایک لکیر کھینچئے اور **واوالحال** کے نیچے دو لکیریں کھینچئے۔

۴۔ اگلے جملے میں استعمال شدہ ہر واو کی نوعیت بتائیے۔

۵۔ اگلے جملوں کو مناسب جملہ حالیہ (و + جملہ اسمیہ) سے پُر کیجئے۔

۶۔ چند جملے بنائیے اور آنے والے جملوں کو جملہ حالیہ کے طور پر استعمال کیجئے۔

۸۔ آنے والے جملوں میں لَعَلَّ کس معنی میں ہے؟(۱)

۱۱۔ سبق میں سے ایک ایسی مثال تلاش کیجئے جس میں فعل ماضی دعا کے لئے استعمال ہوا ہو۔

۱۲۔ قوسین میں دیئے گئے کلمات استعمال کرتے ہوئے سابقہ مثال کی طرز پر جملے بنائیے۔

۱۳۔ لَدَی کا استعمال سیکھئے۔

۱۴۔ "مَرِيْضٌ" کی ضد کیا ہے؟

۱۵۔ آنے والے افعال کا ماضی بتائیے۔

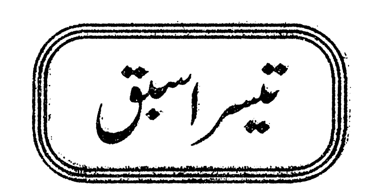
۱۶۔ آنے والے اسماء کا مفرد بتائیے۔

۱۷۔ آنے والے اسماء کی جمع بنائیے۔

۲۰۔ عَبْد اور عُبَيْد میں کیا فرق ہے اور عُبَيْد کیا کہلاتا ہے؟

---

(۱) کلید میں سوال پر وہی نمبر دیئے گئے ہیں جو اصل کتاب میں ہیں، چھوٹے ہوئے نمبروں پر موجود جملے سوالیہ نہیں ہیں۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱— الفعل المبنی للمجهول . اردو میں ہم کہتے ہیں: سپاہی نے چور کو مار ڈالا، اسی کو مجہول صیغے میں یوں کہتے ہیں: چور مارا گیا، ان دونوں جملوں کو عربی میں یوں ادا کریں گے:

مبنی للمعلوم☆ : **قَتَلَ الْجُنْدِيُّ اللِّصَّ.** سپاہی نے چور کو مار ڈالا۔

مبنی للمجهول: قُتِلَ اللِّصُّ. چور مارا گیا۔

نوٹ: ۔فعل **مبنی للمجهول** کے صیغے کے ساتھ فاعل "**الجُنْدِيُّ**" حذف ہو جائے گا، اور "**اللّصّ**" اس کے قائم مقام ہو کر مرفوع ہو جائے گا، اس صورت میں اس "**اللِّصُّ**" کو **نائب الفاعل** کہتے ہیں۔

فعل کو مبنی **للمعلوم** سے **مبنی للمجهول** بنانے کے لئے اس میں چند تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں جو یہ ہیں:

ماضی میں پہلے حرف پر ضمّہ ہوگا اور دوسرے پر کسرہ، جیسے:

قَتَلَ اس نے قتل کیا۔ قُتِلَ اس کا قتل ہو گیا۔ (اس کو قتل کر دیا گیا)۔

اگر دوسرے حرف پر پہلے سے کسرہ ہو تو وہ باقی رہے گا، جیسے:

شَرِبَ اس نے پیا۔ شُرِبَ اس کو پی لیا گیا سَمِعَ اس نے سنا سُمِعَ اس کو سنا گیا۔

مضارع میں حروفِ مضارعہ (۱) پر ضمہ ہوگا اور دوسرے حرف پر فتحہ، جیسے:

☆برِّصغیر میں "**مبنی للمعروف**" کی اصطلاح رائج ہے جو غلط ہے، صحیح اصطلاح جو تمام عربی مراجع میں مستعمل ہے وہ ہے: "**مبنی للمعلوم**".

(۱) حروف (أ، ت، ي، ن) چونکہ مضارع پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ نَكْتُبُ، أَكْتُبُ، تَكْتُبُ، يَكْتُبُ میں ہے، اس لئے ان کو حروفِ مضارعہ کہا جاتا ہے ان کا مجموعہ ہے "أَتَيْنَ" وہ سب آئیں۔

يَقْتُلُ وہ قتل کرتا ہے۔ يُقْتَلُ اس کو قتل کردیا جاتا ہے۔

اگر دوسرے حرف پر پہلے سے "فتحہ" ہو تو وہ باقی رہے گا، جیسے:

يَفْتَحُ وہ کھولتا ہے يُفْتَحُ اس کو کھولا جاتا ہے۔ يَقْرَأُ وہ پڑھتا ہے يُقْرَأُ اس کو پڑھا جاتا ہے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ اگر فعل کا پہلا حرف اصلی واو (وَجَــدَ) ہو تو وہ مضارع میں حذف ہوجاتا ہے، (دیکھئے: دوسرا حصہ سبق نمبر ۲۶) لیکن صیغۂ مبنی للمجهول میں وہ باقی رہے گا، جیسے:

يَجِدُ وہ پاتا ہے يُوْجَدُ وہ پایا جاتا ہے۔

یہاں فعل مبنی للمجهول کی چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ طِيْنٍ.	انسان گارے سے پیدا کیا گیا۔
فِيْ أَيِّ عَامٍ وُلِدْتَّ؟	تم کس سن میں پیدا ہوئے؟
يُقْتَلُ آلافٌ مِنَ النَّاسِ فِي الْحُرُوْبِ.	جنگوں میں ہزاروں لوگ مارے جاتے ہیں۔
لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ.	مومن ایک ہی سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔
لَا يُوْجَدُ هٰذَا الْكِتَابُ فِي الْمَكْتَبَاتِ.	یہ کتاب کتب خانوں میں نہیں ملتی۔
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ.	نہ اس نے (کسی کو) جنا، نہ وہ جنا گیا۔

اگر نائب فاعل مؤنث ہو تو فعل بھی مؤنث ہوگا، جیسے:

عَمَّ سُئِلَتْ آمِنَةُ؟	آمنہ سے کس بارے میں پوچھا گیا؟
تُقْرَأُ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ.	سورہ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

اگر مفعول بہ ضمیر ہو تو اس کو حالتِ رفع میں کس طرح استعمال کیا جائے گا اس کی وضاحت اصل کتاب کی ساتویں مشق میں کی گئی ہے، چند مثالیں یہ ہیں:

قَتَلَهُمُ الْمُجْرِمُوْنَ	انہیں مجرموں نے مار ڈالا۔	قُتِلُوْا	انہیں مار ڈالا گیا۔
سَأَلَنِيَ الْمُدِيْرُ	مجھ سے ہیڈ ماسٹر نے دریافت کیا۔	سُئِلْتُ	مجھ سے دریافت کیا گیا۔

۴ — وُلِدْتُّ عَامَ سِتِّيْنَ وَتِسْعِمِائَةٍ وَّأَلْفٍ لِّلْمِيْلَادِ میری پیدائش ۱۹۶۰ء میں ہوئی

اس مثال میں عَامَ منصوب ہے، اس لئے کہ وہ مفعول فیہ ہے اور فعل کے واقع ہونے کے وقت کو بتا رہا ہے، اور اس پر تنوین اس لئے نہیں ہے کہ وہ مضاف ہے، اس طرح کی چند اور مثالیں یہ ہیں:

سَأَدْرُسُ اللُّغَةَ الْفَرَنْسِيَّةَ الْعَامَ الْقَادِمَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. اگلے سال ان شاء اللہ میں فرانسیسی زبان پڑھوں گا۔

كُنْتُ فِيْ مَكَّةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.	جمعہ کے دن میں مکہ میں تھا۔
أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ هٰذَا الْمَسَاءَ؟	آج شام تم سب کہاں جا رہے ہو؟

۳- کچھ ناموں کے شروع میں ال ہوتا ہے، جیسے: الزُّبير، الحسَن، الحُسَيْن لیکن جب ان کے ساتھ یا استعمال ہو تو ال حذف ہو جائے گا، جیسے: يَاحَسَنُ نہ کہ يَا الْحَسَنُ.

۴- هِنْدِيٌّ کے معنی ہیں ہندوستانی

یہ صیغہ هِنْد کے اخیر میں يٌّ (یائے مشدّدہ) بڑھا کر بنایا گیا، اس طرح کی صیغہ ساز ي ياء النسب کہلاتی ہے، اور جو اسم اس عمل سے گذرے وہ المنسوب کہلاتا ہے۔

بعض اسماءِ منسوبہ اصل اسم سے ذرا مختلف ہوتے ہیں، جیسے:

أَخٌ	سے	أَخَوِيٌّ	برادرانہ۔	
أَبٌ	سے	أَبَوِيٌّ	پدرانہ۔	
نَبِيٌّ	سے	نَبَوِيٌّ	نبوی۔	

۵- أُخَرُ أُخْرَى کی جمع ہے اور غیر منصرف ہے، آخَرُ کی جمع آخَرُوْنَ ہے، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

غَابَ الْيَومَ بَلالٌ وَ طَالِبٌ آخَرُ.	آج بلال اور ایک دوسرا طالب علم غائب رہا۔
غَابَ الْيَومَ بَلالٌ وَ طُلّابٌ آخَرُوْنَ.	آج بلال اور دوسرے طلبہ غیر حاضر رہے۔
غَابَتِ الْيَومَ زَيْنَبُ وَ طَالِبَةٌ أُخْرَى.	آج زینب اور ایک دوسری طالبہ غیر حاضر رہیں۔
غَابَتِ الْيَومَ زَيْنَبُ وَ طَالِبَاتٌ أُخَرُ.	آج زینب اور دوسری طالبات غیر حاضر رہیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْعَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾[البقرۃ:۱۸۴]

تو تم میں سے جو بیمار یا حالتِ سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں اتنے دن (روزے رکھے)

چونکہ أَيَّامٌ غیر عاقل ہے، اس لئے اس کے ساتھ واحد مؤنث کا صیغہ بھی استعمال ہو سکتا ہے، جیسے:

الْفَنَادِقُ غَالِيَةٌ فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ وَ لٰكِنَّهَا رَخِيْصَةٌ فِيْ أَيَّامٍ أُخْرَى.

ان دنوں ہوٹل مہنگے ہیں، لیکن دیگر ایام میں وہ سستے ہوتے ہیں۔

۶ – صَلَّى اس نے نماز ادا کی کا مضارع ہے يُصَلِّيْ اور امر ہے صَلِّ. صَلَّى بِنَا کا معنی ہے: ہماری امامت کی، لہذا صَلِّ بِنَا کا معنی ہوا: ہماری امامت کیجئے۔

۷ – إمّا ...وَ إمَّا... کا معنی ہے: یا...یا...جیسے:

اَلْاِسْمُ إمّا مُذَكَّرٌ وَ إمَّا مُؤَ نَّثٌ. اسم مذکر ہوگا یا مؤنث۔

إمَّا تَزُوْرُنِيْ وَ إمَّا أَزُوْرُكَ. یا آپ مجھ سے ملنے آیئے گا یا میں آپ سے ملنے آؤں گا۔

۸ – ثَلاثُمِائَةٍ سے تِسْعُمِائَةٍ تک کے اعراب کے لئے ملاحظہ ہو، کلید حصہ دوم، سبق نمبر:۲۴

۹ – اليَهُودُ ایک اسم الجنس الجمعي ہے، اسم الجنس الجمعي کی دو قسمیں ہیں:

ا:۔وہ اسمِ جنس جن کے آگے ي بڑھا کر اس کا مفرد بنایا جاتا ہے، جیسے:

عَرَبٌ	عرب	سے	عَرَبِيٌّ	ایک عربی۔
تُرْكٌ	ترک	سے	تُرْكِيٌّ	ایک ترکی۔
إنْكِلِيْزٌ	انگریز	سے	إنْكِلِيْزِيٌّ	ایک انگریز۔

نوٹ:۔ یہ ي یائے نسب نہیں ہے۔

۲:۔وہ اسم الجنس الجمعي جس کا مفرد ة بڑھا کر بنایا جائے، جیسے:

تُفَّاحٌ	سیب	سے	تُفَّاحَةٌ	ایک سیب۔

شَجَرٌ	درخت	سے	شَجَرَةٌ	ایک درخت۔
سَمَکٌ	مچھلی	سے	سَمَکَةٌ	ایک مچھلی۔

واحد اور جمع کا فرق سمجھنے کے لئے اگلی مثالوں پر غور کیجئے:

اگر ڈاکٹر آپ سے پوچھے کہ آپ کو کونسا پھل پسند ہے تو آپ کہیں گے: أُحِبُّ الْمَوْزَ (مجھے کیلا پسند ہے) اور اگر یہ سوال کرے کہ کھانے کے بعد آپ کتنے کیلے کھاتے ہیں تو آپ کہیں گے: آكُلُ مَوْزَةً (میں ایک کیلا کھاتا ہوں)۔ اسی طرح آپ کہیں گے: أُحِبُّ الْعَرَبَ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَبِيٌّ (میں عربوں کو پسند کرتا ہوں اس لئے کہ آپ ﷺ بھی ایک عرب تھے)۔

نوٹ:۔ اس مفرد کا مثنی عَرَبِيَّانِ ہوگا نہ کہ عَرَبَانِ، اسی طرح مَوْزَتَانِ نہ کہ مَوْزَانِ.

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کا جواب دیجئے۔

۲۔ آنے والے جملوں میں نائب فاعل کے نیچے ایک لکیر کھینچئے۔

۳۔ آنے والے افعال کو ماضي مبني للمجهول میں تبدیل کیجئے۔

۵۔ آنے والے افعال کو مضارع مبني للمجهول میں تبدیل کیجئے۔

۶۔ مثالیں پڑھئے اور اگلے جملوں کو مبني للمجهول میں تبدیل کیجئے۔

۷۔ مفعول بہ ضمیر ہو تو افعال کو کس طرح مبني للمجهول میں تبدیل کرتے ہیں، سیکھئے۔

۸۔ آنے والے جملوں میں نائب فاعل کو متعین کیجئے۔

۹۔ آنے والے جملوں میں واقع فعل کو مبني للمجهول میں تبدیل کیجئے۔

۱۰۔ آنے والے جملوں کے فعل کو مبني للمجهول میں لکھئے اور ان میں نائب فاعل کو متعین کیجئے۔

۱۱۔ زبانی مشق: استاد ہر طالب علم سے سوال کرے: فِي أَيِّ عَامٍ وُلِدتَّ؟ (تمہارا سن پیدائش کیا ہے۔) اور طالب علم جواب دے: وُلِدتُّ عَامَ ...لِلْهِجْرَةِ/ لِلْمِيلَادِ (تاریخ بتاتے ہوئے عدد کو اکائی سے شروع کیا جائے)۔

۱۲۔ آنے والے اسماء اعلام سے پہلے يَا داخل کیجئے۔

۱۳۔ آنے والے ہر اسم کا منسوب لکھیے۔

۱۴۔ سبق میں سارے اسماءِ منسوبہ کو متعین کیجئے۔

۱۶۔ یَسْتَطِیْعُ وہ استطاعت رکھتا ہے/کر سکتا ہے کا استعمال سیکھیے۔

۱۷۔ صَلَّی کا استعمال سیکھیے۔

۱۸۔ عربی مہینوں کے نام سیکھیے۔

۱۹۔ إِمَّا ... وَإِمَّا... کا استعمال سیکھیے۔

۲۰۔ اَلْحَرْبُ الْعَالَمِیَّةُ الْأُوْلٰی / الثَّانِیَةُ کا کیا مفہوم ہے؟ اَلْحَرْبُ مذکر ہے یا مؤنث، اس کی تعیین کیسے ہوگی؟

۲۱۔ آنے والے سارے افعال لکھیے۔

۲۲۔ ان تمام اسماء کی جمع بنائیے۔

۲۳۔ آنے والے سارے حروف کو ایک جملے میں استعمال کیجئے۔

۲۴۔ ثَلاثُمِائَةٍ سے تِسْعُمِائَةٍ تک کا اعراب سیکھیے، پھر ان کو درست طریقے سے جملوں میں پڑھیے۔

۲۵۔ اسم الجنس الجمعي کا استعمال سیکھیے۔

چوتھا سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱– اسمِ فاعل، اردو میں میں کسی کام کے ''کرنے والے'' کو بتانے کے لئے اس فعل کے مصدر کے ساتھ (عموماً) لفظ ''والا'' جوڑ دیا جاتا ہے، جیسے: جانے والا، آنے والا، پڑھنے والا، وغیرہ، عربی میں اس معنی کو ادا کرنے کے لئے اس فعل سے فَاعِلٌ کے وزن پر صیغہ بناتے ہیں، جو اسمِ فاعل کہلاتا ہے، جیسے:

كَتَبَ اس نے لکھا ۔ كَاتِبٌ لکھنے والا۔

سَرَقَ اس نے چوری کیا سَارِقٌ چور (چوری کرنے والا)۔

عَبَدَ اس نے عبادت کی عَابِدٌ عبادت کرنے والا (عبادت گذار)۔

خَلَقَ اس نے پیدا کیا خَالِقٌ پیدا کرنے والا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿إِنّ اللهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوَى﴾ [الأنعام: ۹۵]

بے شک اللہ تعالی ہی دانوں اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والے ہیں۔

۲– اسمِ مفعول، وہ اسم ہے جو فعل سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر بنایا جائے اس ذات پر دلالت کرنے کے لئے جس پر فعل واقع ہوا ہو، جیسے:

قَتَلَ اس نے قتل کیا مَقْتُوْلٌ مقتول (قتل کیا ہوا)۔

خَلَقَ اس نے پیدا کیا مَخْلُوْقٌ مخلوق (جس کو پیدا کیا گیا)۔

سَرَّ اس نے خوش کیا مَسْرُوْرٌ مسرور، خوش (جس کو خوشی حاصل ہوئی ہو)۔

كَسَرَ اس نے توڑا مَكْسُوْرٌ ٹوٹا ہوا۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

جس کام میں خالق کی نافرمانی ہو اس میں مخلوق کی اطاعت کا کوئی جواز نہیں۔

۳ – مَاأَنَا بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُ تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں غافل نہیں ہوں

اس مَا کو مَا الحجازية کہتے ہیں، یہ لَيْسَ کا عمل کرتی ہے، یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتی ہے اور اس کے داخل ہونے سے خبر منصوب ہو جاتی ہے، خبر پر حرفِ جر ب زائدہ بھی داخل ہو سکتا ہے اس صورت میں وہ مجرور ہو گی، جیسے:

اَلْبَيْتُ جَدِيْدٌ مَا الْبَيْتُ جَدِيْدًا/مَا الْبَيْتُ بِجَدِيْدٍ

ٹھیک اسی طرح جیسے ہم یہ کہتے ہیں:

لَيسَ الْبَيْتُ جَدِيْدًا/لَيسَ ا لْبَيْتُ بِجَدِيْدٍ

قرآن مجید میں ہے: ﴿مَاهٰذَا بَشَرًا﴾[یوسف: ۳۱] یہ کوئی انسان نہیں ہے۔ یہاں خبر منصوب ہے۔

مجرور خبر کی مثال یہ ہے: ﴿وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾[البقرة: ۷۴] اور اللہ تعالیٰ تمہاری حرکتوں سے غافل نہیں ہے۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ اسمِ فاعل بنانا سیکھیے۔

۳۔ آنے والے افعال سے اسمِ الفاعل بنائیے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں اسمِ الفاعل کے نیچے لکیر کھینچیے۔

۵۔ اسمِ مفعول بنانا سیکھیے۔

۶۔ آنے والے افعال سے اسمِ مفعول بنانا سیکھیے۔

۷۔ آنے والے جملوں میں اسمِ الفاعل کے نیچے ایک اور اسمِ المفعول کے نیچے دو لکیریں کھینچیے۔

۸۔ اِشْتَرَى کا استعمال سیکھیے۔

۹۔مَا الحجازية کا استعمال سیکھئے، پھر سارے اگلے جملوں پر اس کو داخل کر کے دوبارہ اسی طرح لکھئے جیسا کہ مثال میں بتایا گیا ہے۔

۱۰۔آنے والے افعال کے مضارع لکھئے۔

۱۱۔آنے والے اسماء کی جمع لائیے۔

پانچواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱-سالم فعل (۱) سے مبني للمجهول بنانے کا طریقہ ہم سیکھ چکے ہیں، یہاں فعل اجوف سے مبني للمجهول بنانے کا طریقہ سیکھیں گے:

ماضی:

قَالَ سے قِيْلَ کہا گیا۔

بَاعَ سے بِيْعَ فروخت کیا گیا۔

زَادَ سے زِيْدَ بڑھایا گیا۔

مضارع:

يَقُوْلُ سے يُقَالُ کہا جاتا ہے۔

يَبِيْعُ سے يُبَاعُ فروخت کیا جاتا ہے۔

يَزِيْدُ سے يُزَادُ بڑھایا جاتا ہے۔

یہاں اس کی چند مثالیں درج ہیں:

يُقَالُ إنّ هٰذِهِ الأَرْضَ بِيْعَتْ بِمِلْيُونِ رِيَالٍ.

کہا جاتا ہے کہ یہ زمین ایک ملین (دس لاکھ) ریال میں فروخت ہوئی۔

هُنَا تُبَاعُ الصُّحُفُ وَ الْمَجَلَّاتُ. یہاں اخبار اور رسالے فروخت کئے جاتے ہیں۔

۲-سالم فعل سے اسمِ فاعل بنانے کا طریقہ ہم سیکھ چکے ہیں یہاں ہم غیر سالم افعال سے اسمِ فاعل بنانے کا طریقہ سیکھیں گے:

---

(۱) سالم اور غیر سالم افعال کے لئے دیکھئے کلید حصہ دوم، سبق نمبر: ۲۶

ا:۔فعل مضعّف حَجَّ سے حَاجٍّ (حاجی) جواصل میں حَاجِجٌ تھا، دوسرے حرفِ اصلی کا کسرہ تخفیف (سہولت) کی خاطر حذف کردیا گیا تو حَاجٌّ ہوگیا۔

ب:۔اجوف واوی(۱) قَالَ يَقُوْلُ سے قَائِلٌ کہنے والا اصل میں قَاوِلٌ تھا۔

اجوف یائی زَادَ يَزِيْدُ سے زَائِدٌ زیادہ اصل میں زَايِدٌ تھا۔

ج:۔ناقص واوي نَجَا يَنْجُوْ سے نَاجٍ(النَّاجِي) بچنے والا، نجات پانے والا اصل میں نَاجِوٌ تھا۔

ناقص یائی سَقَى يَسْقِي سے سَاقٍ(السَّاقِي) ساقی، پلانے والا اصل میں سَاقِيٌ تھا۔

۳۔فعل سالم سے اسمِ مفعول بنانے کا طریقہ ہم سیکھ چکے ہیں اس سبق میں غیر سالم فعل سے اسمِ مفعول بنانا سیکھیں گے:

ا:۔فعل مضعّف سے اسمِ مفعول مَفْعُوْلٌ ہی کے وزن پر آئے گا، جیسے:

سَرَّ سے مَسْرُوْرٌ مسرور (خوش) عَدَّ سے مَعْدُوْدٌ معدود (گنا ہوا)۔

صَبَّ سے مَصْبُوْبٌ انڈیلا ہوا حَلَّ سے مَحْلُوْلٌ حل شدہ (محلول، مِلایا ہوا)۔

ب:۔اجوف واوي قَالَ يَقُوْلُ (۲) سے مَقُوْلٌ کہی ہوئی بات۔ اصل میں مَقْـوُوْلٌ تھا، اس میں دوسرا حرفِ اصلی حذف کردیا گیا ہے، اس کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

لَامَ يَلُوْمُ سے مَلُوْمٌ ملامت زدہ۔ اصل میں مَلْوُوْمٌ تھا۔

اجوف یائی زَادَ يَزِيْدُ سے مَزِيْدٌ زیادہ۔ اصل میں مَـزْيُـوْدٌ تھا، یہاں دوسرا حرفِ اصلی حذف ہوگیا اور مَفْعُوْلٌ کا واو، ي میں بدل دیا گیا، اس طرح کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

كَالَ يَكِيْلُ سے مَكِيْلٌ ناپا ہوا۔ اصل میں مَكْيُوْلٌ تھا۔

ج:۔ ناقص واوي دَعَا يَدْعُوْ سے مَدْعُوٌّ مدعو (جسے دعوت دی گئی ہو) یہ اصل میں قاعدہ کے مطابق ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس کو ایک ہی واو مشدود سے لکھا گیا ہے، مَدْعُوْوٌ میں پہلا واو مَفْعُوْلٌ کا ہے اور دوسرا واو

---

(۱) اجوف واوي اس فعل کو کہتے ہیں جس کا دوسرا حرفِ اصلی واو ہو اور اجوف یائی اس فعل کو کہتے ہیں جس کا دوسرا حرفِ اصلی ي ہو، یہی قاعدہ فعل ناقص کے لئے بھی ہے۔

(۲) اسم مفعول فعل مبني للمجهول سے بنتا ہے، اسی لئے اصل کتاب میں فعل مبني للمجهول دیا گیا ہے، کلید میں فعل مبني للمعلوم اس لئے دیا گیا کہ آسانی سے سمجھا جا سکے۔

تیسرا حرفِ اصلی ہے، اس طرح کی ایک اور مثال یہ ہے:

تَلَا يَتْلُوْ سے مَتْلُوٌّ پڑھی جانے والی چیز۔

ناقص یائی بَنَى يَبْنِيْ سے مَبْنِيٌّ تعمیر شدہ۔ اصل میں مَبْنُوْيٌ تھا۔

اس طرح کی ایک اور مثال یہ ہے:

شَوَى يَشْوِي (۱) سے مَشْوِيٌّ بھُنا ہوا۔ اصل میں مَشْوُوْيٌ تھا۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ مثالوں میں دیئے گئے طریقہ کے مطابق آنے والے اجوف افعال کو مبني للمجهول بنایئے۔

۳۔ آنے والے جملوں میں اجوف افعال کو متعین کیجئے۔

۴۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر آنے والے مضعف افعال سے اسمِ فاعل بنایئے۔

۵۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر آنے والے اجوف واوي افعال سے اسمِ فاعل بنایئے۔

۶۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر آنے والے اجوف یائی افعال سے اسمِ فاعل بنایئے۔

۷۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر آنے والے ناقص واوي افعال سے اسمِ فاعل بنایئے۔

۸۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر آنے والے ناقص یائی افعال سے اسمِ فاعل بنایئے۔

۹۔ آنے والے افعال سے اسمِ فاعل بنایئے اور ہر فعل کی نوعیت بتایئے جیسا کہ مثال میں دیا گیا ہے۔

۱۰۔ مثال میں دیئے گئے طریقہ پر آنے والے اجوف واوي افعال سے اسمِ مفعول بنایئے۔

۱۱۔ مثال میں دیئے گئے طریقہ پر آنے والے اجوف یائی افعال سے اسمِ مفعول بنایئے۔

۱۲۔ مثال میں دیئے گئے طریقہ پر آنے والے ناقص واوي افعال سے اسمِ مفعول بنایئے۔

۱۳۔ مثال میں دیئے گئے طریقہ پر آنے والے ناقص یائی افعال سے اسمِ مفعول بنایئے۔

---

(۱) فعل شَوَى يَشْوِي لفیف مقرون ہے، لیکن یہ قاعدہ لفیف مقرون اور ناقص یائی میں مشترک ہے۔

۱۴۔ آنے والے افعال سے اسمِ مفعول بنائیے اور ہر فعل کی نوعیت بتائیے جیسا کہ مثال میں دیا گیا ہے۔

۱۵۔ سبق سے اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول نکالئے اور ان میں سے ہر ایک کی اصل اور جس فعل سے مشتق ہے بتائیے اور ہر فعل کی نوعیت بھی۔

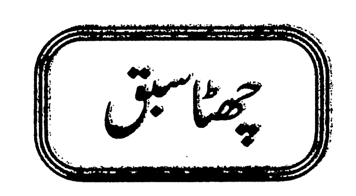
۱۶۔ آنے والے جملوں میں اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول کو متعین کیجئے، اور ہر ایک کی اصل، اور جس فعل سے مشتق ہے بتائیے، اور اس فعل کی نوعیت بھی۔

۱۷۔ آنے والے جملوں پر غور کیجئے۔

۱۸۔ آنے والے افعال کے مضارع بنائیے۔

۱۹۔ آنے والے کلمات کی جمع بنائیے۔

۲۰۔ آنے والے اسماء کے واحد بنائیے۔



چھٹا سبق

اس سبق میں ہم اسم زمان اور اسم مکان بنانا سیکھیں گے۔ دونوں مَفْعَلٌ اور مَفْعِلٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے: مَلْعَبٌ کھیلنے کا وقت/جگہ مَكْتَبٌ لکھنے کا وقت/جگہ مَطْبَخٌ پکانے کا وقت/جگہ مَغْرِبٌ غروب ہونے کا وقت/جگہ مَشْرِقٌ طلوع ہونے کا وقت/جگہ۔

۱— اسم زمان و اسم مکان مندرجہ ذیل صورتوں میں مَفْعَلٌ کے وزن پر آئے گا:

ا:۔ اگر فعل ناقص ہو خواہ اس کے دوسرے حرفِ اصلی پر جو بھی حرکت ہو، جیسے:

جَرَى يَجْرِي سے مَجْرًى دوڑنے کی جگہ۔ لَهَا يَلْهُوْ سے مَلْهًى تفریح گاہ (تفریح کرنے کی جگہ)۔

ب:۔ جب فعل غیر ناقص کا مضارع مفتوح یا مضموم العین ہو، جیسے: لَعِبَ يَلْعَبُ سے مَلْعَبٌ کھیل کا میدان (کھیلنے کی جگہ)۔ شَرِبَ يَشْرَبُ سے مَشْرَبٌ پینے کی جگہ۔ دَخَلَ يَدْخُلُ سے مَدْخَلٌ داخل ہونے کی جگہ۔ طَبَخَ يَطْبُخُ سے مَطْبَخٌ باورچی خانہ (کھانا بنانے کی جگہ)۔

۲— اور مندرجہ ذیل صورتوں میں مَفْعِلٌ کے وزن پر آئے گا:

ا:۔ جب فعل مثال ہو خواہ اس کے دوسرے حرفِ اصلی کی حرکت جو بھی ہو، جیسے:

وَقَفَ يَقِفُ سے مَوْقِفٌ رکنے کی جگہ (Parking) وَضَعَ يَضَعُ سے مَوْضِعٌ رکھنے کی جگہ۔

ب:۔ جب کسی غیر مثال یا غیر ناقص کا مضارع مکسور العین ہو، جیسے:

---

(۱) يَسْجُدُ سے مَسْجِدٌ، يَشْرُقُ سے مَشْرِقٌ اور يَغْرُبُ سے مَغْرِبٌ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں، اس لئے کہ قاعدے کے لحاظ سے انہیں مَفْعَلٌ کے وزن پر ہونا چاہئے تھا۔

جَلَسَ يَجْلِسُ سے مَجْلِسٌ نشست گاہ (بیٹھنے کی جگہ) نَزَلَ يَنْزِلُ سے مَنْزِلٌ منزل (اترنے کی جگہ)۔

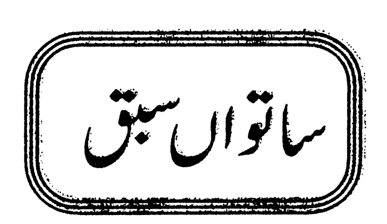
نوٹ:۔ دونوں وزنوں کے آخر میں ة بڑھائی جاسکتی ہے، جیسے: مَنْزِلَةٌ مرتبہ مَدْرَسَةٌ مدرسہ (اصلی معنی: پڑھنے کی جگہ)۔



ا۔ آنے والے افعال سے اسماءِ زمان ومکان بنایئے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں سے اسماءِ زمان ومکان نکالئے، ان کا وزن بتایئے اور وہ فعل بھی جس سے وہ مشتق ہیں۔

۵۔ سبق میں سے اسماءِ زمان ومکان نکالئے، ان کا وزن بتایئے اور وہ فعل بھی جس سے وہ مشتق ہیں۔



ساتواں سبق

اس سبق میں ہم اسمِ آلہ بنانا سیکھتے ہیں، اسمِ آلہ اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی کام کے آلہ کو بتائے، جیسے:

فَتَحَ اس نے کھولا سے مِفْتَاحٌ کھولنے کا آلہ چابی۔

رَأَى اس نے دیکھا سے مِرْآةٌ دیکھنے کا آلہ آئینہ۔

وَزَنَ اس نے تولا سے مِيْزَانٌ (۱) تولنے کا آلہ ترازو۔

اسمِ آلہ کے تین وزن ہیں:

ا:۔ مِفْعَالٌ جیسے: مِنْشَارٌ آرہ نَشَرَ چیرا سے۔
مِحْرَاثٌ ہل حَرَثَ ہل چلایا سے۔

ب:۔مِفْعَلٌ جیسے: مِصْعَدٌ لفٹ صَعِدَ چڑھا سے۔
مِثْقَبٌ برما(سوراخ کرنے کا آلہ) ثَقَبَ سوراخ کیا سے۔

ج:۔مِفْعَلَةٌ جیسے: مِكْنَسَةٌ جھاڑو كَنَسَ اس نے جھاڑا سے۔
مِقْلَاةٌ کڑاہی قَلَى تَلَا سے۔ (اصل میں مِقْلَيَةٌ تھا)۔
مِكْوَاةٌ استری كَوَى استری کیا سے۔ (اصل میں مِكْوَيَةٌ تھا)۔(۲)

---

(۱)مِيْزَانٌ اصل میں مِوْزَانٌ تھا، عربی میں واو سے پہلے کسرہ نہیں آسکتا اس لئے واو کو ي سے بدل دیا گیا تو مِوْزَانٌ مِيْزَانٌ ہوگیا۔

(۲)مِقْلَاةٌ اور مِكْوَاةٌ مِفْعَلَةٌ کے وزن پر ہیں، مِفْعَالٌ کے وزن پر نہیں، مِكْوَيَةٌ میں واو مفتوح اور مِقْلَيَةٌ میں یاءِ مفتوح کو الف ساکن سے بدل دیا گیا تو مِكْوَاةٌ اور مِقْلَاةٌ ہوگئے، اسی طرح صَفَا يَصْفُوْ سے مِصْفَاةٌ، اصل میں مِصْفَوَةٌ تھا، واو مفتوح کو الف سے بدلا گیا تو ہوگیا مِصْفَاةٌ.



۱۔آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۳۔آنے والے افعال سے مِفْعَالٌ کے وزن پر اسمِ آلہ بنائیے۔

۴۔آنے والے افعال سے مِفْعَلٌ کے وزن پر اسمِ آلہ بنائیے۔

۵۔آنے والے افعال سے مِفْعَلَة کے وزن پر اسمِ آلہ بنائیے۔

۶۔آنے والی احادیث میں سے اسماءِ آلہ نکالیے اور ان میں سے ہر ایک کا وزن بتائیے۔

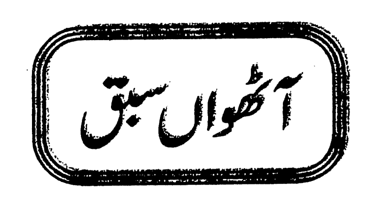
۷۔سبق میں آئے اسماءِ آلہ نکالیے، ان کا وزن بتائیے اور وہ فعل بھی جس سے یہ مشتق ہیں۔

۸۔آنے والے سارے مشتقات کی نوعیت متعین کیجئے۔(۱)

۹۔آنے والے اسماء کی جمع لائیے۔

---

(۱) ہم یہ چار اسماءِ مشتقات پڑھ چکے ہیں: اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، اسم زمان ومکان، اسمِ آلہ۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱۔ معرفہ (متعین)، اور نکرہ (غیر متعین)

عربی میں مندرجہ ذیل سات قسم کے اسماء معرفہ ہوتے ہیں:

۱:۔ضمائر، جیسے: أَنَا، أَنْتَ ، هُوَ.

۲:۔اسماءِ اعلام، جیسے: أَحْمَدُ ، مَكَّةُ.

۳:۔اسماءِ اشارہ، جیسے: هٰذَا، ذٰلِكَ، أُولٰئِكَ.

۴: ۔اسماءِ موصولہ، جیسے: اَلَّذِيْ، اَلَّذِيْنَ، اَلَّتِيْ، مَا، مَنْ.

۵: ۔ایسے اسماء جن کے شروع میں ال ہو، جیسے: اَلْكِتَابُ، اَلرَّجُلُ.

۶: ۔وہ اسم جو کسی معرفہ کی طرف مضاف ہو، جیسے: كِتَابُ حَامِدٍ، كِتَابُهُ، كِتَابُ الْمُدَرِّسِ، كِتَابُ الَّذِيْ خَرَجَ...، كِتَابُ هٰذَا.

نوٹ: ۔جو اسم کسی اسمِ نکرہ کی طرف مضاف ہو وہ بھی نکرہ ہوگا، جیسے: كِتَابُ طَالِبٍ ایک طالب علم کی کتاب بَيْتُ مُدَرِّسٍ ایک استاذ کا گھر۔

۷: ۔اسمِ مُنادیٰ، جیسے: يَا رَجُلُ، يَا وَلَدُ.

نوٹ: ۔رَجُلٌ اور وَلَدٌ نکرہ ہیں، لیکن وہ اس وجہ سے معرفہ ہو گئے کہ بلانے والے کے نزدیک متعین تھے، اگر مُنادیٰ (جس کو بلایا جا رہا ہے) بلانے والے کے نزدیک متعین نہ ہو تو وہ نکرہ ہی رہے گا، جیسے کوئی نابینا کسی کو بلائے گا تو یہ کہے گا: يَارَجُلاً خُذْ بِيَدِيْ (بندہ خدا، ذرا ہاتھ پکڑنا) اس لئے کہ وہ کسی متعین شخص سے مخاطب نہیں ہے۔

نوٹ: ۔ یَارَجُلُ منادی مضموم ہے جب کہ یَا رَجُلًا منصوب ہے۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اسمِ نکرہ منادی ہونے کے بعد معرفہ ہو جاتا ہے۔

۲- تَعَالَ   آ

یہ فعل صرف بطورِ امر استعمال ہوتا ہے، ماضی اور مضارع میں جَاءَ یَجِیْئُ یا أَتٰی یَأْتِيْ استعمال ہوگا، جیسے:

جَاءَنِيْ بَلَالٌ أَمْسِ   کل بلال میرے پاس آیا۔

لَا تَأْتِنِيْ غَدًا   کل میرے پاس نہ آنا۔

تَعَالَ کو مخاطب کے دیگر ضمائر کی طرف یوں اسناد کریں گے:

تَعَالَوْا یا إِخْوَانُ   تَعَالَيْ یَا خَدِیْجَةُ   تَعَالَیْنَ یَا أَخَوَاتُ   تَعَالَیَا یَا وَلَدَانِ/یَا بِنْتَانِ

تَعَالٰی   وہ بزرگ و برتر ہوا   کے معنی میں ماضی اور مضارع میں بھی استعمال ہوتا ہے، تَعَالَ (صیغۂ امر) کے اصل معنی ہیں: اوپر آ۔

مشقیں

ا۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ معرفہ اور نکرہ کے بارے میں ذیل کے سوالوں کا جواب دیجئے:

أ۔ نکرہ کی تین مثالیں دیجئے۔

ب۔ معرفہ کے ہر قسم کی تین مثالیں دیجئے۔

ج۔ سبق میں جو نکرہ اسماء استعمال ہوئے ہیں انہیں متعین کیجئے۔

د۔ سبق میں جو معرفہ اسماء استعمال ہوئے ہیں انہیں متعین کیجئے اور ہر ایک کی نوعیت متعین کیجئے۔

ھ۔ یَا وَلَدُ، یَابَلَالُ دونوں میں سے کون نداء کی وجہ سے معرفہ بنا؟

و۔ آنے والی حدیث پڑھئے اور اس میں جو نکرہ اور معرفہ اسماء ہیں انہیں متعین کیجئے اور معرفہ کی ہر قسم کو متعین کیجئے۔

ز۔ آنے والے ہر نکرہ کو بتائے گئے طریقہ سے معرفہ بنائیے۔

۳۔ ذیل کے سوالوں کا جواب دیجئے:

اَ۔سبق میں سے معرفہ کی طرف مضاف کی دو اور نکرہ کی طرف مضاف کی ایک مثال نکالئے۔

ب۔فعل ثُلاثی مجرّد سے مشتق اسمِ فاعل کی تین مثالیں نکالئے۔

ج۔نسب کی ایک مثال نکالئے۔

۴۔دوزبانی مشقیں:

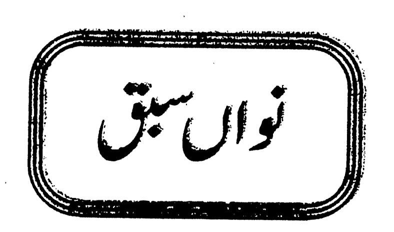
ا۔ہرطالب علم اپنے ساتھی سے کہے: أَعْطِنِيْ قَلَمَکَ/کِتَابَکَ/دَفْتَرَکَ...

۲۔ہرطالب علم اپنے ساتھی سے دوسرے ساتھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے: أَعْطِهِ کِتَابَکَ/ دَفْتَرَکَ/ مِبْرَاتَکَ...

۵۔آنے والے افعال سیکھئے۔

۶۔آنے والے اسماء کی جمع لائیے۔

۷۔ فَوْق کی ضد کیا ہے؟



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱— تثنیہ اور جمع کے نون کو حذف کرنا۔

ہم پہلے حصہ میں پڑھ چکے ہیں کہ جب کوئی اسم مضاف بنتا ہے تو اس کی تنوین حذف ہو جاتی ہے، جیسے: كِتَابٌ سے كِتَابُ حَامِدٍ (نہ کہ كِتَابٌ حَامِدٍ) اسی طرح جب کوئی مثنی یا جمع مذکر سالم مضاف ہو تو اس کا نون بھی حذف ہو جاتا ہے، جیسے:

أَيْنَ الْبِنْتَانِ؟	أَيْنَ بِنْتَا بَلالٍ؟	بلال کی دونوں بیٹیاں کہاں ہیں؟
رَأَيْتُ الْبِنْتَيْنِ	رَأَيْتُ بِنْتَيْ بَلالٍ.	میں نے بلال کی دونوں بیٹیوں کو دیکھا۔
أَبْحَثُ عَنِ الْبِنْتَيْنِ	أَبْحَثُ عَنْ بِنْتَيْ بَلالٍ.	میں بلال کی دونوں بیٹیوں کو تلاش کر رہا ہوں۔
جَاءَ الْمُدَرِّسُوْنَ	جَاءَ مُدَرِّسُوا الْحَدِيْثِ.	حدیث کے اساتذہ تشریف لائے۔
سَأَلْتُ الْمُدَرِّسِيْنَ	سَأَلْتُ مُدَرِّسِيْ الْحَدِيْثِ.	میں نے حدیث کے اساتذہ سے دریافت کیا۔
سَلَّمْتُ عَلَى الْمُدَرِّسِيْنَ	سَلَّمْتُ عَلَى مُدَرِّسِي الْحَدِيْثِ	میں نے حدیث کے اساتذہ کو سلام کیا۔

۲— پہلے حصہ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ هٰذا کا مثنی هٰذَانِ اور هٰذِهِ کا هَاتَانِ ہے، جیسے:

هٰذَانِ مَسْجِدَانِ وَ هَاتَانِ مَدْرَسَتَانِ. یہ دونوں مسجدیں ہیں اور یہ دونوں مدرسے ہیں۔

یہاں ہم سیکھتے ہیں کہ ذٰلِکَ کا مثنی ذَانِکَ اور تِلْکَ کا مثنی تَانِکَ ہے، جیسے:

هٰذَانِ مُدَرِّسَانِ وَ ذَانِکَ طَالِبَانِ. یہ دونوں استاذ ہیں اور وہ دونوں طالب علم ہیں۔

هَاتَانِ طَبِيْبَتَانِ وَ تَانِکَ مُمَرِّضَتَانِ. یہ دونوں لیڈی ڈاکٹر ہیں اور وہ دونوں نرسیں ہیں۔

نصب اور جرّ کی صورت میں یہ ذَیْنِکَ اور تَیْنِکَ ہوجاتے ہیں، جیسے:

اِفْتَحْ ذَيْنِکَ الْبَابَيْنِ وَتَيْنِکَ النَّافِذَتَيْنَ. وہ دونوں دروازے اور وہ دونوں کھڑکیاں کھولو۔

مَنْ يَسْكُنُ فِيْ تَيْنِکَ الْفِلَّتَيْنِ؟ ان دونوں بنگلوں (Villas) میں کون رہتا ہے؟

۳۔ کِلَا کا معنی ہے: وہ دونوں۔ مؤنث کے لئے اس کا صیغہ ہے کِلْتَا یہ دونوں ہمیشہ مضاف ہوکر استعمال ہوتے ہیں اور مضاف الیہ ہمیشہ مثنی ہوگا، جیسے:

كِلَا الطَّالِبِينِ فِي الْمَكْتَبَةِ. دونوں طالب علم کتب خانے میں ہیں۔

كِلْتَا السَّيَّارَتَيْنِ أَمَامَ الْبَيْتِ. دونوں کاریں گھر کے سامنے ہیں۔

كِلَا اور كِلْتَا کو مفرد اسم کی طرح استعمال کیا جاتا ہے، لہذا اس کی خبر بھی مفرد ہوگی، جیسے:

كِلَا الطَّالِبَيْنِ تَخَرَّجَ. دونوں طالب علم فارغ ہوگئے۔

كِلْتَا السَّاعَتَيْنِ جَمِيْلَةٌ. دونوں گھڑیاں خوبصورت ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا﴾[الکهف: ۳۳] دونوں باغوں نے اپنی پیداوار دی۔

كِلَانَا مَسْرُوْرٌ. ہم دونوں خوش ہیں۔

اگر كِلَا اور كِلْتَا کا مضاف الیہ اسمِ ظاہر ہو تو نصب اور جرّ کی صورت میں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، جیسے:

أَعْرِفُ كِلَا الرَّجُلَيْنِ. میں دونوں آدمیوں کو جانتا ہوں۔

بَحَثْتُ عَنْ كِلَا الرَّجُلَيْنِ. میں نے دونوں آدمیوں کو تلاش کیا۔

لیکن مضاف الیہ اگر اسمِ ضمیر ہو تو مثنی کی طرح ان کا الف بھی ي سے بدل جائے گا، جیسے:

رَأَيْتُ كِلَيْهِمَا. میں نے ان دونوں کو دیکھا۔

مَنْ سَأَلْتِ؟ زَيْنَبَ أَمْ آمِنَةَ؟ تم نے کس سے دریافت کیا؟ زینب سے یا آمنہ سے؟

سَأَلْتُ كِلْتَيْهِمَا. میں نے ان دونوں سے دریافت کیا۔

بَحَثْتُ عَنْ كِلَيْهِمَا/كِلْتَيْهِمَا. میں نے ان دونوں کو تلاش کیا۔

۴ – ہم جانتے ہیں کہ یائے متکلم پر سکون آتا ہے، جیسے: كِتَابِيْ لیکن اگر اس سے پہلے الف یا یائے ساکنہ ہو تو ي پر فتحہ ہوگا، جیسے:

بِنْتَايَ ذَهَبَتَا إِلَى الْمَدْرَسَةِ.	میری دونوں صاحبزادیاں مدرسہ گئیں ہیں۔
غَسَلْتُ رِجْلَيَّ.	میں نے اپنے دونوں پیر دھوئے۔

۵– اَئْتِـي يَـأْتِيْ کا امر اِيْـتِ ہے، یہ اصل میں اِئْـتِ تھا، عربی میں دو ہمزہ ایک ساتھ جمع ہو جائیں اور پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے حرف کو پہلے حرف کی حرکت کے موافق حرفِ علت میں تبدیل کر دیتے ہیں، جیسے: أَأْ سے آ، إِأْ سے إِيْ، أُأْ سے أُوْ، اسی قاعدہ کے مطابق اِئْـتِ کے دوسرے ہمزہ کو ي میں بدل دیا گیا، اگر یہ لفظ کسی حرف کے بعد واقع ہو تو پہلا ہمزہ گر جائے گا اس لئے کہ وہ ہمزہ وصل ہے اور دوسرا ہمزہ اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے گا، اس لئے و اور ف کے بعد یہ صیغہ اس طرح ہوگا:

وَأْتِ	اور تم آؤ۔	فَأْتِ	پس تم آؤ۔

اس کو وَاأْتِ اور فَاأْتِ لکھا جانا چاہئے تھا لیکن دو ألفوں کے اجتماع کو پسند نہیں کیا جاتا، اس لئے ہمزہ وصل لکھا نہیں جاتا۔

٦ – دوسرے حصہ کے سبق نمبر ۲۶ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ هَـــا هُـوَ ذَا کا معنی ہے: ارے وہ تو یہاں ہے، اس کا مثنی هَاهُمَا ذَانِ اور اس کا مؤنث هَاهُمَا تَانِ ہے اور اس کا جمع هَا هُمْ أُولَاءِ اور اس کا مؤنث هَاهُنَّ أُولَاءِ ہے، جیسے:

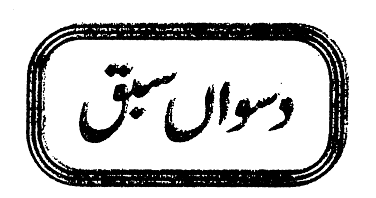
أَيْنَ بِلَالٌ؟ هَا هُوَ ذَا.	بلال کہاں ہے؟ ارے وہ تو یہاں ہے۔
أَيْنَ بِلَالٌ وَ حَامِدٌ؟ هُهُمَا ذَانِ.	بلال اور حامد کہاں ہیں؟ ارے وہ دونوں تو یہاں ہیں۔
أَيْنَ بِلَالٌ وَ أَخَوَاهُ؟ هَا هُمْ أُولَاءِ.	بلال اور اس کے دونوں بھائی کہاں ہیں؟ ارے وہ سب تو یہاں ہیں۔
أَيْنَ مَرْيَمُ؟ هَاهِيَ ذِيْ.	مریم کہاں ہیں؟ ارے وہ تو یہاں ہے۔
أَيْنَ مَرْيَمُ وَ آمِنَةُ ؟هُهُمَاتَانِ.	مریم اور آمنہ کہاں ہیں؟ ارے وہ دونوں تو یہاں ہیں۔
أَيْنَ مَرْيَمُ وَ أُخْتَاهَا ؟هَاهُنّ أُولَاءِ.	مریم اور اس کی دونوں بہنیں کہاں ہیں؟ ارے وہ سب تو

یہاں ہیں۔

أَيْنَ إِبْرَاهِيْمُ؟ هَأَنَذَا.	ابراہیم کہاں ہے؟ میں یہاں ہوں۔
أَيْنَ إِبْرَاهِيمُ وَ زُمَلاؤُهُ؟ هَانَحْنُ أُولَاءِ.	ابراہیم اوراس کے ساتھی کہاں ہیں؟ ہم یہاں ہیں۔
أَيْنَ فَاطِمَةُ؟ هَأَنَذِيْ.	فاطمہ کہاں ہے؟ میں یہاں ہوں۔
أَيْنَ فَاطِمَةُ وَ زَمِيْلَاتُهَا؟هَانَحْنُ أُولَاءِ.	فاطمہ اوراس کی سہیلیاں کہاں ہیں؟ ہم یہاں ہیں۔

مشقیں

ا:۔آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔



دسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

ا- جملوں کے اقسام، دوسرے حصہ کے پہلے سبق میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ عربی میں جملوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں: جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ، جملہ اسمیہ اسم سے شروع ہوتا ہے، جیسے: اَلْبَيْتُ جَمِيْلٌ گھر خوبصورت ہے۔ اور جملہ فعلیہ فعل سے شروع ہوتا ہے، جیسے: دَخَلَ الْمُدَرِّسُ استاذ داخل ہوئے۔ ان دونوں کی کچھ مزید تفصیلات یہ ہیں:

جملہ اسمیہ:

جملہ اسمیہ کی ابتدا میں ذیل میں سے کوئی کلمہ ہوگا:

ا۔اسم یا ضمیر، جیسے: هٰذِهِ مَدْرَسَةٌ، أَنَا مُجْتَهِدٌ، اَللّٰهُ غَفُوْرٌ.

۲:۔مصدر مؤول(۱)(أَنْ اور مضارع سے بنی ہوئی ترکیب جو مصدر کی طرح عمل کرے) جیسے:

---

(۱) مصدر مؤول کی مزید مثالیں یہ ہیں:

حالتِ رفع میں: أَنْ تَدْرُسَ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ أَفْضَلُ تمہارا عربی پڑھنا بہتر ہے۔ یہاں مصدر مؤول مبتدا ہے= دِرَاسَةُ الْعَرَبِيَةِ أَفْضَلُ

الإِسْلَامُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالی پر ایمان لاؤ۔ یہاں مصدر مؤول خبر ہے= الْإِسلَامُ الإِيْمَانُ بِاللهِ

يَنْبَغِي أَنْ تَكْتُبَ عُنْوَانَكَ بِوُضُوْحٍ تمہیں اپنا پتہ صاف لکھنا چاہئے۔ یہاں مصدر مؤول فاعل ہے= يَنْبَغِي كِتَابَةُ الْعُنْوَانِ بِوُضُوْحٍ

حالتِ نصب میں: أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ میں نکلنا چاہتا ہوں۔ یہاں مصدر مؤول مفعول بہ ہے = أُرِيْدُ الْخُرُوْجَ

حالتِ جر میں: تَعَالَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ جانے سے پہلے آؤ۔ یہاں مصدر مؤول مضاف الیہ ہے =تَعَالَ قَبْلَ الْخُرُوْجِ

لَا تَذْهَبْ إِلَى أَنْ أَرْجِعَ میرے لوٹنے تک نہ جاؤ۔ یہاں مصدر مؤول حرفِ جر کی وجہ سے مجرور ہے = لَاتَذْهَبْ إِلَى رُجُوْعِي.

اردو میں مصدر مؤول کی مثال یہ ہے: بہتر ہے کہ تم گھر پر رہو = تمہارا گھر پر رہنا بہتر ہے

أَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ. تم روزہ رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

۲:۔حروف مشبہ بالفعل، جیسے:

إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔

إِنَّ اوراس کی اخوات جیسے: لَيتَ، لَعَلَّ ، لٰكِنَّ وغیرہ کو حروف مشبّہ بالفعل کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ

جملہ فعلیہ کے آغاز کی مندرجہ ذیل صورتیں ہوں گی:

ا:۔فعل تام، جیسے: طَلَعَتِ الشَّمْسُ. سورج طلوع ہوا۔

فعل تام اس فعل کو کہتے ہیں جس کے بعد فاعل آئے، جیسے: جَلَس، نَامَ، دَخَلَ، خَرَجَ وغیرہ۔

۲:۔فعل ناقص، جیسے: كَانَ الْجَوُّ بَارِدًا. موسم خنک تھا۔

فعل ناقص اس فعل کو کہتے ہیں جس کے بعد اسم اور خبر آئے، جیسے: صَارَ الْمَاءُ ثَلْجًا پانی برف بن گیا(۱)

۳:۔ طَفِقَ بِلَالٌ يَكْتُبُ بلال لکھنے لگا۔ طَفِقَ فعل ناقص ہے، اس جملہ میں بِلَالٌ اس کا اسم ہے، اور جملہ: يَكْتُبُ اس کی خبر، خبر میں فعل لازماً مضارع ہوگا، أَخَذَ اور جَعَلَ افعال بھی اسی طرح انہیں معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے:

أَخَذَ الْمُدَرِّسُ يَشْرَحُ الدَّرْسَ. استاذ سبق سمجھانے لگے۔

جَعَلْتُ آكُلُ. میں کھانے لگا (میں نے کھانا شروع کیا)۔

یہاں ضمیر تُ اس کا اسم ہے اور جملہ آكُلُ خبر ہے۔

مشقیں

ا۔آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ ذیل کے سوالوں کا جواب دیجئے

اَ۔سبق میں استعمال شدہ تمام اسمیہ جملوں اوران کے ابتدائی کلمات کی نوعیت کو متعین کیجئے۔

---

(۱) دیکھیے دوسرا حصہ، سبق نمبر: ۲۵

ب۔سبق میں استعمال شدہ تمام فعلیہ جملوں اوران کے ابتدائی کلمات کی نوعیت کو متعین کیجئے۔

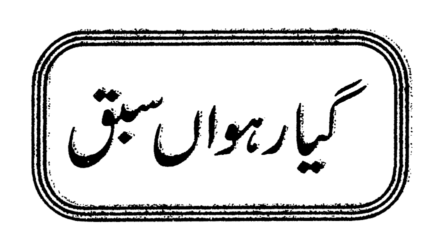
د۔آیتِ کریمہ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى میں مصدر مؤول کو مصدر صریح میں تبدیل کیجئے۔

ھ۔حروف مشبہ بالفعل سے شروع ہونے والے جملہ اسمیہ کی تین مثالیں لائیے۔

و۔فعل ناقص سے شروع ہونے والے جملہ فعلیہ کی تین مثالیں لائیے۔

۳۔طَفِقَ، جَعَلَ، أَخَذَ ان تمام افعالِ ناقصہ کو ایک ایک جملے میں استعمال کیجئے۔

۴۔تَحَرَّكَ، عَبَثَ، سَئِمَ افعال کے مضارع لکھئے۔



اس سبق میں ہم جملہ اسمیہ کی مزید تفصیلات سیکھتے ہیں:

آپ جان چکے ہیں کہ جملہ اسمیہ مبتدا اور خبر سے مل کر بنتا ہے، مبتدا اس اسم کو کہتے ہیں جس کے بارے میں کوئی اطلاع دی جائے اور خبر وہ اسم ہے جس کے ذریعہ سے اطلاع دی جائے، جیسے:

اَلْقَمَرُ جَمِيْلٌ. چاند خوبصورت ہے۔

اس جملہ میں آپ اَلْقَمَرُ (چاند) کے بارے میں اطلاع دینا چاہتے ہیں اس لئے یہ مبتدا ہے، اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ جَمِيْلٌ (خوبصورت ہے) لہذا وہ خبر ہے۔

مبتدا اور خبر دونوں مرفوع ہوں گے۔

ا۔مبتدا کے احکام

☆ مبتدا کی قسمیں:

امبتدا یا تو اسم ہوگا یا ضمیر ہوگا، جیسے:

اَللّٰهُ رَبُّنَا.	اللہ تعالی ہمارا پروردگار ہے۔
اَلْقِرَاءَةُ مُفِيْدَةٌ.	پڑھنا فائدہ مند ہے۔
اَلْجُلُوْسُ هُنَا مَمْنُوْعٌ.	یہاں بیٹھنا منع ہے۔
نَحْنُ طُلَّابٌ.	ہم طلبہ ہیں۔

ب:۔مصدر مؤول، جیسے:

﴿وَ أَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾[البقرة: ۱۸۴] اور تم روزہ رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

﴿وَ أَنْ تَعْفُوْا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾[البقرة ۲۳۷] اور تم معاف کردو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے۔

☆ مبتدا عام طور پر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ اگلی مثالوں میں ہے:

مبتدا معرفہ ہوتا ہے، جیسے: مُحَمَّدٌ ﷺ رَسُوْلُ اللهِ . محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (مُحَمَّدٌ معرفہ ہے اس لئے کہ وہ ایک متعین شخص کا نام ہے)

أَنَا مُدَرِّسٌ. میں استاذ ہوں۔ (أَنَا معرفہ ہے اس لئے کہ وہ ضمیر ہے)۔

هٰذَا مَسْجِدٌ. یہ مسجد ہے۔ (هٰذَا معرفہ ہے اس لئے کہ وہ اسمِ اشارہ ہے)۔

اَلَّذِيْ يَعْبُدُ غَيْرَ اللهِ مُشْرِكٌ. جو غیر اللہ کی عبادت کرے وہ مشرک ہے۔ (اَلَّذِيْ معرفہ ہے اس لئے کہ وہ اسمِ موصول ہے)۔

اَلْقُرْآنُ كِتَابُ اللهِ . قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔ (اَلْقُرْآنُ معرفہ ہے اس لئے کہ اس پر ال داخل ہے)۔

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ. جنت کی کنجی نماز ہے۔ (مِفْتَاحُ معرفہ ہے اس لئے کہ وہ معرفہ کی طرف مضاف ہے)۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں مبتدا نکرہ بھی ہوسکتا ہے:

۱) خبر شبہ جملہ ہو، شبہ جملہ کی دو صورتیں ہیں:

أ:۔ جار مجرور، جیسے: فِي الْبَيْتِ، عَلَى الْمَكْتَبِ، كَالْمَاءِ.

ب:۔ ظرف، جیسے: اَلْيَوْمَ، غَدًا، تَحْتَ، فَوْقَ، عِنْدَ.

اس صورت میں خبر مبتدا سے پہلے ہوگی، جیسے: فِي الْغُرْفَةِ رَجُلٌ کمرہ میں ایک آدمی ہے۔ اس جملہ میں فِي الْغُرْفَةِ خبر ہے اور رَجُلٌ مبتدا ہے جب کہ رَجُلٌ فِي الْغُرْفَةِ جملہ نہیں ہے، اسی طرح: لِيْ أَخٌ میرا ایک بھائی ہے۔ اس جملہ میں اسمِ نکرہ أَخٌ مبتدا ہے۔

تَحْتَ الْمَكْتَبِ سَاعَةٌ میز کے نیچے ایک گھڑی ہے۔ اس جملہ میں سَاعَةٌ مبتدا ہے اور تَحْتَ الْمَكْتَبِ خبر جب کہ سَاعَةٌ تَحْتَ الْمَكْتَبِ جملہ نہیں ہے، اسی طرح: عِنْدَنَا سَيَّارَةٌ ہمارے پاس ایک کار ہے۔

۲) مبتدا اسمِ استفہام ہو، جیسے: مَنْ، کون، مَا، کیا، كَمْ ، کتنا وغیرہ اسماء، جیسے:

مَابِكَ ؟ تمھیں کیا ہوا؟ (تمھیں کیا تکلیف/ پریشانی ہے؟) اس جملہ میں اسم استفہام مَا مبتدا ہے اور شبہ جملہ بِكَ خبر ہے۔

مَنْ مَرِيْضٌ ؟ کون بیمار ہے؟ یہاں مَنْ مبتدا اور مَرِيْضٌ خبر ہے۔

كَمْ طَالِبًا فِي الْفَصْلِ؟ درجہ میں کتنے طلبہ ہیں؟ یہاں كَمْ مبتدا ہے اور شبہ جملہ فِي الْفَصْلِ خبر ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی صورتوں میں مبتدا نکرہ ہوسکتا ہے جو ہم آئندہ پڑھیں گے۔

مبتدا اور خبر کے احکام (تقدیم اور تاخیر کے لحاظ سے)

عام طور پر مبتدا خبر سے پہلے ہوتا ہے، جیسے: أَنْتَ مُدَرِّسٌ تم استاذ ہو۔ لیکن یہ قاعدہ الٹ بھی سکتا ہے، جیسے: أَمُدَرِّسٌ أَنْتَ؟ کیا تم استاذ ہو؟ عَجِيْبٌ هٰذَا یہ تو عجیب ہے۔ لیکن مبتدا اگر اسمِ استفہام ہو تو لازمًا وہ خبر سے پہلے ہوگا، جیسے: مَابِكَ ؟ مَنْ مَرِيْضٌ؟

اور مندرجہ ذیل صورتوں میں خبر لازمًا مبتدا سے پہلے ہوگی:

أ:۔ خبر اسمِ استفہام ہو، جیسے: مَا اسْمُكَ ؟ یہاں اسم مبتدا ہے اور مَا خبر۔

ب:۔ خبر شبہ جملہ ہو اور مبتدا نکرہ، جیسے:

فِي الْمَسْجِدِ رِجَالٌ. مسجد میں کئی آدمی ہیں۔

أَمَامَ الْبَيْتِ شَجَرَةٌ. گھر کے سامنے ایک درخت ہے۔

مبتدا یا خبر کو حذف کرنا

مبتدا یا خبر کو اس وقت حذف کیا جاسکتا ہے جب کہ وہ پہلے سے معلوم ہوں، جیسے: مَا اسْمُكَ کے جواب میں کوئی کہے: حَامِدٌ، یہاں حَامِدٌ خبر ہے اور مبتدا محذوف ہے، مکمل جملہ یوں ہے: اِسْمِيْ حَامِدٌ ، لیکن مبتدا بغیر ذکر کئے بھی سمجھ میں آ جارہا ہے اس لئے اس کو حذف کردیا گیا۔

اسی طرح مَنْ يَعْرِفُ کون جانتا ہے؟ کے جواب میں أَنَا کہنا، أَنَا یہاں مبتدا ہے اور خبر محذوف، پورا جملہ یوں ہے: أَنَا أَعْرِفُ.

خبر کے احکام

خبر کی قسمیں

خبر کی تین قسمیں ہیں: مفرد، جملہ، شبہ جملہ۔

۱- مفرد (جو جملہ نہ ہو) جیسے:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ. مومن مومن کا آئینہ ہے۔(۱)

۲- جملہ، خواہ جملہ اسمیہ ہو یا جملہ فعلیہ، جیسے: بَلَالٌ أَبُـوْهُ وَزِيْرٌ بلال کے والد وزیر ہیں۔ یہاں بَلَالٌ مبتدا ہے اور جملہ اسمیہ أَبُوْهُ وَزِيْرٌ خبر، اور أَبُـوْهُ مبتدا ہے اور وَزِيْرٌ اس کی خبر (اس طرح پورا جملہ اسمیہ: أَبُـوْهُ وَزِيْر مبتدا: بَلَالٌ کی خبر ہے) اسی طرح اَلْـمُدِيْرُ مَا اسْمُهُ؟ ہیڈ ماسٹر کا نام کیا ہے؟ یہاں اَلْمُدِيْرُ مبتدا ہے اور جملہ اسمیہ: مَا اسْمُهُ اس کی خبر، اس جملہ خبریہ میں مَا خبر مقدم ہے اور اسْمُهُ مبتدا۔

اَلطُّلَّابُ دَخَلُوْا. طلبہ داخل ہوئے۔ یہاں اَلطُّلَّابُ مبتدا ہے اور جملہ فعلیہ دَخَلُوْا خبر ہے۔

وَاللهُ خَلَقَكُمْ. اور اللہ ہی نے تم لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ یہاں اَللهُ مبتدا ہے اور جملہ فعلیہ خَـلَقَكُمْ خبر ہے۔

۳- شبہ جملہ (ظرف یا جار مجرور) جیسے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ یہاں اَلْـحَـمْدُ مبتدا ہے اور جار مجرور لِـلّٰـهِ (لِ +اللهِ) خبر ہے اور محلًّا رفع میں ہے۔

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ. جنت تلواروں کے سایے تلے ہے۔(۲) یہاں اَلْـجَـنَّةُ مبتدا ہے اور ظرف تَحْتَ خبر ہے اور ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب اور خبر واقع ہونے کی بناء پر محلّ رفع میں ہے۔

مبتدا اور خبر کے درمیان موافقت

خبر عدد اور جنس میں مبتدا کے موافق ہوگی، جیسے:

---

(۱) یہ ایک حدیث کا ایک ٹکڑا ہے جس کو امام ابو داود نے اپنی سنن کے "كتـــاب الأدب" میں روایت کیا ہے، اس کے معنی ہیں ایک مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ کی مانند ہے، جس طرح آئینہ ہر دیکھنے والے کو اس میں موجود خوبیاں اور خامیاں بڑی خاموشی سے بتا دیتا ہے اور اس کی خیر خواہی کرتا ہے اس طرح مومن بھی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار اور خیر خواہ ہوتے ہیں، مزید تفصیل کے لئے حدیث کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

(۲) یہ ایک حدیث سے ماخوذ ہے، حدیث شریف کے الفاظ ہیں: وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ جان لو کہ جنت تلواروں کے سایے تلے ہے۔[بخاری: كتاب الجهاد: ۱۱۲/۲۲]

۱-عدد میں: اَلْمُدَرِّسُ وَاقِفٌ وَالطُّلَّابُ جَالِسُوْنَ ، بَابَا الْفَصْلِ مُغْلَقَانِ وَنَافِذَتَاهُ مَفْتُوْحَتَانِ. یہاں ہم دیکھ رہے ہیں کہ اگر مبتدا مفرد ہے تو خبر بھی مفرد ہے، مبتدا مثنی ہے تو خبر بھی مثنی ہے اور مبتدا جمع ہے تو خبر بھی جمع ہے۔

۲- جنس میں: حَامِدٌ مُهَنْدِسٌ، وَزَوْجَتُهُ طَبِيْبَةٌ، وَابْنَاهُمَا تَاجِرَانِ، وَ بِنْتَاهُمَا مُدَرِّسَتَانِ. یہاں ہم دیکھ رہے ہیں کہ اگر مبتدا مذکر ہے تو خبر بھی مذکر ہے، مبتدا مؤنث ہے تو خبر بھی مؤنث ہے۔

مبتدا اور خبر کے احکام

مبتدا	معرفہ/نکرہ	مقدم/مؤخر	تقدیم/تاخیر کا سبب
اَللّٰهُ غَفُوْرٌ	معرفہ	خبر سے پہلے	یہی اصلی حکم ہے۔
عَجِيْبٌ كَلَامُهُ	معرفہ	خبر کے بعد	اس کی بھی اجازت ہے
عِنْدَكَ سَيَّارَةٌ	نکرہ	مبتدا لازماً خبر کے بعد ہوگا	اس لئے کہ مبتدا نکرہ ہے اور خبر شبہ جملہ
أَفِي اللهِ شَكٌّ؟	نکرہ	مبتدا لازماً خبر کے بعد ہوگا	اس لئے کہ مبتدا نکرہ ہے اور خبر شبہ جملہ
مَنْ غَابَ؟	معرفہ	مبتدا لازماً خبر سے پہلے ہوگا	اس لئے کہ مبتدا اسمِ استفہام ہے
مَنْ أَنْتَ	معرفہ	مبتدا لازماً خبر کے بعد ہوگا	اس لئے کہ خبر اسمِ استفہام ہے
وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ	معرفہ، اس لئے کہ اس کا معنی ہے: صِيَامُكُمْ	خبر سے پہلے	اس لئے کہ اصلی حکم یہی ہے۔



۱۔آنے والے ہر اسم کو مبتدا بنائیے۔

۲۔آنے والے ہر اسم کو خبر بنائیے۔

۳۔لفظ "مُدَرِّسٌ" کو پانچ جملوں میں مبتدا بنا کر استعمال کیجئے اس طرح کہ خبر پہلے میں مفرد، دوسرے میں ظرف، تیسرے میں جار مجرور، چوتھے میں جملہ فعلیہ اور پانچویں میں جملہ اسمیہ ہو۔

۴۔تین ایسے جملے لایئے جن میں ہر خبر ظرف ہو۔

۵۔تین ایسے جملے لایئے جن میں ہر خبر جار مجرور ہو۔

۶۔آنے والے ہر اسم کو مبتدا بنایئے اس طرح کہ اس کی خبر جملہ اسمیہ ہو اور قوسین میں دیئے گئے الفاظ کو خبریہ جملہ میں استعمال کیجئے۔

۷۔درس سے جملہ اسمیہ کی ایسی مثالیں لایئے جن کا مبتدا محذوف ہو۔

۸۔درس میں آئے تمام مبتدا اور خبر نکالئے اور خبر کی نوعیت بتایئے۔

بارہواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱-ظرف یا مفعول فیہ

ظرف اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی فعل کے وقت یا مقام کی نشاندہی کرے، جیسے:

أ- خَرَجْتُ لَيْلًا میں رات میں نکلا۔ سَأُسَافِرُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ میں ان شاء اللہ کل سفر کروں گا۔ نِمْتُ بَعْدَ نَوْمِکَ میں تمہارے سونے کے بعد سویا۔ اس کو ظرفِ زمان کہتے ہیں۔

ب- مَشَيْتُ مِيْلًا میں ایک میل چلا۔ جَلَسْتُ عِنْدَ الْمُدِيْرِ میں ہیڈ ماسٹر کے پاس بیٹھا۔ نِمْتُ تَحْتَ شَجَرَةٍ میں ایک درخت کے نیچے سویا۔ اس کو ظرفِ مکان کہتے ہیں۔

ظرف منصوب ہوتا ہے لیکن بعض ظروف(۱) مبنی بھی ہیں جیسے: **أَيْنَ** مبنی على الفتح **أَمْسِ** مبنی على الكسر **حَيْثُ** اور **قَطُّ** مبنی على الضمّ اور **مَتَى** اور **هُنَا** مبنی على السکون ہیں(۲)

وہ الفاظ جو ظرف کے قائم مقام ہوتے ہیں:

بعض الفاظ ہیں جو اصل میں زمانہ یا مقام پر دلالت تو نہیں کرتے ہیں لیکن ظرف کے قائم مقام ہو کر منصوب ہوتے ہیں، ان کی قسمیں یہ ہیں:

ا۔ كُلّ، بَعْض، نصف، رُبْع جیسے الفاظ جب زمانہ یا مقام پر دلالت کرنے والے الفاظ کی طرف مضاف ہوں، جیسے:

سَافَرْنَا كُلَّ النَّهَارِ. ہم نے پورا دن سفر کیا۔

---

(۱) ظروف ظرف کی جمع ہے۔

(۲) اس لئے کہ یہ دونوں لفظ الف پر ختم ہوتے ہیں جو ساکن ہے (مَتَى اصل میں مَتَا ہے)

بَقِيْتُ فِي الْمُسْتَشْفَى بَعْضَ يَوْمٍ. میں ہسپتال میں دن کا کچھ حصہ رہا۔

أَنْتَظِرُكَ رُبْعَ سَاعَةٍ. میں پاؤ گھنٹہ (پندرہ منٹ) تمہارا انتظار کروں گا۔

مَشَيْتُ نِصْفَ كِيلُوْ مِتْرٍ. میں آدھا کیلومیٹر چلا۔

ان جملوں میں كُلّ، بَعْض، نصف، رُبْع ظروف کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں، جب کہ وہ اسماء جو حقیقۃً ظروف ہیں وہ مضاف الیہ ہیں۔

ب۔ ظرف کی صفت جب کہ ظرف محذوف ہو، جیسے:

جَلَسْتُ طَوِيْلًا میں دیر تک بیٹھا رہا جو کہ اصل میں ہے: جَلَسْتُ وَقْتًا طَوِيْلًا. میں بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ پہلے جملہ میں طَوِيْلًا ظرف وَقْتًا کے قائم مقام ہو کر منصوب ہے۔

ج۔ وہ اسمِ اشارہ جس کا مشار الیہ ظرف ہو، جیسے: جِئْتُ هٰذَا الْأُسْبُوْعَ. میں اس ہفتہ آیا۔ یہاں **هٰذَا** مبنی على السكون في محلّ نصب ہے۔

د۔ وہ اعداد جو مقام یا زمانہ پر دلالت کرنے والے الفاظ کے قائم مقام ہوں، جیسے:

مَكَثْتُ فِي بَغْدَادَ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ. میں بغداد میں چار دن رہا۔

سِرْنَا مِائَةَ كِيلُوْ مِتْرٍ. ہم سو کیلومیٹر چلے۔ پہلی مثال میں أَرْبَعَةَ منصوب ہے، اس لئے کہ وہ ظرف زمان أَيَّام کے قائم مقام ہے، اور مِائَةَ دوسری مثال میں منصوب ہے اس لئے کہ وہ ظرف مکان كِيلُوْ مِتْرٍ کے قائم مقام ہے۔

اسی طرح لفظ كَمْ (کتنا) بھی ظرف کے قائم مقام ہوتا ہے، جیسے:

كَمْ لَبِثْتَ؟ تم نے کتنا قیام کیا؟ تم کتنی دیر رہے؟

كَمْ مَشَيْتَ؟ تم کتنا چلے؟ تم کتنے کیلومیٹر چلے؟

۲- لَوْ صرف ماضی میں ایک غیر تکمیل شدہ شرط کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے:

لَوِ اجْتَهَدتَّ لَنَجَحْتَ. اگر تم نے محنت کی ہوتی تو کامیاب ہو جاتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے محنت نہیں کی اسی لئے کامیاب نہیں ہوئے، اس کو عربی میں **حرف امتناعٍ لامتناعٍ** کہتے ہیں، اس کا مطلب

ہوتا ہے شرط کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے جواب کا نہ ہونا۔

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جملہ کے دو حصے ہیں، پہلے حصے کو شرط اور دوسرے حصے کو جواب کہتے ہیں، گذشتہ مثال میں لَنَجَحْتَ جواب ہے، جواب پر ایک ل ہوتا ہے جو بالعموم منفی جواب سے حذف ہو جاتا ہے، جیسے:

لَوْ عَرَفْتُ أَنَّکَ مَرِيْضٌ مَا تَأَخَّرْتُ. اگر مجھے علم ہوتا کہ تم بیمار ہو تو میں دیر نہیں کرتا۔

لَوْ کی مزید چند مثالیں یہ ہیں:

لَوْ سَمِعْتَ قِصَّته لَبَكَيْتَ. اگر تم اس کی داستان سنتے تو رو پڑتے۔

لَوْ حَضَرْتَ أَمْسِ مَا شَكَوْتُکَ إِلَى الْمُدِيْرِ. اگر تم کل حاضر رہتے تو میں ہیڈ ماسٹر سے تمہاری شکایت نہیں کرتا۔

هٰذَا الطَّعَامُ فَاسِدٌ، لَوْ أَكَلَهُ النَّاسُ لَمَرِضُوْا. یہ کھانا خراب ہے، اگر لوگ اسے کھاتے تو بیمار ہو جاتے۔

لَوْ رَأَيْتَ ذٰلِکَ الْمَنْظَرَ لَضَحِكْتَ. اگر تم وہ منظر دیکھتے تو ہنس پڑتے۔

لَوْ عَرَفْتُ أَنّ الرِّحْلَةَ الْيومَ مَا تَأَخَّرْتُ. اگر مجھے پتہ ہوتا کہ سفر آج ہے تو دیر نہیں کرتا۔

۳- مِنْ قَبْلُ میں قَبْلُ مبنی ہے، قَبْلُ اور بَعْدُ کا مضاف الیہ محذوف ہو تو وہ دونوں مبنی ہوتے ہیں، جیسے:

أَنَاالْآنَ مُدَرِّسٌ، وَكُنْتُ مُدِيْرًا مِنْ قَبْلِ ذٰلِکَ. میں اب استاد ہوں، اور اس سے پہلے میں ہیڈ ماسٹر تھا۔

یہاں ذٰلِکَ مضاف الیہ ہے اور ''اس سے پہلے'' کا معنی ہے: استاد ہونے سے پہلے، یہاں چونکہ مضاف الیہ مذکور ہے اس لئے قَبْلُ معرب اور حرفِ جرّ مِنْ کی وجہ سے مجرور ہے، لیکن جب مضاف الیہ حذف کر دیا جائے تو وہ مبنی ہو جاتا ہے، اس صورت میں ہم کہیں گے:

وَكُنْتُ مُدِيْرًا مِنْ قَبْلُ. اور میں پہلے ہیڈ ماسٹر تھا۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں:

كَانَ بَلالٌ مَعِيْ إِلَى السّاعَةِ الْعَاشِرَةِ، وَلَمْ أَرَهُ مِنْ بَعدِ ذٰلِکَ.

بلال دس بجے تک میرے ساتھ تھا، اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

اگر مضاف الیہ حذف کر دیں تو یوں کہیں گے:

وَلَمْ أَرَهُ مِنْ بَعْدُ بعد میں میں نے اسے نہیں دیکھا۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ﴾[الرّوم: ۴]

اللہ ہی کے لئے سارے معاملات ہیں پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

مشقیں

عمومی:

آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

ظرف:

۱۔درس میں آنے والے ظرفِ زمان ومکان کو متعین کیجئے۔

۲۔درس میں آئے مبنی ظرف نکالئے۔

۳۔درس میں آئے ظرف کے قائم مقام کلمات نکالئے۔

۴۔آنے والے جملوں میں ظرفِ زمان اور ظرف مکان کو متعین کیجئے۔

۵۔اگلی آیتوں میں ظروفِ زمان ومکان کو متعین کیجئے۔

۶۔تین ایسے جملہ لائیے جن میں سے ہر ایک میں عدد ظرف کے قائم مقام ہو۔

۷۔تین ایسے جملہ لائیے جن میں اسمِ اشارہ ظرف کے قائم مقام ہو۔

۸۔آنے والے ہر ظرف کو جملہ مفیدہ میں داخل کیجئے۔

لَوْ:

۱۔آنے والے جملوں میں لَوْ داخل کیجئے اور ضروری تبدیلیاں کیجئے

۲۔آنے والے جملوں کو مکمل کیجئے۔

۳۔دو جملوں میں لَوْ اس طرح استعمال کیجئے کہ پہلے میں اس کا جواب مثبت ہو اور دوسرے میں منفی۔

عام سوالات:

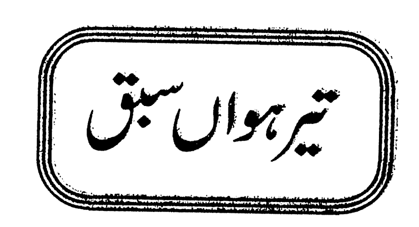
۱۔آنے والے افعال کے صیغۂ مضارع لائیے۔

۲۔زُوَّارٌ اورشِدَادٌ کامفردلائیے۔

۳۔جَرِیْحٌ اورنَفْسٌ کی جمع لائیے۔

۴۔ضَرٌّ کی ضدلائیے۔

۵۔آنے والے ہرلفظ کو جملہ مفیدہ میں استعمال کیجئے۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱- لام الأمر، آپ دوسرے حصہ میں فعل امر **اُكْتُبْ** لکھ وغیرہ پڑھ چکے ہیں، یہ مخاطب کو حکم دینے یا اس سے درخواست کے لئے استعمال ہوتا ہے، غائب کو حکم دینے یا اس سے درخواست کرنے کے لئے **لِيَكْتُبْ** استعمال ہوگا، اس کا معنی ہے: اسے لکھنا چاہئے، جیسے:

لِيَكْتُبْ كُلُّ طَالِبٍ اسْمَهُ فِيْ هٰذِهِ الْوَرَقَةِ. ہر طالب علم اس کاغذ پر اپنا نام لکھے۔

لِتَجْلِسْ كُلُّ طَالِبَةٍ فِيْ مَكَانِهَا. ہر طالبہ اپنی جگہ بیٹھے۔

یہ صیغہ جمع متکلم کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: **لِنَأْكُلْ** ہمیں کھالینا چاہئے۔

اس صیغہ میں استعمال ہونے والا لام "**لام الأمر**" کہلاتا ہے، یہ مضارع مجزوم کے ساتھ استعمال ہوتا ہے:

لِيَكْتُبْ، لِيَكْتُبَا، لِيَكْتُبُوْا . لِتَكْتُبْ، لِتَكْتُبَا، لِيَكْتُبْنَ . لِأَكْتُبْ، لِنَكْتُبْ.

لام الأمر مکسور ہوتا ہے لیکن اگر وہ، **و**، **ف** یا **ثُمَّ** کے بعد آئے تو ساکن ہوجائے گا، جیسے:

لِيَجْلِسْ كُلُّ طَالِبٍ وَلْيَكْتُبْ. ہر طالب علم بیٹھے اور لکھے۔

فَلْنَخْرُجْ. تو، ہمیں نکلنا چاہئے۔

لِنَقْرَأْ قَلِيْلًا ثُمَّ لْنَنَمْ . ہم کچھ دیر پڑھ لیں پھر سوئیں۔

۲- لَا الناهية، دوسرے حصہ کے پندرہویں سبق میں ہم پڑھ چکے ہیں، اس کی ایک مثال یہ ہے:

لَا تَجْلِسْ هُنَا. تم یہاں نہ بیٹھو۔

وہاں ہم نے **لا الناهية** کا مخاطب کے ساتھ استعمال سیکھا تھا، یہاں اسے غائب کے ساتھ استعمال کرنا سیکھیں گے، جیسے:

لَا يَخْرُجْ أَحَدٌ مِّنَ الْفَصْلِ. کوئی درجہ سے نہ نکلے۔

اگلے دونوں جملوں کے درمیان فرق پر غور کریں:

لَا تَدْخُلُ سَيَّارَةُ الْأُجْرَةِ الْجَامِعَةَ. ٹیکسی یونیورسٹی میں داخل نہیں ہوتی ہے۔

لَا تَدْخُلْ سَيَّارَةُ الْأُجْرَةِ الْجَامِعَةَ. ٹیکسی یونیورسٹی میں نہ داخل ہو۔

پہلے جملہ میں لاالنافية ہے اور دوسرے جملہ میں لاالناهية ہے، لا نافیہ کے بعد فعل مرفوع ہوگا اور لا ناهية کے بعد مجزوم۔

۳ – الجزم بالطلب، وہ فعل مضارع جو امر یا نہی کے جواب میں واقع ہو مجزوم ہوگا، جیسے:

اِقْرَأْ مَرَّةً أُخْرَى تَفْهَمْهُ. دوبارہ پڑھو تو اس کو سمجھ جاؤ گے۔

لَا تَكْسَلْ تَنْجَحْ. سستی نہ کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس کو جزم بالطلب کہتے ہیں یعنی وہ مضارع جو امر یا نہی کی وجہ سے مجزوم ہو، طلب میں امر اور نہی دونوں داخل ہیں، اس لئے کہ دونوں میں کسی نہ کسی چیز کا مطالبہ ہوتا ہے، وہ مضارع مجزوم جو امر یا نہی کے بعد آئے جواب الطلب کہلاتا ہے۔

۴ – وَا رأْسَاهْ! یہ اسلوب تکلیف کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس کو "النُّدْبَة" کہتے ہیں، رَأْسِيْ (میرا سر) سے یائے متکلم حذف کر کے اهْ بڑھا دیا گیا ہے۔ اگر کوئی اپنے ہاتھ کے درد کا اظہار کرنا چاہے تو کہے گا: وَايَدَاهْ!(يَدِيْ : يَدَاه). الندبة کا اسلوب افسوس کے اظہار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے بلال پر افسوس کرنے کے لئے ہم کہیں گے:

وَابِلَالَاهْ! ہائے بلال!

۵ – دوسرے حصے (سبق نمبر: ۱۵ اور ۲۱) میں ہم مضارع مجزوم اور جزم کے چار میں سے تین ادوات لَمْ، لَا الناهية اور لَمَّا پڑھ چکے ہیں، چوتھے اداۃ لام الأمر کو ہم نے اس سبق میں پڑھ لیا، یہ چاروں جوازم المضارع کہلاتے ہیں، یہاں چند آیتیں درج کی جا رہی ہیں جن میں یہ جوازم استعمال ہوئے ہیں:

﴿أَلَمْ نَجْعَلْ لَّهُ عَيْنَيْنِ ☆ وَلِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ﴾[البلد: ۸–۹]

کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے؟

﴿وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾[الحجرات: ۱۴]

اوراب تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

﴿لا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾[التوبة: ۴۰]

تم غم نہ کرو، اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہیں۔

﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ﴾[عبس: ۲۴] انسان کو چاہیئے کہ اپنی غذا پر غور کرے۔

۶ – آهٍ، آهِ، یہ ایک اسمِ فعل(۱) ہے اس کا معنی ہے مجھے بہت درد ہو رہا ہے۔

مشقیں

عام:

آنے والے سوالوں کے جوب دیجئے

لام الأمر:

۱۔ درس میں آئے لام الأمر کی مثالوں کو متعین کیجئے۔

۲۔ آنے والے جملوں میں لام الأمر کو متعین کیجئے اور اس پر حرکت لگائیے۔

۳۔ آنے والے فعل پر لام الأمر داخل کیجئے اور اس پر حرکت لگائیے۔

۴۔ لام الأمر پر مشتمل پانچ جملے بنائیے۔

لا الناهية:

۱۔ آنے والے جملوں میں لا الناهية کے بعد کے افعال پر حرکت لگا کر پڑھئے۔

۲۔ خالی جگہوں کو دیئے گئے افعال سے ان پر لا الناهية داخل کر کے اور حرکت لگا کر پُر کیجئے۔

۳۔ غائب پر داخل لا الناهية کی تین مثالیں لائیے۔

---

(۱) اسمِ فعل کے لئے دیکھئے پہلا اور دوسرا سبق۔

جوازم المضارع:

چار ایسے جملے بنائیے جن میں سے ہر ایک میں ایک ایسا حرف ہو جو ایک فعل کو مجزوم کرتا ہے۔

الجزم بالطلب:

۱۔ آنے والے ہر جملہ میں جواب الطلب کو نشان زد کیجئے اور اس پر حرکت لگائیے۔

۲۔ آنے والے ہر جملہ کو اس کے سامنے لکھے فعل سے مکمل کیجئے۔

۳۔ الجزم بالطلب کی تین مثالیں لائیے۔

الندبة:

الندبة کی آنے والی مثالوں پر غور کیجئے اور بقیہ اسماء سے الندبة کے صیغے بنائیے۔

عام مشقیں:

۱۔ آنے والے کلمات کی جمع لائیے۔

۲۔ آنے والے اسماء کے مفرد لائیے۔

۳۔ آنے والے افعال کے مضارع لائیے۔

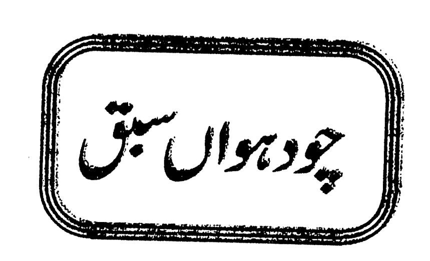
۴۔ زبانی مشقیں:

۱:۔ ہر طالب علم اپنے ساتھی سے کہے: أَرِنِيْ كِتَابَكَ/سَاعَتَكَ/ قَلَمَكَ ...

۲:۔ ہر طالب علم اپنے ساتھی سے دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے: أَرِهِ (۱)دَفْتَرَكَ / سَاعَتَكَ/ كِتَابَكَ...

---

(۱)اس کا صیغۂ تانیث ہے: أَرِيْهَا كِتَابَكِ ...



چودہواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱- إذَا، یہ ایک اسمِ ظرف ہے، لیکن ساتھ ہی اس میں شرط کا معنی بھی پایا جاتا ہے، اس کے ساتھ اکثر فعل ماضی استعمال ہوتا ہے لیکن مضارع کا معنی دیتا ہے، جیسے:

إِذَا رَأَيتَ خَالِدًا فَاسْأَلْهُ عَنِ الْكِتَابِ. جب(۱) تم خالد کو دیکھو تو اس سے کتاب کے متعلق دریافت کرنا۔

إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ. جب رمضان (کا مہینہ) آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

شرطیہ اسلوب کے دو حصے ہوتے ہیں، پہلا شرط کہلاتا ہے اور دوسرا **جواب الشرط**، جیسے: **إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ** شرط ہے اور **فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ** **جواب الشرط** ہے۔ ہم شروع میں پڑھ آئے ہیں کہ **إِذَا** کے بعد اکثر فعل ماضی اور کبھی فعل مضارع بھی استعمال ہوتا ہے، **جواب الشرط** کا فعل بھی مضارع ہوسکتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل شعر میں ہے:

وَ النَّفْسُ رَاغِبَةٌ إِذَا رَغَّبْتَهَا وَ إِذَا تُرَدُّ إِلَى قَلِيْلٍ تَقْنَعُ

نفس کو چھوٹ دی جائے تو وہ مزید طلب گار رہتا ہے اور اگر کم کی طرف لوٹایا جائے تو قناعت کر لیتا ہے۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں **جواب الشرط** پر **ف** آئے گا:

۱) اگر وہ جملہ اسمیہ ہو، جیسے: **إِذَا اجْتَهَدتَّ فَالنَّجَاحُ مَضْمُوْنٌ.** اگر تم کوشش کرو تو کامیابی یقینی ہے۔

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ﴾[البقرة: ۱۸۶]

اور جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق دریافت کریں تو بتا دیجئے کہ یقیناً میں قریب ہوں۔

۲) اگر **جواب الشرط** کا فعل طلبی ہو، امر نہی اور استفہام طلبی افعال کہلاتے ہیں، جیسے:

---

(۱) إِذَا کا ترجمہ جب یا اگر سے کیا جائے گا۔

أ۔ إِذَا رَأَيْتَ حَامِدًا فَاسْأَلْهُ عَنْ مَوْعِدِ السَّفَرِ. (امر)

اگر تم حامد کو دیکھو تو اس سے سفر کے متعلق دریافت کرنا۔

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسْ. (امر)

جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔

ب۔ إِذَا وَجَدتَّ الْمَرِيْضَ نَائِمًا فَلَاتُوْقِظْهُ. اگر تم بیمار کو سوتا پاؤ تو اسے نہ جگاؤ۔ (نہی)

ج۔ إِذَا رَأَيْتُ بِلَالًا فَمَاذَا أَقُوْلُ لَهُ؟ اگر میں بلال کو دیکھوں تو اس سے کیا کہوں؟ (استفہام)

۲۔ تیسرے سبق میں ہم نسب (نسبت) کے متعلق پڑھ چکے ہیں، جیسے: السودان سے سُوْدَانِيٌّ ، اب ہم پڑھیں گے کہ جس اسم کی طرف نسبت کرنی ہو اگر وہ تائے مربوطہ ۃ پر ختم ہو تو وہ ۃ حذف ہو جائے گی، پھر یائے نسب جوڑی جائے گی، جیسے: مَكَّة سے مَكِّيٌّ نہ کہ مَكَّتِيٌّ اسی طرح مَدْرَسَةٌ سے مَدْرَسِيٌّ (۱)

مشقیں

عام:

آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

إِذَا:

۱۔ آنے والے جملوں میں شرط اور جوابِ شرط کو متعین کیجئے اور اگر جوابِ شرط پر ف داخل ہو تو اس کا سبب بتائیے۔

۲۔ دو جملوں میں إِذَا داخل کیجئے اس طرح کہ اس کا جواب ف سے خالی ہو۔

۳۔ چار جملوں میں إِذَا داخل کیجئے اس طرح کہ اس کا جواب:

۱) پہلے میں جملہ اسمیہ ہو۔

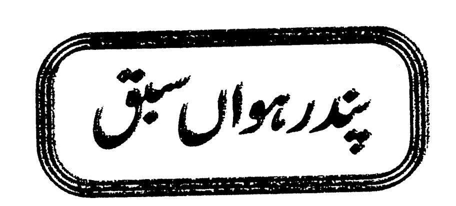
---

(۱) اردو میں امت سے امتی بنتا ہے، جیسے: ''اے اللہ ہم تیرے نبی ﷺ کے امتی ہیں'' یہ اردو کا تصرف ہے، عربی میں أُمَّةٌ سے أُمِّيٌّ بنے گا۔

ب) دوسرے میں فعل امر ہو۔

ج) تیسرے میں فعل مضارع پر لامِ امر داخل ہو۔

د) چوتھے میں فعل مضارع پر لَا ناھیہ داخل ہو۔



پندرہواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱— گذشتہ سبق میں ہم شرط کا تعارف کرا چکے ہیں، یہاں اس کی مزید تفصیلات سے آگاہی ہوگی، شرط کا ایک اہم حرف ہے:

إِنْ، اس کا معنی ہے: اگر، جیسے: إِنْ تَذْهَبْ أَذْهَبْ اگر تم جاؤ گے تو میں جاؤں گا۔ اس میں شرط اور جواب شرط دونوں مجزوم ہیں، اسی لئے إِنْ اور اس جیسے دیگر ادوات کو أدوات الشرط الجازمة کہتے ہیں، مزید مثالیں یہ ہیں:

إِنْ تَأْكُلْ طَعَامًا فَاسِدًا تَمْرَضْ. اگر تم خراب کھانا کھاؤ گے تو بیمار پڑ جاؤ گے۔

﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ [محمد:٧]

اگر تم اللہ کا ساتھ دو گے تو وہ تمہارا ساتھ دے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

﴿وَإِلَّا (١) تَغْفِرْلِيْ وَتَرْحَمْنِيْ أَكُنْ مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ [هود: ٤٧]

اور اگر آپ مجھے معاف نہ کریں اور رحم نہ فرمائیں تو میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا۔

دیگر ادوات الشرط الجازمة یہ ہیں:

۱) مَنْ جو، جس، جیسے: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ﴾ [الزلزال:٧] تو جو ذرہ بھر بھلائی کرے گا وہ اس کو وہاں دیکھ لے گا۔

۲) مَا جو، جیسے: ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللهُ﴾ [البقرة: ١٩٧] اور تم جو بھی بھلائی کرتے ہو اس کو اللہ تعالی جانتے ہیں۔

۳) مَتَى جب، جیسے: مَتَى تُسَافِرْ أُسَافِرْ. تم جب سفر کرو گے میں بھی اس وقت سفر کروں گا۔

۴) أَيْنَ جہاں، جیسے: أَيْنَ تَسْكُنْ أَسْكُنْ. تم جہاں رہو گے میں بھی وہیں رہوں گا۔

---

(۱) إِلَّا دراصل إِنْ اور لَا النافية کا مرکب ہے۔

بسا اوقات أَيْنَ کے ساتھ مَا زائدہ تاکید کے لئے بڑھا دیا جاتا ہے، جیسے فرمانِ الٰہی ہے:

أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ [النساء:۷۸] تم جہاں بھی رہو موت تم کو آلے گی۔

۵) أَيُّ جو بھی، جیسے: أَيُّ مُعْجَمٍ نَجِدْهُ فِي الْمَكْتَبَةِ نَشْتَرِهِ. ہمیں کتاب فروش کے یہاں جو بھی لغت مل جائے وہ خرید لیں گے۔

۶) مَهْمَا جو بھی، جیسے: مَهْمَا تَقُلْ نُصَدِّقْكَ. تم جو بھی کہو ہم اسے سچ مانیں گے۔

فعلِ شرط اور جوابِ شرط

۱) دونوں مضارع ہوں، جیسے: ﴿وَ إِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ﴾ [الأنفال: ۱۹] اور اگر تم پلٹو گے تو ہم بھی پلٹیں گے۔

اس صورت میں دونوں فعل مجزوم ہوں گے۔

۲) دونوں ماضی ہوں، جیسے: ﴿وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا﴾(۱) [الإسراء:۸] اور اگر تم لوٹو تو ہم بھی لوٹیں گے۔

چونکہ ماضی مبنی ہوتا ہے اس لئے شرط کی وجہ سے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔

۳) پہلا ماضی اور دوسرا مضارع، جیسے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ﴾ [الشوریٰ:۲۰]

جو آخرت کی کھیتی (کمائی) چاہتا ہے ہم اس کے لئے کھیتی کو بڑھا دیتے ہیں۔ اس صورت میں دوسرا فعل مجزوم ہوگا۔

۴) پہلا مضارع اور دوسرا ماضی ہو، جیسے: مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا و احْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

جو ایمان کی حالت میں صرف ثواب کی خاطر لیلۃ القدر کو قیام اللیل کرے گا اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔(۲) اس صورت میں پہلا فعل مجزوم ہوگا۔

جواب پر ف کب آئے گا؟

پچھلے سبق میں ہم دو حالتیں پڑھ چکے ہیں جن میں جوابِ شرط سے پہلے ف ہوگا، مزید حالتیں یہ ہیں:

۳) جوابِ شرط فعل جامد(۳) ہو، جیسے:

---

(۱) اس آیت میں مخاطب یہود ہیں، اور آیت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم فساد پھیلانے والی روش کی طرف پلٹو گے تو ہم بھی دوبارہ تمہیں سزا دیں گے۔

(۲) بخاری، كتاب الإيمان:۳۵، نسائی، كتاب الإيمان:۲۲۔

(۳) فعل جامد وہ فعل ہے جس کا صرف ایک ہی صیغہ ہو، مضارع اور امر وغیرہ نہ ہوں، جیسے: لَيْسَ، عَسَى .

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.(۱) جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

۴) جوابِ شرط پر قَدْ داخل ہو، جیسے:﴿وَ مَنْ يُطِعِ اللهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾[الأحزاب: ۷۱] اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اس نے بڑی کامیابی پالی۔

۵) جوابِ شرط مَا نافیہ سے شروع ہو، جیسے: مَهْمَا تَكُنِ الظُّرُوْفُ فَمَا أَكْذِبُ حالات چاہے جیسے بھی ہوں میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔

۶) جوابِ شرط لَنْ سے شروع ہو، جیسے: مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَن يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ(۲) جو (مرد) دنیا میں ریشم پہنے گا تو وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

۷) جوابِ شرط س سے شروع ہو، جیسے: إِنْ تُسَافِرْ فَسَأُسَافِرُ اگر تم سفر کروگے تو میں (بھی) سفر کروں گا۔

۸) جوابِ شرط سَوْفَ سے شروع ہو، جیسے:﴿وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ﴾ [التوبة: ۲۸] اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو اللہ اگر چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے بے نیاز کردے گا۔

۹) جوابِ شرط كَأَنَّمَا سے شروع ہو، جیسے:﴿ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾[المائدة: ۳۲] جو کسی جان کو بغیر کسی جان کے بدلے، یا فساد في الأرض کے جرم کے قتل کرے گا تو گویا اس نے ساری انسانیت کا قتل کیا۔

اگر جوابِ شرط پر ف ہو تو فعل مضارع مجزوم نہیں ہوگا، جیسا کہ ۵، ۶، اور ۸ کی مثالوں میں ہے بلکہ جوابِ شرط کا پورا جملہ مقامِ جزم (في محلِّ جزم) میں ہوگا۔

۲– پہلے حصہ میں ہم كَمْ بمعنی کتنا پڑھ چکے ہیں، جیسے: كَمْ كِتَابًا عِنْدَكَ؟ تمہارے پاس کتنی کتابیں ہیں؟ یہاں كَمْ استفسار کے لئے استعمال ہوا ہے اس کو كم الاستفهامية کہتے ہیں، لیکن اگر ہم کہیں: كَمْ كِتَابٍ عِنْدَكَ! تمہارے پاس کتنی کتابیں ہیں! یعنی تمہارے پاس کتنی زیادہ کتابیں ہیں! تو اس کو كم الخبرية کہتے ہیں۔

---

(۱) مسلم، کتاب الإيمان: ۱۶۴۔

(۲) بخاری، كتاب اللباس: ۲۵۔

كَم الاستفهامية اور كَم الخبرية کے درمیان فروق

كَم الاستفهامية کی تمیز (۱) ہمیشہ مفرد اور منصوب ہوگی۔

كَم الخبرية کی خبر مفرد یا جمع ہوگی، مجرور ہوگی اور اس سے پہلے مِنْ بھی ہو سکتا ہے، جیسے: كَمْ مِنْ كِتَابٍ عِنْدَكَ ! كَمْ كِتَابٍ عِنْدَكَ ! كَمْ كُتُبٍ عِنْدَكَ ! بہتر اسلوب یہ ہے: كَمْ كُتُبٍ عِنْدَكَ ! گفتگو میں دونوں كَمْ کی ادائیگی کے وقت الگ الگ انداز ہوگا، اور تحریر میں دونوں کی الگ الگ علامتیں (؟، !) ہوں گی۔

كَم الخبرية کی مزید مثالیں یہ ہیں:

كَمْ نُجُوْمٍ فِي السَّمَاءِ! آسمان میں کتنے زیادہ ستارے ہیں!

﴿كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللهِ﴾[البقرة: ۲۴۹] کتنی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر چھا گئیں۔

۳—حَتَّى دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

۱) تک، جیسے: مَنْ جَاءَ مُتَأَخِّرًا فَلَا يَدخُلْ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ جو دیر سے آئے وہ جب تک اجازت نہ لے داخل نہ ہو۔

اِنْتَظِرْ حَتَّى أَلْبَسَ . میرے کپڑے پہننے تک انتظار کرو۔

۲) تا کہ، جیسے: دَخَلْتُ حَتَّى لَا أُشْغِلَكَ. میں (بغیر اجازت) داخل ہو گیا تا کہ تمہیں خلل نہ ہو۔

أَدْرُسُ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ حَتَّى أَفْهَمَ الْقُرْآنَ. میں عربی زبان سیکھ رہا ہوں تا کہ قرآن مجید سمجھ سکوں۔

حَتَّى کے بعد آنے والا فعل مضارع ایک پوشیدہ أَنْ کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے، اصل جملہ یوں ہے: اِنْتَظِرْ حَتَّى أَنْ أَلْبَسَ لیکن اس أَنْ کو کبھی ظاہر نہیں کیا جاتا۔

۴—هَاءَ ایک اسمِ فعل ہے جس کا معنی ہے: لو، یہ اسمِ فعل امر ہے، مخاطب کے مختلف صیغوں کی طرف اس کی اسناد یوں کریں گے:

هَاءَ الْكِتَابَ يَا عَلِيُّ. هَاؤُمُ الْكِتَابَ يَا إِخْوَانُ.

هَاءِ الْكِتَابَ يَا آمِنَةُ. هَاؤُنَّ الْكِتَابَ يَا أَخَوَاتُ.

قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے:

﴿هَاؤُمُ اقْرَؤُوْا كِتَابِيَهْ﴾[الحاقة: ۱۹] لو، پڑھ لومیرا (تیار کیا ہوا) اعمالنامہ۔

۵– دوسرے حصے (سبق: ۲۶) میں ہم تصغیر سے متعارف ہو چکے، یہاں ہم اس کی مزید تفصیلات پڑھیں گے، تصغیر کے تین صیغے ہیں:

۱) **فُعَيْلٌ**، جیسے: زَهْرٌ سے زُهَيْرٌ، جَبَلٌ سے جُبَيْلٌ، (اس میں پہلے حرف پرضمہ ہوگا، دوسرے پرفتحہ اور اس کے بعدي بڑھادی جائے گی)۔

۲) **فُعَيْعِلٌ**، جیسے: دِرْهَمٌ سے دُرَيْهِمٌ، (اس میں پہلے حرف پرضمہ ہوگا، دوسرے پرفتحہ اور اس کے بعدي بڑھادی جائے گی اور اس کے بعدوالے حرف پر کسرہ)۔

نوٹ:۔ كِتَابٌ کی تصغیر كُتَيِّبٌ ہے، اس میں الف کو یاء سے بدل دیا گیا ہے۔

۳) **فُعَيْعِيْلٌ**، جیسے: فِنْجَانٌ سے فُنَيْجِيْنٌ، (اس میں پہلا حرف مضموم، دوسرا مفتوح، اس کے بعد یاء زائدہ اور اس کے بعد والا حرف مکسور ہوگا، اس کے بعد ایک یاء)۔

۶– يَكُنْ، تَكُنْ، أَكُنْ، نَكُنْ، یہ يَكُوْنُ وغیرہ کے مجزوم صیغے ہیں، ان کا نون حذف کیا جاسکتا ہے تو یہ ہو جائیں گے: يَكُ، تَكُ، أَكُ، نَكُ، جیسے:

﴿وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا﴾[مريم: ۲۰] اور نہ میں بدکار عورت ہوں۔

﴿وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا﴾[مريم: ۹] اور اس سے پہلے میں نے تجھ کو پیدا کیا حالانکہ تو کچھ نہ تھا۔

﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾[المدثر: ۴۳] انہوں نے کہا کہ ہم نمازیوں میں سے نہ تھے۔

﴿فَإِنْ يَتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ﴾[التوبة: ۷۴] پھر اگر وہ توبہ کریں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے۔

وَمَنْ يَكُ ذَا فَمٍ مُرٍّ مُرِيْضٍ يَجِدْ مُرًّا بِهِ الْمَاءَ الزُّلَالَا (۱)

جو بیمار اور تلخ منھ والا ہوگا وہ اس منھ سے آبِ شیریں کو بھی تلخ ہی پائے گا۔

---

(۱) الزُّلَالَا اصل میں الزُّلَالَ ہے، اس کے آخر میں الف کا اضافہ شعری ضرورت کے لئے کیا گیا ہے۔

۷– لَيْلَ نَهَارَ دو اسموں سے مل کر بنا اسمِ مرکب ہے اور مبنی ہے اسی طرح صَبَاحَ مَسَاءَ بھی ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں:
أَعْمَلُ لَيْلَ نَهَارَ میں شب و روز کام کرتا ہوں نَعْبُدُ اللهَ صَبَاحَ مَسَاءَ ہم صبح شام اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

مشقیں

عام:

آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

الشرط:

۱۔ آنے والی ہر مثال میں دو جملے ہیں، ان کو استعمال کرتے ہوئے ان میں سے پہلے کو شرط اور دوسرے کو جوابِ شرط بنائیے۔

۲۔ آنے والی ہر مثال میں دو جملے ہیں، ان کے سامنے قوسین میں دیئے گئے اَداۃِ شرط کو استعمال کرتے ہوئے پہلے فعل کو شرط اور دوسرے کو جوابِ شرط بنائیے۔

اقتران جواب الشرط بالفاء:

۱۔ آنے والے جملوں میں حسبِ ضرورت جوابِ شرط پر ف داخل کیجئے اور سبب بتائیے۔

۲۔ مثال پر غور کیجئے پھر اگلی عبارتوں کی مدد سے اسی طرح کے جملے بنائیے۔

۳۔ آنے والے جملوں میں اَداۃِ شرط، شرط اور جوابِ شرط کو متعین کیجئے، اَداۃِ شرط کے نیچے ایک، شرط کے نیچے دو اور جوابِ شرط کے نیچے تین لکیریں کھینچئے اور اگر جوبِ شرط پر ف ہو تو اس کا سبب بتائیے۔

۴۔ شرط اور جواب کی دس مثالیں لائیے اس طرح کہ جواب مندرجہ ذیل امور پر مشتمل ہو:

۱) جملہ اسمیہ ۲) فعل طلبی (امر) ۳) فعل طلبی (نہی) ۴) فعل طلبی (استفہام)
۵) مقترن بِلَنْ ۶) مقترن بِما النافية ۷) مقترن بِ 'سوف' ۸) مقترن بالسين
۹) فعل جامد ۱۰) مقترن بِ 'قد'

۵:۔ آنے والے ادواتِ شرط کو جملہ مفیدہ میں داخل کیجئے۔

كم:

۱۔آنے والے جملوں میں كَمْ الاستفهامية کو كَمْ الخبرية سے تبدیل کیجئے۔

۲۔آنے والے جملوں میں كَمْ الخبرية کو كَمْ الاستفهامية سے تبدیل کیجئے۔

حتّی:

۱۔آنے والے جملوں میں حتَّى کے معنی متعین کیجئے اور اس کے بعد والے فعل پر حرکت لگائیے

۲۔مثال پر غور کیجئے، پھر دی گئی عبارتوں کی مدد سے اسی طرح کے جملے بنائیے۔

تصغیر:

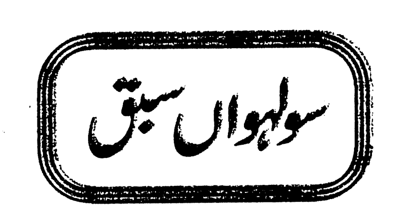
آنے والے اسماء کی تصغیر بنائیے۔

عام سوالات:

۱۔آنے والے افعال سے مضارع لائیے۔

۲۔آنے والے افعال سے ماضی لائیے۔

۳۔آنے والے اسماء کی جمع بنائیے۔



سولھواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

ا— دوسرے حصے (سبق نمبر:۴ اور ۱۰) میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ عربی کے اکثر افعال تین حروف سے بنے ہوتے ہیں جنہیں ''اصول'' (اصلی حروف) کہا جاتا ہے، جیسے: کَتَبَ جَلَسَ شَرِبَ اور جس فعل میں تین اصلی حروف ہوں اس کو ''الفعل الثُّلاثی'' کہتے ہیں، بعض افعال ایسے بھی ہیں جن میں چار اصلی حروف ہوتے ہیں جیسے: تَرْجَمَ اس نے ترجمہ کیا۔ بَسْمَلَ اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا۔ هَرْوَلَ: وہ تیز چلا۔ جس فعل میں چار اصلی حروف ہوں وہ ''الفعل الرُّباعی'' کہلاتا ہے۔

فعل عربی میں **مجرد** (زائد حروف سے خالی) ہوگا یا **مزید** (زائد حروف پر مشتمل)۔

ا) فعل مجرد وہ فعل ہے جس کے معنی کے بیان کے لئے اس میں مزید کوئی زائد حرف نہ شامل کیا گیا ہو بلکہ اگر وہ ثُلاثی ہے تو اس میں صرف تین اصلی حروف ہوں گے اور رباعی ہے تو چاروں حروف اصلی ہوں گے، جیسے: سَلِمَ: اس نے سلامتی پائی، زَلْزَلَ: وہ بھونچال لایا۔

۲) فعلِ مزید وہ ہے جس میں اضافی معنی کی وضاحت کے لئے اس کے اصلی حروف کے ساتھ ایک یا اس سے زائد حروف بڑھا دیئے گئے ہوں، جیسے: فعل ثُلاثی سَلِمَ سے:

سَلَّمَ: اس نے سلامتی بخشی — یہاں دوسرے حرفِ اصلی کو مکرر (دوبارہ) لایا گیا ہے۔

سَالَمَ: اس نے صلح کی — یہاں پہلے حرفِ اصلی کے بعد ایک الف بڑھا دیا گیا۔

تَسَلَّمَ: اس نے لیا — یہاں پہلے حرفِ اصلی سے پہلے ت بڑھا دی گئی ہے اور دوسرے حرفِ اصلی کو مکرر لایا گیا ہے۔

أَسْلَمَ: اس نے اسلام قبول کیا — یہاں پہلے حرفِ اصلی سے پہلے ایک ہمزہ بڑھا دیا گیا ہے۔

اِسْتَسْلَمَ: اس نے اپنے آپ کو حوالہ کر دیا — یہاں پہلے حرفِ اصلی سے پہلے تین حروف ہمزہ، س اور ت بڑھائے

گئے ہیں۔

فعل رُباعی زَلْزَلَ سے:

تَزَلْزَلَ: اس میں بھونچال آیا(۱) اس میں پہلے حرفِ اصلی سے پہلے ت بڑھادی گئی ہے۔

اس میں سے ہر شکل کو باب کہتے ہیں۔

فعل مجرد کے ابواب:

فعل مجرد کے چھ ابواب ہیں جن میں سے چار ہم دوسرے حصہ (سبق نمبر ۱۰) میں پڑھ چکے ہیں، وہ چھ ابواب یہ ہیں:

۱) باب نَصَرَ يَنْصُرُ	اس میں دوسرا اصلی حرف ماضی میں مفتوح اور مضارع میں مضموم ہے۔
۲) باب ضَرَبَ يَضْرِبُ	اس میں دوسرا اصلی حرف ماضی میں مفتوح اور مضارع میں مکسور ہے۔
۳) باب فَتَحَ يَفْتَحُ	اس میں دوسرا اصلی حرف ماضی اور مضارع دونوں میں مفتوح ہے۔
۴) باب سَمِعَ يَسْمَعُ	اس میں دوسرا اصلی حرف ماضی میں مکسور اور مضارع میں مفتوح ہے۔
۵) باب كَرُمَ يَكْرُمُ	اس میں دوسرا اصلی حرف ماضی اور مضارع دونوں میں مضموم ہے۔
۶) باب وَرِثَ يَرِثُ	اس میں دوسرا اصلی حرف ماضی اور مضارع دونوں میں مکسور ہے۔

۲۔ فعل مزید کے چند ابواب سے ہم اوپر متعارف ہو چکے ہیں، ان میں ایک باب فَعَّلَ (جس میں دوسرا حرف مکرر لایا گیا ہے) کو ہم یہاں ذرا تفصیل سے پڑھیں گے، جیسے: قَبَّلَ: اس نے بوسہ لیا، دَرَّسَ: اس نے پڑھایا، سَجَّلَ: اس نے ریکارڈ کیا۔

فعل مضارع: اگر فعل چار حروف والا ہو تو حرفِ مضارعہ (۲) پر ضمہ ہوگا چونکہ اس فعل میں بھی چار حروف ہیں اس لئے اس کا حرفِ مضارعہ مضموم ہوگا، اس کے بعد پہلے حرف پر فتحہ، دوسرے پر سکون، تیسرے پر کسرہ اور چوتھے (۳) پر حرکتِ

---

(۱) جیسے: زَلْزَلَ اللهُ الْأَرْضَ فَتَزَلْزَلَتْ اللہ تعالیٰ نے زمین میں بھونچال پیدا کیا تو اس میں زلزلہ (بھونچال) آ گیا۔

(۲) دوسرے حصے (سبق نمبر ۱۰) میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ ي، ت، أ، ن جو مضارع کے شروع میں آتے ہیں جیسے: يَكْتُبُ، تَكْتُبُ، نَكْتُبُ، أَكْتُبُ وغیرہ، یہ چاروں حروفِ مضارعہ کہلاتے ہیں۔

(۳) دوسرے حرفِ اصلی کی تکرار کی وجہ سے اس باب میں حروف کی تعداد چار ہوگئی، اگر فعل میں چار حروف ہوں تو حرفِ مضارعہ مضموم ہوگا اور اگر تین یا پانچ یا چھ حروف ہوں تو حرفِ مضارعہ پر فتحہ ہوگا۔

اعراب ہوگی، جیسے:قَبَّلَ : يُقَبِّلُ ، سَجَّلَ :يُسَجِّلُ.

فعل امر:فعل امر بنانے کے لئے حرفِ مضارعہ اور حرکتِ اعراب کو حذف کردیا جائے گا، جیسے:تُقَبِّلُ سے قَبِّلْ : بوسہ لو، تُدَرِّسُ سے دَرِّسْ: پڑھاؤ۔

مصدر: دوسرے حصہ (سبق نمبر ۱۱) میں ہم مصدر سے متعارف ہو چکے ہیں، افعال ثلاثی مجرد کے مصادر کی کوئی متعین شکل نہیں ہے بلکہ ہر ایک کی ایک خاص صورت ہے جیسے: كَتَبَ سے كِتَابَةٌ، دَخَلَ سے دُخُوْلٌ، شَرِبَ سے شُرْبٌ.

لیکن فعلِ مزید کے ہر باب کے مصدر کی ایک خاص شکل ہوتی ہے، باب فَعَّلَ کا مصدر تَفْعِيْلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے: قَبَّلَ : تَقْبِيْلٌ ،سَجَّلَ : تَسْجِيْلٌ، دَرَّسَ : تَدْرِيْسٌ ،فعل ناقص اور فعلِ مہموز (جس کا آخری حرفِ اصلی ہمزہ ہو) کا مصدر تَفْعِلَةٌ کے وزن پر ہوگا، جیسے: رَبَّى :تَرْبِيَةٌ تربیت کرنا، سَمَّى : تَسْمِيَةٌ نام رکھنا،هَنَّأَ: تَهْنِئَةٌ مبارکباد دینا۔

اسمِ فاعل:فعل ثلاثی مجرد سے اسمِ فاعل بنانا ہم اس حصہ کے چوتھے سبق میں سیکھ چکے ہیں، یہاں ہم باب فَعَّلَ سے اسمِ فاعل بنانا سیکھیں گے،حرفِ مضارعہ کو میـــــم سے بدل دیا جائے گا اور چونکہ اسمِ فاعل اسم ہے اس لئے اس کے آخر میں تنوین آئے گی، جیسے:يُسَجِّلُ سے مُسَجِّلٌ:ٹیپ ریکارڈر، يُدَرِّسُ سے مُدَرِّسٌ:استاذ، (مدرس)۔

اسمِ مفعول:فعلِ مزید کے سارے ابواب میں اسمِ مفعول اسمِ فاعل ہی کی طرح ہوگا،صرف اتنا فرق ہوگا کہ اسمِ فاعل کے دوسرے حرفِ اصلی پر کسرہ ہوگا اور اسمِ مفعول کے دوسرے حرفِ اصلی پر فتحہ ،جیسے يُجَلِّدُ سے مُجَلِّدٌ : جلدساز مُجَلَّدٌ: مجلد (جلد شدہ)، يُحَمِّدُ سے مُحَمِّدٌ :بہت تعریف کرنے والا مُحَمَّدٌ:جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔

اسمِ زمان اور اسمِ مکان: فعل مزید کے سارے ابواب میں اسمِ زمان اور اسمِ مکان اسمِ مفعول کے وزن پر آئے گا، جیسے: يُصَلِّيْ سے مُصَلًّى:نماز گاہ.

۳ — جمع تکسیر کے کچھ اوزان پہلے پڑھ چکے ہیں یہاں مزید دو وزن پڑھیں گے:

۱) فَعَلَةٌ جیسے: طَلَبَةٌ، اس کا مفرد ہے طَالِبٌ:طالب علم

۲) فُعَلٌ جیسے: نُسَخٌ، اس کا مفرد ہے نُسْخَةٌ : نسخہ

۴ — یہاں ہم ثلاثی مجرد کے مصادر کے مزید دو وزن پڑھیں گے:

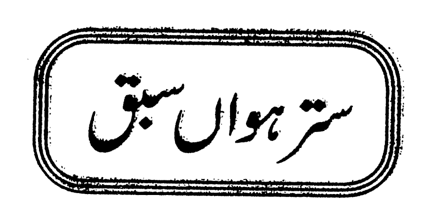
۱) فَعْلٌ جیسے شَرْحٌ:وضاحت کرنا، شَرَحَ يَشْرَحُ سے۔

۲) فِعَالٌ جیسے غِیَابٌ: غائب ہونا، غَابَ یَغِیْبُ سے۔

مشقیں

عام:

آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱— باب أَفْـعَـلَ، یہ فعلِ مزید کا ایک اور باب ہے، اس میں پہلے حرفِ اصلی کی حرکت حذف کر کے اس سے پہلے ایک ہمزہ بڑھا دیتے ہیں، جیسے: نَزَلَ وہ اترا سے أَنْزَلَ اس نے اتارا، خرَجَ وہ نکلا سے أَخْرَجَ اس نے نکالا۔

مضارع: اس کا مضارع یُـأَنْـزِلُ ہونا چاہئے لیکن ہمزہ کو اس کی حرکت سمیت حذف کر دیا گیا تو یہ یُـنْـزِلُ ہو گیا، ملاحظہ ہو کہ اس میں بھی حرفِ مضارعہ مضموم ہوگا اس لئے کہ فعل چار حرفوں پر مشتمل ہے، (یَـنْـزِلُ نَـزَلَ کا مضارع ہے اور یُنْزِلُ أَنْزَلَ کا)

امر: امر مضارع کے اصلی صیغہ سے بنایا جائے گا، چنانچہ حرفِ مضارعہ اور حرکتِ اعراب حذف کرنے کے بعد تُأَنْزِلُ سے أَنْزِلْ بنے گا۔

مصدر: اس فعل کا مصدر إِفْعَالٌ کے وزن پر آئے گا جیسے أَنْزَلَ: إِنْزَالٌ اتارنا، أَخْرَجَ: إِخْرَاجٌ نکالنا، أَسْلَمَ: إِسْلَامٌ اسلام قبول کرنا۔

اسمِ فاعل: جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں حرفِ مضارعہ کو میم مضموم سے بدل دیا جائے گا جیسے: یُسْـلِـمُ سے مُسْـلِـمٌ: مسلمان، یُمْكِنُ سے مُمْكِنٌ: ممکن۔

اسمِ مفعول: یہ بھی اسمِ فاعل کے وزن پر ہوگا صرف اس کا دوسرا حرف مفتوح ہوگا، جیسے یُـرْسِـلُ مُرْسِلٌ: بھیجنے والا، مُرْسَلٌ: بھیجا ہوا، یُغْلِقُ مُغْلِقٌ بند کرنے والا مُغْلَقٌ بند کیا ہوا۔

اسمِ زمان اور اسمِ مکان: یہ بھی اسمِ مفعول کے وزن پر ہوں گے جیسے أَتْحَفَ یُتْحِفُ سے مُتْحَفٌ: میوزیم۔

یہاں اس باب کے چند غیر سالم افعال درج کئے جاتے ہیں:

ماضی	مضارع	مصدر	اسمِ فاعل	اسمِ مفعول
أَقَامَ اس نے کھڑا کیا	يُقِيْمُ	إِقَامَةٌ	مُقِيْمٌ	مُقَامٌ
آمَنَ (اصل میں أَأْمَنَ تھا) وہ ایمان لایا	يُؤْمِنُ	إِيْمَانٌ اصل میں إِئْمَانٌ تھا	مُؤْمِنٌ	مُؤْمَنٌ
أَوْجَبَ اس نے واجب کیا	يُوْجِبُ	إِيْجَابٌ اصل میں إِوْجَابٌ تھا	مُوْجِبٌ	مُوْجَبٌ
أَتَمَّ اس نے مکمل کیا	يُتِمُّ	إِتْمَامٌ	مُتِمٌّ	مُتَمٌّ
أَلْقَى اس نے ڈالا	يُلْقِيْ	إِلْقَاءٌ اصل میں إِلْقَايٌ تھا	مُلْقٍ (اَلْمُلْقِيْ)	مُلْقًى (اَلْمُلْقَى)

۲۔فعل أَعْطَى اس نے دیا باب أَفْعَلَ سے ہے اس کا مضارع: يُعْطِيْ، مصدر: إِعْطَاءٌ، امر: أَعْطِ، اسمِ فاعل: مُعْطٍ اوراسمِ مفعول: مُعْطًى ہے، یہ دومفعول چاہتا ہے، جیسے: أَعْطَيْتُ بِلَالاً سَاعَةً میں نے بلال کوایک گھڑی دی۔ قرآن مجید میں ارشادِالٰہی ہے:﴿ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾[الکوثر: ۱] یقیناً ہم نے آپ کوکوثر عطا فرمایا مفعول بہ ضمیر بھی ہوسکتا ہے، جیسے: مَنْ أَعْطَاكَهُ؟ وہ تمہیں کس نے دیا؟ أَعْطَانِيْهِ الْمُدَرِّسُ وہ مجھے استاذ نے دیا۔

۳۔وَلَوْ اگرچہ جیسے:

اِشْتَرِ هٰذَا الْمُعْجَمَ وَلَوْ كَانَ غَالِيًا.	یہ لغت (ڈکشنری) خریدلو اگرچہ مہنگی ہو۔
اُحْضُرِ الْإِمْتِحَانَ وَلَوْ كُنْتَ مَرِيْضًا.	امتحان میں شریک ہو اگرچہ کہ تم بیمار ہو۔
لَنْ أَسْكُنَ هٰذَا الْبَيْتَ وَلَوْ أَعْطَيْتَنِيْهِ مَجَّانًا.	میں اس گھر میں نہیں رہوں گا اگرچہ کہ تم وہ مجھے مفت دیدو۔

نوٹ:۔وَلَوْ کے بعد فعل ماضی استعمال ہوگا۔

۴- لامِ ابتداء اس لام کو کہتے ہیں جو مبتدا کے شروع میں تاکید کے اظہار کے لئے ہوتا ہے، جیسے:

﴿ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ﴾[العنكبوت: ۴۵] اور یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

﴿وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ﴾ [البقرة: ۲۲۱]

اور بے شک مومنہ باندی (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے اگر چہ کہ وہ (مشرکہ) تمہیں اچھی لگے۔

لامِ جر مکسور ہوتا ہے لیکن جب ضمیر پر داخل ہوتا ہے تو مفتوح ہو جاتا ہے، جیسے: لَکَ، لَـهُ، لَهَا. لامِ ابتداء بھی مفتوح ہوتا ہے، اس سے اسم کے اعراب پر کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

۵- فعل أَصْبَحَ كَانَ کی بہن ہے، اس کا معنی ہے صبح میں داخل ہوا، (صبح کی) جیسے: أَصْبَحَ حَامِدٌ مَرِيْضًا حامد بوقتِ صبح بیمار ہو گیا یہاں حَامِدٌ أَصْبَحَ کا اسم اور مَرِيْضًا اس کی خبر ہے، اور أَصْبَحْتُ نَشِيْطًا میں بوقتِ صبح چست رہا میں تُ أَصْبَحَ کا اسم ہے۔ یہ وقت کی قید کے بغیر صرف ''ہو گیا'' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾ [آلِ عمران: ۱۰۳]

تو اس نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔

۶ - أَوْشَكَ بھی كَـانَ کی بہن ہے، اس کا مضارع ہے: يُـوْشِكُ، اس کا معنی ہے: قریب ہے کہ... جیسے: يُوْشِكُ الطُّلَّابُ أَنْ يَّرْجِعُوْا إِلَى بَلَادِهِمْ فِي الْإِجَازَةِ قریب ہے کہ طلبہ چھٹی میں اپنے ملکوں کو لوٹیں۔ یہاں الطُّلَّابُ اس کا اسم اور مصدر مؤول (۱) أَنْ يَّرْجِعُوْا اس کی خبر ہے، اس کی خبر ہمیشہ مصدر مؤول ہوگی، ایک اور مثال ملاحظہ ہو، أُوْشِكُ أَنْ أَتَزَوَّجَ قریب ہے کہ میں شادی کروں۔ یہاں اس کا اسم ضمیرِ مستتر أَنَا ہے جو أُوْشِكُ میں پوشیدہ ہے۔

۷- يُرِيْدُهَا لِأَمْرٍ مَّا وہ اسے کسی کام کے لئے چاہتا ہے یہاں مَـا صفت واقع ہے اور اس کا معنی ہے کسی یا کوئی، لِأَمْرٍ مَّا کا معنی ہے کسی وجہ سے، کسی کام کے لئے، مزید مثالیں یوں ہیں:

أَعْطِنِيْ كِتَابًا مَّا. مجھے کوئی کتاب دو۔

رَأَيْتُهُ فِيْ مَكَانٍ مَّا. میں نے اسے کسی جگہ (کہیں) دیکھا ہے۔

---

(۱) مصدر مؤول کے لئے دیکھئے اس حصہ کا دسواں سبق۔

سَتَفْهَمُ هٰذَا يَوْمًا مَّا.　　　تم یہ کسی دن سمجھ جاؤ گے۔

اس مَا کو مَا نکرة تامة مبهمة کہتے ہیں:

۸۔اِبْنُ کا الف اس وقت نہیں لکھا جائے گا جب وہ باپ اور بیٹے کے ناموں کے درمیان آئے، جیسے: مُحَمَّدُ بْنُ وِلْيمَ محمد بن ولیم　اس کے حذف کرنے (نہ لکھنے) کی دو شرطیں ہیں:

۱) باپ کے نام سے پہلے کوئی لقب نہ ہو، جیسے: اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اگر باپ کے نام سے پہلے کوئی لقب وغیرہ ہو تو الف دوبارہ لوٹ آئے گا، جیسے: اَلْحَسَنُ ابْنُ الْإِمَامِ عَلِيٍ.

۲) تینوں الفاظ ایک ہی سطر میں ہوں، اگر سطر میں اختلاف ہو جائے تو الف لکھا جائے گا، جیسے:　　　خَالِدُ

ابْنُ وَلِيْدٍ

نوٹ:۔ابْنُ سے پہلے والے اسم کی تنوین حذف ہو جائے گی، چنانچہ بِلَالُ بْنُ حَامِدٍ ہوگا نہ کہ بِلَالٌ بْنُ حَامِدٍ

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر آنے والے افعال ماضی کے مضارع اور مصدر لائیے۔

۳۔ باب أَفْعَلَ سے امر بنانے کے طریقہ پر غور کیجئے، پھر آنے والے أفعال سے امر بنائیے۔

۴۔ آنے والے افعال سے اسمِ فاعل بنائیے۔

۵۔ آنے والے افعال سے اسمِ مفعول بنائیے۔

۶۔ باب أَفْعَلَ کی آنے والی مثالوں پر غور کیجئے اور اس کے ماضی، مضارع، امر، اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، مصدر، اور اسمِ زمان اور مکان متعین کیجئے۔

۷۔ درس میں آئے باب أَفْعَلَ کے افعال اور ان کے مشتقات نکالئے۔

۸۔ مثال پر غور کیجئے، پھر اسی طرز پر اگلے سوالوں کے جواب دیجئے اور دونوں مفعول متعین کیجئے۔

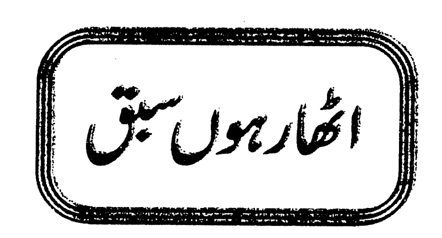
۹۔ وَلَوْ کی اگلی مثالوں پر غور کیجئے۔

۱۴۔ آنے والے جملوں پر أَصْبَحَ داخل کیجئے۔

۱۵۔ آنے والے اسماء کی جمع لائیے۔

۱۶۔ یَأْبَی کا ماضی بتائیے۔

۱۷۔ آنے والے ہر کلمے کو جملے میں استعمال کیجئے۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱ — فعلِ لازم اور فعل متعدی۔ فعلِ متعدی ایک فاعل چاہتا ہے جس سے فعل صادر ہو اور ایک مفعول بھی، جس پر فاعل سے صادر ہوا فعل واقع ہو، جیسے: قَتَلَ الْجُنْدِيُّ الْجَاسُوْسَ فوجی نے جاسوس کو قتل کر ڈالا یہاں فوجی قتل کرنے والا ہے اس لئے وہ فاعل ہے، اور جاسوس وہ ذات ہے جس کا قتل ہوا ہے اس لئے وہ مفعول بہ ہے، اس کی ایک اور مثال یہ ہے:

بَنَى إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْكَعْبَةَ.	ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔

فعل لازم صرف فاعل چاہتا ہے جس سے فعل صادر ہو اس کا فعل فاعل کی ذات تک محدود رہتا ہے اور کسی دوسرے پر اثر انداز (واقع) نہیں ہوتا، جیسے: فَرِحَ الْمُدَرِّسُ: استاذ خوش ہوئے، خَرَجَ الطُّلَّابُ: طلبہ نکلے۔

بعض افعال متعدی تو ہوتے ہیں لیکن بذاتِ خود نہیں بلکہ کسی حرفِ جر کے واسطہ سے، جیسے:

غَضِبَ الْمُدَرِّسُ عَلَى الطَّالِبِ الْكَسْلَانِ.	استاذ کاہل طالب علم پر غصہ ہوئے۔
ذَهَبْتُ بِالْمَرِيْضِ إِلَى الْمُسْتَشْفَى.	میں بیمار کو دواخانہ لے گیا۔
نَظَرْتُ إِلَى الْجَبَلِ.	میں نے پہاڑ کی طرف دیکھا۔
فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ.	جو میرے طریقہ سے بیزار ہو اس کا تعلق مجھ سے نہیں۔
أُرِيْدُ أَنْ أَطَّلِعَ عَلَى مَنْهَجِ مَدْرَسَتِكَ.	میں تمہارے مدرسہ کے نصاب سے واقفیت چاہتا ہوں۔
لَا أَرْغَبُ فِي السَّفَرِ هٰذَا الْأُسْبُوْعَ.	میں اس ہفتہ سفر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔

نوٹ:۔ رَغِبَ فِي الشَّيْءِ کا مطلب ہے چاہنا، دلچسپی لینا، اور رَغِبَ عَنِ الشَّيْءِ کا مطلب ہے: نہ چاہنا، بے زار ہونا۔

اس طرح کے مفعول کو مفعولِ غیر صریح کہتے ہیں وہ بظاہر حرفِ جر کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے لیکن فی محل نصب ہوتا ہے۔

۲ —فعل لازم کومتعدی بنانا: ہم اردو میں کہتے ہیں: پکنا، پکانا، سوکھنا، سکھانا، جاگنا، جگانا، ان لازم افعال پکنا، سوکھنا جاگنا، کو الف کی زیادتی سے متعدی بنالیا گیا ہے، اسی طرح عربی میں بھی فعلِ لازم کو متعدی بنانے کے یہ طریقے ہیں:

۱) فعل کو باب فَعَّلَ میں منتقل کرنا، جیسے: نَزَلَ وہ اترا سے نَزَّلَ اس نے اتارا، جیسے:

نَزَلْتُ مِنَ السَّيَّارَةِ ثُمَّ نَزَّلْتُ الطِّفْلَ. میں کار سے اترا پھر میں نے بچے کو اتارا۔

اس باب میں لازم کو دوسرے حرف کی تکرار کے ذریعہ متعدی کرنے کو التضعیف کہتے ہیں،

۲) فعل کو باب أَفْعَلَ میں منتقل کرکے، جیسے: جَلَسَ وہ بیٹھا، أَجْلَسَ اس نے بٹھایا، جیسے:

جَلَسْتُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَأَجْلَسْتُ الطِّفْلَ بِجَانِبِيْ. میں پہلی صف میں بیٹھا اور میں نے بچے کو اپنے بازو بٹھایا۔

باب أَفْعَلَ کے شروع میں آنے والے ہمزہ کو همزة التعدية (متعدی بنانے والا ہمزہ) کہتے ہیں، بعض ابواب ان دونوں ابواب کے ذریعہ متعدی ہوجاتے ہیں، جیسے: نَزَلَ سے نَزَّلَ وَ أَنْزَلَ، جبکہ بہت سے اس میں سے کسی ایک باب ہی سے متعدی ہوتے ہیں، اس کی تفصیلات لغت اور قواعد کی کتابوں سے معلوم کرنی چاہیئے۔

اگر کوئی متعدی فعل ان دونوں میں سے کسی باب میں منتقل کیا جائے تو وہ دگنا متعدی ہوجاتا ہے اور دو مفعولوں پر اثر انداز ہوتا ہے، جیسے: دَرَسْتُ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ. میں نے عربی زبان سیکھی۔ یہاں فعل دَرَسَ کا صرف ایک مفعول اللُّغَةَ ہے۔

دَرَّسْتُكَ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ. میں نے تمہیں عربی زبان سکھائی۔ یہاں فعل دَرَّسَ کے دو مفعول ہیں، ایک کَ اور دوسرا اللُّغَةَ.

سَمِعَ الْمُدَرِّسُ الْقُرآنَ. مدرس نے قرآن مجید سنا۔

أَسْمَعَ الطُّلَّابُ الْمُدَرِّسَ الْقُرآنَ. طلبہ نے مدرس کو قرآن مجید سنایا۔

۲ —أَرَى اس نے دکھایا یہ رَأَى کا باب أَفْعَلَ ہے، یہ اصل میں أَرْأَى تھا لیکن دوسرا ہمزہ حذف کردیا گیا، اس کا مضارع ہے: يُرِيْ اور امر ہے أَرِ. امر کی اسناد، مخاطب کے ضمائر کی طرف یوں ہوگی:

أَرِنِيْ هٰذَا الْكِتَابَ يَا عَلِيُّ. أَرُوْنِيْ هٰذَا الْكِتَابَ يَا إِخْوَانُ.

أَرِيْنِيْ هٰذَا الْكِتَابَ يَا مَرْيَمُ. أَرِيْنَنِيْ هٰذَا الْكِتَابَ يَاأَخَوَاتُ.

۳-ابھی ہم پڑھ چکے ہیں کہ جب کوئی فعل لازم بابِ فَعَّلَ میں منتقل ہوتو متعدی ہوجاتا ہے، جیسے: نَزَلَ سے نَزَّلَ ،اوراگر ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتو بابِ فَعَّلَ میں جانے کے بعد دو کی طرف متعدی ہوجاتا ہے، جیسے: دَرَسَ دَرَّسَ.

تعدیہ کے علاوہ یہ باب تکثیر اور مبالغہ کا معنی بھی دیتا ہے۔

۱) تکثیر کا مطلب ہے ایک کام کئی بار یا بڑے پیمانہ پر کرنا، جیسے:

قَتَلَ الْمُجْرِمُ رَجُلًا.	مجرم نے ایک آدمی قتل کیا۔
قَتَّلَ الْمُجْرِمُ أَهْلَ الْقَرْيَةِ.	مجرم نے گاؤں والوں کا قتلِ عام کیا۔
جُلْتُ فِيْ هٰذَا الْبَلَدِ.	میں اس ملک میں گھوما ہوں۔
جَوَّلْتُ فِيْ مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا.	میں زمین کے مشرق ومغرب میں گھوم چکا ہوں۔
فَتَحْتُ الْبَابَ.	میں نے دروازہ کھولا۔
فَتَّحْتُ أَبْوَابَ الْفُصُوْلِ.	میں نے درجوں کے دروازے کھول ڈالے۔

۲) مبالغہ کا مفہوم ہے کسی کام کو شدت اور قوت سے انجام دینا، جیسے:

كَسَرْتُ الْكُوْبَ.	میں نے پیالی توڑی۔
كَسَّرْتُ الْكُوْبَ .	میں نے پیالی کو چکنا چور کردیا۔
قَطَعْتُ الْحَبَلَ .	میں نے رسی کاٹ دی۔
قَطَّعْتُ الْحَبَلَ.	میں نے رسی کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔

نوٹ:۔ تکثیر میں یا تو مفعول بہ متعدد ہوتا ہے، یا ایک ہی مفعول بہ پر متعدد بار فعل انجام پاتا ہے، جبکہ مبالغہ میں ایک ہی فعل ایک ہی مفعول پر زیادہ قوت اور شدت سے انجام پاتا ہے۔

۴-إِيَّاكَ وَالْكِلَابَ کے معنی ہیں: کتے سے ہوشیار اس اسلوب کو اَلتَّحْذِيْرُ کہتے ہیں، إِيَّاكَ کے بعد والا اسم منصوب ہوتا ہے، إِيَّاكَ واحد مذکر کے لئے، جمع مذکر کے لئے إِيَّاكُمْ، واحد مؤنث کے لئے إِيَّاكِ، اور جمع مؤنث کے لئے إِيَّاكُنَّ استعمال ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: إِيَّاكُمْ وَ الْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

۵—إِنَّمَا أَنَا مُدَرِّسٌ کا معنی ہے میں تو بس ایک استاذ ہوں، إِنَّمَا إِنَّ اور مَا کا مرکب ہے، اس مَا کو مَا الْكَافَّة (روکنے والا مَا) کہتے ہیں، اس لئے کہ وہ إِنَّ کو اس کے عمل سے روک دیتا ہے، حدیث میں ہے: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے، یہاں الْأَعْمَالُ مرفوع ہے، منصوب نہیں، اس لئے کہ مَا نے إِنَّ کو نصب دینے سے روک دیا ہے۔

إِنَّ کے برخلاف إِنَّمَا فعل پر بھی داخل ہوتا ہے، جیسے: إِنَّمَا يَكْذِبُ وہ تو صرف جھوٹ بک رہا تھا قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [التوبة:۱۸] مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں جیسا کہ ان مثالوں سے ظاہر ہے، إِنَّمَا (صرف) کا معنی دیتا ہے۔

۶—وَاللهِ،(۱) اللہ کی قسم، اس کو عربی میں بھی قسم کہتے اور اس کے بعد جو جملہ ہو اس کو جوابُ القسم کہتے ہیں، اگر جواب القسم ماضی مثبت ہو تو لَقَدْ سے شروع ہوگا، جیسے: وَاللهِ لَقَدْ فَرِحْتُ كَثِيْرًا اللہ کی قسم، میں بہت خوش ہوا اگر جواب القسم ماضی منفی ہو تو اس پر لَقَدْ داخل نہیں ہوگا، جیسے: وَ اللهِ مَا رَأَيْتُهُ اللہ کی قسم، میں نے اسے نہیں دیکھا۔(۲)

۷—فعل أَمْسَى كَانَ کی بہن ہے، اس کا معنی ہے: وہ شام میں داخل ہوا، اس نے شام کی، جیسے: أَمْسَى الْجَوُّ لَطِيْفًا بوقتِ شام موسم پرلطف ہو گیا یہاں الجَوُّ أَمْسَى کا اسم ہے اور لَطِيْفًا اس کی خبر، أَصْبَحَ کے لئے دیکھئے: سترہواں سبق۔

۸— إِنَّ بِيْ صُدَاعًا شَدِيْدًا. میرے سر میں بہت سخت درد ہے۔

مَاذَا بِكِ يَا زَيْنَبُ؟ زینب، تمہیں کیا ہو گیا؟

بیماری پر دلالت کرنے والے بہت سے الفاظ فُعَالٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے: صُدَاعٌ: سردرد، زُكَامٌ:

---

(۱) یہ واو القسم ہے اور اس کے بعد والا اسم مجرور ہوتا ہے، جبکہ واو العطف کا معنی ہے: اور۔

(۲) دیکھئے: دوسرا سبق۔

زکام، دُوَار: چکر، سُعَالٌ: کھانسی۔

۹— مصدر کا ایک وزن فَعَالٌ ہے، جیسے: ذَهَابٌ جانا ذَهَبَ سے۔ نَجَاحٌ کامیاب ہونا نَجَحَ سے۔

۱۰— طَرِيقٌ کی جمع طُرُقٌ ہے، اور طُرُقٌ کی طُرُقَاتٌ، اس کو **جمع الجمع** کہتے ہیں، بعض اسماء جن کی **جمع الجمع** آتی ہیں یہ ہیں:

مَكَانٌ (جگہ)	+ أَمْكِنَةٌ	+ أَمَاكِنُ
سِوَارٌ (کنگن)	+ أَسْوِرَةٌ	+ أَسَاوِرُ
يَدٌ (ہاتھ)	+ أَيْدٍ	+ أَيَادٍ

جمع الجمع عموماً جمع ہی کا معنی دیتے ہیں، لیکن بعض اوقات کسی دوسرے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں، جیسے: أَيْدٍ کا معنی ہے: ہاتھ، اور أَيَادٍ کا معنی ہے احسانات، بُيُوتٌ کا معنی ہے: گھر اور بُيُوتَاتٌ کا معنی ہے: معزز گھرانے۔

۱۱— دَرَى اس نے جانا أَدْرَى اس نے بتایا

وَ مَا أَدْرَاكَ أَنَّهُ يَكْذِبُ تمہیں کس نے بتایا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے، قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ☆ وَ مَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ☆ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ [القدر: ۱–۳]
یقیناً ہم نے اس (قرآن مجید) کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا ہے، اور تمہیں کیا پتہ کہ لیلۃ القدر کیا ہے، لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یہ اسلوب قرآن مجید میں تقریباً تیرہ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

۱۲— شعر:

وَلَمْ أَرَ كَالْمَعْرُوفِ، أَمَّا مَذَاقُهُ فَحُلْوٌ، وَأَمَّا وَجْهُهُ فَجَمِيلُ(۱)

کا معنی ہے:

میں نے بھلائی کی طرح کوئی چیز نہ دیکھی، اس کا ذائقہ شیریں اور چہرہ خوبصورت ہے۔

---

(۱) جَمِيلُ اصل میں جَمِيلٌ تھا، ضرورتِ شعری کی خاطر اس کی تنوین حذف ہوگئی

القسم:
آنے والے جملوں کو:
أَمْسَى:
آنے والے جملوں کو اَ
إِنَّ بِي صُدَاعًا:
إِنَّ بِـي صُـدَاعًـا
دیجئے۔
عام:
۱۔ آنے والے افعال۔
۲۔ آنے والے کلمات کر
۳۔ زبانی مشق: طالب



عام:

آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

لازم اور متعدی افعال:

آنے والے جملوں میں لازم اور متعدی افعال کو الگ الگ کیجئے۔

لازم کو متعدی بنانا:

۱۔آنے والے ہر فعل کو دو جملوں میں استعمال کیجئے، پہلے جملے میں اسی طرح جیسے وہ ہے، اور دوسرے میں اس پر ہمزۂ تعدیہ داخل کر کے۔

۲۔آنے والے ہر فعل کو دو جملوں میں استعمال کیجئے، پہلے میں جیسے وہ ہے، اور دوسرے میں تضعیف کے بعد۔

۳آنے والی مثالوں میں خط کشیدہ افعال کس طرح متعدی بنائے گئے ہیں؟

فعل أَرَی:

۱۔زبانی مشق: طالب علم اپنے ساتھی سے کہے: أَرِنِيْ كِتَابَكَ اور جواب دے سَأُرِيْكَهُ بَعْدَ قَلِيْلٍ یا لَا أُرِيْكَهُ(۱)

۲۔زبانی مشق: استاد طالب علم سے کہے: أَأَرَيْتَنِيْ دَفْتَرَكَ؟ اور طالب علم جواب دے: نَعَم، أَرَيْتُكَهُ(۲)

باب فَعَّلَ (مبالغہ اور تکثیر کے معنی میں):

آنے والی آیات میں باب فَعَّلَ کے افعال کو متعین کیجئے اور ان کے معنی بتائیے۔

التحذیر:

آنے والے اسماء استعمال کرتے ہوئے تحذیر کے صیغے بنائیے۔

---

(۱)استانی طالبہ سے کہے: أَأَرَيْتِنِيْ دَفْتَرَكِ؟ اور طالبہ جواب دے: نَعَمْ، أَرَيْتُكِهِ.

(۲)طالبہ کہے: أَرِيْنِيْ كِتَابَكِ اور اس کی سہیلی کہے: سَأُرِيْكِهِ بَعْدَ قَلِيْلٍ یا لَا أُرِيْكِهِ

القسم:

آنے والے جملوں کو جوابِ قسم بنایئے۔

أَمْسَى:

آنے والے جملوں کو أَمْسَى استعمال کرکے دوبارہ لکھئے

إِنَّ بِيْ صُدَاعًا:

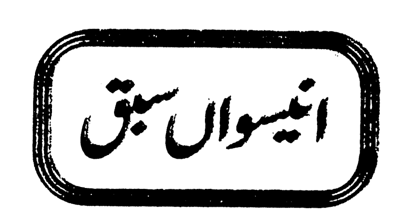
إِنَّ بِيْ صُدَاعًا کا اعراب لکھئے، پھر آنے والے سوالوں کے قوسین میں دی گئی بیماریوں کو استعمال کرتے ہوئے جواب دیجئے۔

عام:

۱۔ آنے والے افعال سے فَعَالٌ کے وزن پر مصدر لایئے

۲۔ آنے والے کلمات کو جملوں میں استعمال کیجئے۔

۳۔ زبانی مشق: طالب علم کہے: سَيَرْجِعُ الْمُدِيْرُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ، اور اس کا ساتھی کہے: وَ مَا أَدْرَاكَ أَنَّهُ يَرْجِعُ غَدًا؟



انیسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

١– باب فَاعَلَ، اس باب میں پہلے حرفِ اصلی کے بعد ایک الف بڑھا دیا گیا ہے، جیسے: قَابَلَ: اس نے ملاقات کی، سَاعَدَ: اس نے مدد کی، حَاوَلَ: اس نے کوشش کی، رَاسَلَ: اس نے مراسلت کی، شَاهَدَ: اس نے مشاہدہ کیا۔

مضارع: چونکہ فعل میں چار حروف ہیں اس لئے حرفِ مضارعہ مضموم ہوگا، جیسے: يُقَابِلُ، يُسَاعِدُ، يُحَاوِلُ، يُلَاقِي.

امر: حرفِ مضارعہ اور حرکتِ اعراب حذف کرنے کے بعد تُقَابِلُ سے قَابِلْ بنے گا، فعل ناقص کی یاء حذف کر دی جائے گی تو تُلَاقِي سے لَاقِ بنے گا۔

مصدر: اس باب کے دو مصدر ہیں:

١) ایک مُفَاعَلَةٌ کے وزن پر جیسے: سَاعَدَ: مُسَاعَدَةٌ مدد کرنا، قَابَلَ: مُقَابَلَةٌ ملنا، آمنا سامنا ہونا، حَاوَلَ: مُحَاوَلَةٌ کوشش کرنا، فعل ناقص میں ي، الف سے بدل جائے گی، جیسے: لَاقَى: مُلَاقَاةٌ ملاقات کرنا۔ اصل میں مُلَاقَيَةٌ تھا، اسی طرح بَارَى: مُبَارَاةٌ مقابلہ کرنا۔ اصل میں مُبَارَيَةٌ تھا۔

٢) دوسرا فِعَالٌ کے وزن پر، جیسے: جَاهَدَ: جِهَادٌ جدوجہد کرنا، نَافَقَ: نِفَاقٌ منافقت کرنا، فعل ناقص میں ي ہمزہ سے بدل جائے گی، جیسے: نَادَى: نِدَاءٌ آواز دینا اصل میں نِدَايٌ تھا،

اسمِ فاعل: يُرَاسِلُ: مُرَاسِلٌ مراسلہ نگار، يُشَاهِدُ: مُشَاهِدٌ مشاہدہ کرنے والا، يُلَاقِيْ: مُلَاقٍ ملنے والا، يُنَادِيْ: مُنَادٍ آواز دینے والا۔

اسمِ مفعول: یہ بھی اسمِ فاعل کی طرح ہوگا صرف اتنے فرق کے ساتھ کہ دوسرے حرفِ اصلی پر فتحہ ہوگا، جیسے: يُرَاقِبُ: مُرَاقِبٌ نگرانی کرنے والا مُرَاقَبٌ جس کی نگرانی کی جائے يُخَاطِبُ: مُخَاطِبٌ مخاطب کرنے والا مُخَاطَبٌ جس سے خطاب کیا جائے يُبَارِكُ: مُبَارِكٌ برکت دینے والا مُبَارَكٌ بابرکت يُنَادِيْ: مُنَادٍ

آواز دینے والا مُنَادَی جس کو آواز دی جائے۔

اسمِ زمان اور اسمِ مکان: یہ بھی اسمِ مفعول کے وزن پر ہونگے، جیسے: یُھَاجِرُ وہ ہجرت کرتا ہے مُھَاجَرٌ ہجرت گاہ۔

۲— سترہویں سبق میں ہم لامِ ابتداء پڑھ چکے ہیں، جیسے: لَبَیْتُکَ أَجْمَلُ یقیناً تمہارا گھر بہت خوبصورت ہے۔ اگر ہم اس پر إِنَّ داخل کرنا چاہیں تو لام مبتدا سے ہٹ کر خبر پر آ جائے گا، اس لئے کہ دو حرف تاکید ایک ہی اسم پر نہیں آ سکتے، لام جب اس کے اصلی مقام (مبتدا) سے ہٹ گیا تو اب اس کا نام لامِ ابتدا نہیں رہے گا بلکہ لامِ مزحلقہ (اللَّام الْمُزَحْلَقَةُ) کہلائے گا۔

ایسا جملہ جس میں إِنَّ اور لام دونوں ہوں اس جملہ سے زیادہ با تاکید اور پر زور ہوتا ہے جس میں ان دونوں میں سے صرف ایک ہی ہو۔

إِنَّ اور لام مزحلقہ کی چند مثالیں یہ ہیں:

﴿إِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ﴾ [العنکبوت: ۴۱] بے شک کمزور ترین گھر مکڑی کا جالا ہے۔

﴿إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ﴾ [الصافّات: ۴] بے شک تمہارا معبود صرف ایک ہے۔

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ﴾ [آلِ عمران: ۹۶]

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔

﴿إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾ [لقمان: ۱۹]

بے شک سب سے کریہہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔

۳— حرفِ قَدْ فعلِ ماضی اور مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے:

۱) فعلِ ماضی کے ساتھ وہ تاکید کا معنی دیتا ہے، جیسے:

قَدْ دَخَلَ الْمُدَرِّسُ الْفَصْلَ. استاذ درجے میں داخل ہو چکے ہیں۔

قَدْفَاتَتْکَ دُرُوْسٌ. تم سے کئی سبق چھوٹ چکے۔

۲) مضارع کے ساتھ یہ چند معنوں میں سے کوئی ایک معنی دیتا ہے:

أ: شک اور گمان، جیسے: قَدْ يَعُودُ الْمُدِيْرُ غَدًا.   شاید ہیڈ ماسٹر کل لوٹیں۔

قَدْ يَنْزِلُ الْمَطَرُ الْيَوْمَ.   آج بارش ہونے کا احتمال ہے۔

ب: تقلیل (بعض اوقات) جیسے: قَدْ يَنْجَحُ الطَّالِبُ الْكَسْلَانُ   کبھی کاہل طالب علم بھی کامیاب ہوجاتا ہے۔

قَدْ يَصْدُقُ الْكَذُوْبُ   کبھی جھوٹا بھی سچ کہہ دیتا ہے۔

ج: تحقیق، جیسے: ﴿وَ قَدْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكُمْ﴾ [الصف: ۵]   اور تم اچھی طرح (یقینی طور پر) جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔

۴- ذُوْ کی جمع ذَوُوْ ہے، اس کا اعراب بھی جمع مذکر سالم کی طرح ہوتا ہے، حالتِ رفع میں و او اور حالتِ نصب اور جر میں ي سے، جیسے:

رفع: ذَوُو الْقُرْبَى أَحَقُّ بِمُسَاعَدَتِكَ.   رشتہ دار تمہاری مدد کے زیادہ حقدار ہیں۔

یہاں ذَوُوْ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور رفع کی علامت و او ہے۔

نصب: سَاعِدْ ذَوِي الْعِلْمِ.   اہلِ علم کی مدد کرو۔

یہاں ذَوِيْ مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور علامتِ نصب ي ہے۔

جرّ: سَأَلْتُ عَنْ ذَوِي الحَاجَاتِ.   میں نے حاجت مندوں کے متعلق دریافت کیا۔

یہاں ذَوِيْ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے اور علامتِ جرّ ي ہے۔

۵- دوسرے حصہ (تیسرے سبق) میں ہم لٰكِنَّ کو پڑھ چکے ہیں، یہ إِنَّ کی اخوات میں سے ہے، اور اس کا اسم منصوب ہوتا ہے، جیسے: جَاءَ بَلَالٌ لٰكِنَّ حَامِدًا لَمْ يَجِئْ   بلال آیا لیکن حامد نہیں آیا اس کا نون مشدّد ہے لیکن کبھی یہ ساکن (لٰكِنْ) بھی ہوتا ہے، اس صورت میں یہ اپنی دو خصوصیات سے محروم ہوجاتا ہے:

أ۔ اس کے بعد والا اسم منصوب نہیں ہوگا، جیسے: جَاءَ الْمُدَرِّسُ وَ لٰكِنِ الطُّلَّابُ مَا جَاؤُوْا   استاذ آئے لیکن طلبہ نہیں آئے   یہاں الطُّلَّابُ مرفوع ہے، ارشادِ الٰہی ہے: ﴿لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾ [مریم: ۳۸] لیکن ظالم لوگ آج کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

ب۔ یہ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوگا، جیسے: غَابَ عَلِيٌّ، وَلٰكِنْ حَضَرَ أَحْمَدُ علی نہیں آیا لیکن احمد حاضر ہوا۔
ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾ [البقرة: ١٢] لیکن وہ لوگ نہیں جانتے۔

٦۔ ذٰلِكَ، تِلْكَ اور أُولٰئِكَ کے کاف کو مخاطب کے لحاظ سے كُمْ، كِ اور كُنَّ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے، جیسے:

لِمَنْ ذٰلِكَ الْبَيْتُ يَا بَلَالُ؟ لِمَنْ ذٰلِكُمُ الْبَيْتُ يَا إِخْوَانُ؟
لِمَنْ ذٰلِكِ الْبَيْتُ يَا مَرْيَمُ؟ لِمَنْ ذٰلِكُنَّ الْبَيْتُ يَا أَخَوَاتُ؟

☆☆☆

تِلْكَ السَّاعَةُ جَمِيْلَةٌ يَا حَامِدُ. تِلْكُمُ السَّاعَةُ جَمِيْلَةٌ يَا إِخْوَانُ.
تِلْكِ السَّاعَةُ جَمِيْلَةٌ يَا مَرْيَمُ. تِلْكُنَّ السَّاعَةُ جَمِيْلَةٌ يَا أَخَوَاتُ.

اس کو تصرّف کاف الخطاب کہتے ہیں اور اس کی اجازت ہے، ایسا کرنا ضروری نہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ [البقرة: ٥٤] یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔
﴿أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولٰئِكُمْ﴾ [القمر: ٤٣] کیا تمہارے منکرین ان سے بہتر ہیں؟
﴿وَنُوْدُوْا أَنْ تِلْكُمُ الجَنَّةُ أُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [الأعراف: ٤٣]
اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ جنت جو تمہارے اعمال کے بدلے میں تمہیں بخشی گئی ہے۔

٧۔ بعض اوقات فعل مضارع امر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے، ﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ [الصف: ١١] یہاں تُؤْمِنُوْنَ، آمِنُوْا (ایمان لاؤ) کے معنی میں ہے، اسی لئے اگلی آیت میں يَغْفِرْ مجزوم آیا ہے۔(١)

٨۔ مصدر کا ایک وزن فِعَالَةٌ ہے، جیسے: عَادَ : عِيَادَةٌ عیادت (بیمار پرسی کرنا) قَرَأَ : قِرَاءَةٌ پڑھنا

٩۔ مُضِيٌّ گزرنا مَضَى کا مصدر ہے، یہ فُعُوْلٌ کے وزن پر ہے، اصل میں مُضُوْيٌ بروزن فُعُوْلٌ ہے، ي کی وجہ سے واو کو بھی ي میں بدل دیا گیا اور ض کا ضمہ کسرہ میں بدل گیا تو مُضِيٌّ ہوگیا۔

---

(١) الجزم بالطلب کے لئے تیرہواں سبق ملاحظہ ہو۔

۱۰۔ جمع تکسیر کا وزن فَعَالِلُ جیسے: فَنَادِقُ، دَفَاتِرُ وغیرہ منتھی الجموع کہلاتا ہے، اس کا مفرد فُنْدُقٌ اور دَفْتَرٌ رباعی ہے(۱) اگر چار سے زائد حرفوں پر مشتمل کسی اسم کی جمع بنانا ہو تو صرف چار حرفوں کا اعتبار کیا جائے گا، پانچواں ساقط ہو جائے گا، جیسے: بَرْنَامِجٌ (جو چھ حرفوں پر مشتمل ہے) کا منتھی الجموع بَرَامِجُ ہے، ملاحظہ ہو کہ ن اور الف جمع سے حذف کر دیئے گئے ہیں، مزید مثالیں یہ ہیں:

سَفَرْجَلٌ	بہی	سَفَارِجُ	عَنْكَبُوْتٌ	مکڑی	عَنَاكِبُ
عَنْدَلِيْبٌ	بلبل	عَنَادِلُ	مُسْتَشْفًى	ہسپتال	مَشَافٍ(۲)

۱۱۔ خَطِيْئَةٌ کی جمع خَطَايَا ہے، اسی وزن پر چند اور مثالیں یہ ہیں:

هَدِيَّةٌ تحفہ هَدَايَا. مَنِيَّةٌ موت مَنَايَا. زَاوِيَةٌ کونا زَوَايَا.

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ درس میں استعمال باب فَاعَلَ کے افعال متعین کیجئے۔

۳۔ آنے والے افعال کے مضارع، امر اور مصدر لکھئے۔

۴۔ آنے والے افعال کے مصادر فِعَالٌ کے وزن پر لائیے۔

۵۔ آنے والے افعال کے اسمِ فاعل لائیے۔

۶۔ آنے والے افعال کے اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول لائیے۔

۷۔ آنے والے جملوں میں استعمال شدہ باب فَاعَلَ کے افعال اور ان کے مشتقات کو متعین کیجئے۔

۱۴۔ آنے والے افعال کے مصادر فِعَالَةٌ کے وزن پر لائیے۔

۱۵۔ مَضَى يَمْضِيْ کے مصدر کو ذہن میں رکھ کر هَوَى يَهْوِيْ کا مصدر لائیے۔

---

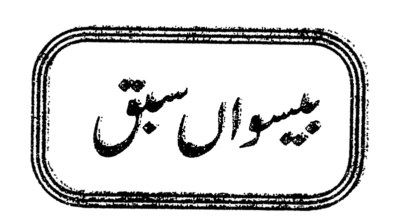
(۱) منتھی الجموع کا ایک اور وزن فَعَالِيْلُ بھی ہے، جیسے: دُكَّانٌ: دَكَاكِيْنُ. فِنْجَانٌ: فَنَاجِيْنُ.

(۲) مُسْتَشْفًى کی جمع مؤنث سالم بھی استعمال ہوتی ہے، مُسْتَشْفَيَاتٌ.

۱۷۔ آنے والے اسماء کی جمع خَطَايَا کے وزن پر لائیے۔

۱۸۔ افعلِ تفضیل أَوْهَنُ کا فعل بتائیے اور اس کا مضارع اور مصدر لائیے اور چار ایسی آیتیں لائیے جن میں یہ فعل یا اس کے مشتقات آئے ہوں۔

۱۹۔ آنے والے افعال کے مضارع لائیے۔



بیسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱- باب **تَفعَّلَ**، باب **فَعَّلَ** کے آگے ایک ت بڑھا کر یہ باب بنایا گیا ہے جیسے: **تَعَلَّمَ**: اس نے سیکھا، **تَكَلَّمَ**: وہ گویا ہوا **تَغَدَّى**: اس نے دوپہر کا کھانا کھایا **تَلَقَّى**: اس نے حاصل کیا۔

مضارع: چونکہ فعل پانچ حروف پر مشتمل ہے اس لئے حرفِ مضارعہ پر فتحہ ہوگا، جیسے: يَتَكَلَّمُ، يَتَلَقَّى، باب کا آغاز صرف ت سے ہو رہا ہے اور حروفِ مضارعہ میں سے ایک ت بھی ہے، اگر دونوں ت ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو اس کی ادائیگی ذرا دشوار ہوتی ہے اس لئے ادبی زبان میں دونوں میں سے ایک کو حذف کر دیا جاتا ہے، قرآن مجید سے اس کی دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں: ﴿تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَ الرُّوْحُ﴾[القدر: ۴] اس (لیلۃ القدر) میں ملائکہ اور روح الأمین (جبرئیل علیہ السلام) نازل ہوتے ہیں ملاحظہ ہو کہ تَنَزَّلُ اصل میں تَتَنَزَّلُ تھا۔ ﴿وَلَا تَجَسَّسُوْا﴾[الحجرات: ۱۲] اور ایک دوسرے کے ٹوہ میں نہ رہو ملاحظہ ہو کہ تَجَسَّسُوْا اصل میں تَتَجَسَّسُوْا تھا۔

امر: یہ حرفِ مضارعہ اور حرکتِ اعراب کو حذف کر کے بنایا جائے گا، جیسے: تَتَكَلَّمُ سے تَكَلَّمْ، فعل ناقص کے آخر سے الف (جو ی لکھا جاتا ہے) گر جائے گا، جیسے: تَتَغَدَّى : تَغَدَّ.

مصدر: اس باب کا مصدر تَفَعُّلٌ کے وزن پر آئے گا، جیسے: تَحَدَّثَ اس نے بات کی تَحَدُّثٌ بات کرنا تَذَكَّرَ اس نے یاد کیا تَذَكُّرٌ یاد کرنا فعلِ ناقص کے آخر میں ی کی وجہ سے دوسرے حرفِ اصلی کا ضمہ کسرہ میں بدل جائے گا، جیسے: تَلَقَّى اس نے حاصل کیا تَلَقٍّ (التَّلَقِّي)

اسمِ فاعل: اسمِ فاعل حرفِ مضارعہ کو میم مضموم سے بدل کر بنایا جائے گا، دوسرا حرفِ اصلی اسمِ فاعل میں مکسور ہوگا اور اسمِ مفعول میں مفتوح، جیسے: يَتَعَلَّمُ : مُتَعَلِّمٌ، يَتَزَوَّجُ: مُتَزَوِّجٌ . اسمِ مفعول کی ایک مثال یہ ہے: يَتَكَلَّمُ: مُتَكَلَّمٌ.

اسمِ زمان اور اسمِ مکان: یہ بھی اسمِ مفعول ہی کے وزن پر ہوگا، جیسے: مُتَوَضَّأٌ: وضو خانہ، مُتَنَفَّسٌ: سانس لینے کی جگہ.

اس باب کے مختلف معانی میں سے ایک "المطاوعة" بھی ہے جس کا مطلب ہے کسی فعل کے مفعول کا، فاعل ہوجانا، (کسی کے اثر کو قبول کرنا) جیسے: زَوَّجَنِي أَبِيْ زَيْنَبَ میرے والد نے زینب سے میری شادی کی۔ اس جملہ میں دو مفعول بہ ہیں ایک یائے متکلم اور دوسرا زینب، اسی بات کو باب تَفَعَّلَ کے ذریعہ ادا کریں گے تو یائے متکلم فاعل ہوجائے گی اور أَبِيْ جملہ سے حذف ہوجائے گا: تَزَوَّجْتُ زَيْنَبَ میں نے زینب سے شادی کی ایک اور مثال یہ ہے: عَلَّمَنِيْ بِلَالٌ السِّبَاحَةَ بلال نے مجھے تیراکی سکھائی تَعَلَّمْتُ السِّبَاحَةَ میں نے تیراکی سیکھی۔

۲- لَمَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ ذَهَبْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ . جب میں نے اذان سنی مسجد چلا گیا۔

یہاں لَمَّا ظرفِ زمان ہے اور اس کا ترجمہ "جب" سے کیا جائے گا، اس کے بعد والا فعل اور اس کا جواب دونوں ماضی ہوں گے، جیسے: لَمَّا تُوُفِّيَتْ رُقَيَّةُ تَزَوَّجَ أُخْتَهَا. جب حضرت رقیہ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے ان کی ہمشیرہ سے شادی کرلی۔ ارشادِ باری ہے: ﴿فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ﴾ [الأنعام:۷۷] جب انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے چاند کو طلوع ہوتے دیکھا تو فرمایا: یہ میرا پروردگار ہے۔ یہ لَمَّا الحِيْنِيَّة کہلاتا ہے، یہ لَمَّا الْجَازِمَة سے جو "اب تک نہیں"(۱) کے معنی میں آتا ہے بالکل مختلف ہے۔

۳- جب آپ نَحْنُ کہتے ہیں تو آپ اپنے ساتھ کن کن کو شامل کر رہے ہیں یہ بتانے کے لئے نَحْنُ کے بعد ایک اسم منصوب لایا جاتا ہے۔ جیسے: نَحْنُ الطُّلَّابَ ہم طلبہ، نَحْنُ التُّجَّارَ ہم سوداگران، نَحْنُ الْمُسْلِمِيْنَ ہم مسلمان، اس اسلوب کو الاِختصاص کہتے ہیں اور جو اسم نَحْنُ کے بعد آئے وہ المخصوص کہلاتا ہے، جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ اسم منصوب ہوتا ہے اس لئے کہ یہ ایک محذوف فعل أَخُصُّ (میں خاص کرتا ہوں) کا مفعول بہ ہے، مزید مثالیں یہ ہیں:

نَحْنُ الْهُنُوْدَ نَتَكَلَّمُ عِدَّةَ لُغَاتٍ.	ہم ہندستانی کئی زبانیں بولتے ہیں۔
نَحْنُ الْمُسْلِمِيْنَ لَا نَأْكُلُ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ.	ہم مسلمان سور کا گوشت نہیں کھاتے۔
نَحْنُ الطَّلَبَةَ الْمُتَفَوِّقِيْنَ حَصَلْنَا عَلَى جَوَائِزَ.	ہم نمایاں طلبہ نے انعامات حاصل کئے۔
نَحْنُ وَرَثَةَ الْمُتَوَفَّى نُوَافِقُ عَلَى ذٰلِكَ.	ہم میت کے وارثین اس کی موافقت کرتے ہیں۔

(۱) دیکھئے: دوسرا حصہ، اکیسواں سبق۔



۱۔آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔درس میں آئے باب تَفَعَّلَ کے افعال اوران کے مشتقات کو متعین کیجئے۔

۳۔آنے والے افعال کے مضارع،امر،مصدر اور اسمِ فاعل لکھئے۔

۴۔آنے والے افعال کے مضارع،امر اور مصدر بیان کیجئے۔

۶۔آنے والے جملون میں باب تَفَعَّلَ سے متعلق افعال اوران کے مشتقات کو متعین کیجئے۔

۸۔مثال میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق آنے والے جملوں میں باب تَفَعَّلَ کو استعمال کیجئے۔

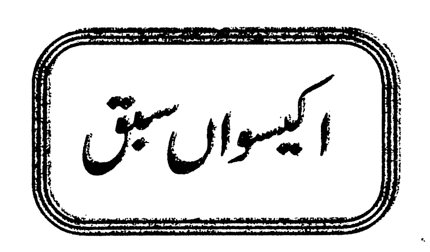
۱۰۔آنے والے جملوں کو مخصوص کے ذریعہ پُر کیجئے۔

زبانی مشق: ہر طالب علم اپنے ہم وطنوں کا نام استعمال کرتے ہوئے مخصوص کی ایک مثال بیان کرے۔جیسے: نَحْنُ الْهُنُوْدَ... نَحْنُ الْأَلْمَانَ... نَحْنُ الْأَفَارِقَةَ ...

۱۱۔آنے والے افعال کے ماضی لکھئے۔

۱۲۔آنے والے اسماء کے مفرد لکھئے۔

۱۳۔آنے والے اسماء کی جمع لکھئے۔



اکیسواں سبق

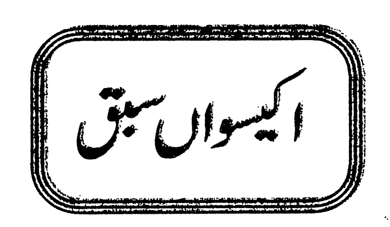
اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

ا— باب تَفَاعَلَ، باب فَاعَلَ کے شروع میں ایک ت بڑھا کر یہ باب بنایا گیا ہے، جیسے: تَکَاسَلَ: اس نے سستی کی، تَثَاءَ بَ: اس نے جماہی لی، تَفَاءَ لَ: اس نے نیک شگون لیا، تَشَاجَرُوْا: وہ سب آپس میں لڑ پڑے، تَبَاکَی: اس نے رونی صورت بنالی۔

مضارع: چونکہ فعل پانچ حروف پر مشتمل ہے اس لئے حرفِ مضارعہ مفتوح ہوگا، جیسے: یَتَثَاءَ بُ، یَتَکَاسَلُ، یَتَبَاکَی. باب تَفَعَّلَ کی طرح مضارع میں باب تَفَاعَلَ کی ایک ت حذف کردی جاسکتی ہے، قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ [الحجرات: ١٣] اور ہم نے تم کو برادریاں (قومیں) اور قبائل بنادیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ یہاں تَعَارَفُوْا اصل میں تَتَعَارَفُوْا تھا۔ ﴿وَلَاتَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ﴾ [الحجرات: ١١] اور ایک دوسرے کو برے القاب سے مت پکارو۔ یہاں تَنَابَزُوْا استعمال ہوا ہے جو اصل میں تَتَنَابَزُوْا تھا ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ: ٢] اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ تَعَاوَنُوْا دراصل تَتَعَاوَنُوْا ہے۔

امر: یہ حرفِ مضارعہ اور حرکتِ اعراب کو حذف کرکے بنایا جائے گا، جیسے: تَتَنَاوَلُ: تَنَاوَلْ لو فعل ناقص میں آخری الف (جو ی لکھا جاتا ہے) حذف ہوجائے گا، جیسے: تَتَبَاکَی: تَبَاکَ: رونی صورت بنا۔

مصدر: اس باب کا مصدر تَفَاعُلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے: تَنَاوَلَ: تَنَاوُلٌ: لینا، تَشَاءَ مَ: تَشَاؤُمٌ: بدشگونی لینا، فعل ناقص میں دوسرے حرفِ اصلی کا ضمہ، کسرہ سے بدل جائے گا، جیسے: تَبَاکَی: تَبَاکٍ (التَّبَاكِيْ) جو اصل میں تَبَاكُيٌ تھا۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱– باب تَفَاعَلَ، باب فَاعَلَ کے شروع میں ایک ت بڑھا کر یہ باب بنایا گیا ہے، جیسے: تَكَاسَلَ: اس نے سستی کی، تَثَاءَبَ: اس نے جماہی لی، تَفَاءَلَ: اس نے نیک شگون لیا، تَشَاجَرُوْا: وہ سب آپس میں لڑ پڑے، تَبَاكَى: اس نے رونی صورت بنالی۔

مضارع: چونکہ فعل پانچ حروف پر مشتمل ہے اس لئے حرفِ مضارعہ مفتوح ہوگا، جیسے: يَتَثَاءَبُ، يَتَكَاسَلُ، يَتَبَاكَى. باب تَفَعَّلَ کی طرح مضارع میں باب تَفَاعَلَ کی ایک ت حذف کردی جاسکتی ہے، قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾[الحجرات: ۱۳] اور ہم نے تم کو برادریاں (قومیں) اور قبائل بنادیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ یہاں تَعَارَفُوْا اصل میں تَتَعَارَفُوْا تھا۔ ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ﴾[الحجرات: ۱۱] اور ایک دوسرے کو برے القاب سے مت پکارو۔ یہاں تَنَابَزُوْا استعمال ہوا ہے جو اصل میں تَتَنَابَزُوْا تھا ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾[المائدة: ۲] اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ تَعَاوَنُوْا دراصل تَتَعَاوَنُوْا ہے۔

امر: یہ حرفِ مضارعہ اور حرکتِ اعراب کو حذف کرکے بنایا جائے گا، جیسے: تَتَنَاوَلُ: تَنَاوَلْ لو فعل ناقص میں آخری الف (جو ی لکھا جاتا ہے) حذف ہوجائے گا، جیسے: تَتَبَاكَى: تَبَاكَ: رونی صورت بنا۔

مصدر: اس باب کا مصدر تَفَاعُلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے: تَنَاوَلَ: تَنَاوُلٌ: لینا، تَشَاءَمَ: تَشَاؤُمٌ: بدشگونی لینا، فعل ناقص میں دوسرے حرفِ اصلی کا ضمہ، کسرہ سے بدل جائے گا، جیسے: تَبَاكَى: تَبَاكٍ (التَّبَاكِيْ) جو اصل میں تَبَاكِيٌ تھا۔

بعض اوقات یَا جوحرفِ ندا ہے لَیْتَ سے پہلے بڑھادیا جاتا ہے، جیسے: ﴿یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا﴾ [النباء : ۴۰] کاش میں مٹی ہوتا۔

۳- لَا کِتَابَ عِنْدِیْ میرے پاس کوئی کتاب نہیں ہے اس لَا کو لا لنافیة للجنس (لائے نفی جنس) کہتے ہیں، یہ اس بات کی نفی کرتا ہے کہ کتاب کی جنس کی کوئی شیء متکلم کے پاس ہے، اس کا اسم اور خبر دونوں نکرہ ہوتے ہیں، اس کا اسم مبنی علی الفتح ہوتا ہے، مزید مثالیں یہ ہیں:

لَا دَاعِيَ لِلْخَوْفِ. ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

لَا إِکْرَاهَ فِي الدِّیْنِ. دین (کے قبول کرنے) میں کوئی زور زبردستی نہیں۔

لَا رَیْبَ فِیْهِ. اس میں کوئی شک نہیں۔

لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

فجر (کی نماز) کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں ہے۔

وَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

اور عصر (کی نماز) کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں ہے۔

۴- گزشتہ سبق میں ہم اسلوبِ تحذیر کو جان چکے ہیں، جیسے: إِیَّاکَ وَ هٰذَا الرَّجُلَ اس شخص سے ہوشیار جس چیز سے متنبہ کیا جارہا ہے اگر وہ مصدر مؤول ہوتو واو حذف ہوجائے گا، جیسے: إِیَّاکَ وَالنَّوْمَ فِي الْفَصْلِ درجہ میں سونے سے بچو یہاں جس چیز سے متنبہ کیا جارہا ہے وہ ایک اسم النَّوْمَ ہے اس لئے واو لایا گیا ہے، اگر مصدر مؤول ہوتو واو گر جائے گا، جیسے: إِیَّاکَ أَنْ تَنَامَ فِي الْفَصْلِ نہ کہ إِیَّاکَ وَأَنْ تَنَامَ فِي الْفَصْلِ.

إِیَّاکُمْ وَالزِّنَا.	زنا سے بچو۔	إِیَّاکُمْ أَنْ تَزْنُوْا.
إِیَّاکُنَّ وَالْحَسَدَ.	حسد سے بچو۔	إِیَّاکُنَّ أَنْ تَحْسُدْنَ.
إِیَّاکِ وَالنِّسْیَانَ.	بھولنے سے بچو۔	إِیَّاکِ أَنْ تَنْسَيْ.

نوٹ:۔ تَنْسَيْ واحد مؤنث کے لئے ہے، واحد مذکر کے لئے تَنْسَی ہے۔

۵– أَعْرَجُ لنگڑا کا مؤنث ہے عَـرْجَاءُ لنگڑی، اور دونوں (مذکر اور مؤنث) کی جمع ہے: عُرْجٌ. یہ اصول ان سارے اسماء پر لاگو ہوتا ہے جو أَفْعَلُ کے وزن پر ہوں اور رنگ یا عیب پر دلالت کرتے ہوں، رنگ پر دلالت کرنے والے اسم کی ایک مثال ہے، أَحْـمَرُ (سرخ) جس کا مؤنث حَـمْرَاءُ اور دونوں کی جمع حُـمْرٌ ہے جیسے: اَلْهُـنُـوْدُ الْـحُمْرُ یعنی سرخ پوست (Red Indians) أَبْيَضُ اور بَيْضَاءُ (سفید) کی جمع بِيْضٌ ہے جو اصل میں بُيْضٌ تھا، ي کی رعایت میں ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا تو بِيْضٌ ہو گیا۔

۶– جن افعال کے شروع میں واو ہو ان کے دو مصدر آتے ہیں ایک واو کے ساتھ، دوسرا بغیر واو کے، دوسرے کے آخر میں ایک ة بڑھادی جاتی ہے، جیسے: وَصَفَ: وَصْفٌ اور صِفَةٌ (بیان کرنا) وَعَـظَ: وَعْظٌ اور عِظَةٌ وعظ (نصیحت کرنا، وَثِقَ: وُثُوْقٌ اور ثِقَةٌ اعتماد کرنا۔

۷– حُجْرَةٌ میں دوسرے حرف پر سکون ہے لیکن اس کی جمع میں دوسرے حرف پر ضمہ ہوگا: حُجُرَاتٌ، یہ اصول ان تمام اسماء کے لئے ہے جو فُعْلَةٌ کے وزن پر ہوں جیسے: غُرْفَةٌ، خُطْوَةٌ (غُرُفَاتٌ، خُطُوَاتٌ).

۸– جو حرفِ جر مصدر مؤول سے پہلے ہو اس کو حذف کیا جا سکتا ہے، جیسے: أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الْكَذِبِ میں جھوٹ بولنے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں حرفِ جر کو حذف کر کے أَعُـوْذُ بِاللهِ أَنْ أَكْذِبَ کہا جا سکتا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ حذف ضروری نہیں ہے أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ کہنا بھی درست ہے، ایک اور مثال یہ ہے: أَمَرَنَا اللهُ بِالصَّلَاةِ، أَمَرَنَا اللهُ أَنْ نُّصَلِّيَ، أَمَرَنَا اللهُ بِأَنْ نُّصَلِّيَ .

۹– ہم پہلے سبق میں بدل سے متعارف ہو چکے ہیں، جیسے: أَيْـنَ أَخُوْكَ هَاشِمٌ؟ تمہارا بھائی ہاشم کہاں ہے؟ بدل کی چار قسمیں ہیں:

۱) بدل الكل من الكل. جیسے: نَجَحَ أَخُوْكَ مُحَمَّدٌ. تمہارا بھائی محمد کامیاب ہو گیا۔ یہاں مُحَمَّدٌ أَخُوْكَ کے مساوی ہے۔

۲) بدل البعض من الكل. جیسے: أَكَلْتُ الدَّجَاجَةَ نِصْفَهَا. میں نے مرغی کھائی، اس کی آدھی۔

اس مثال میں نِصْفَ لفظ الدَّجَاجَۃَ کا جزء اور ایک حصہ ہے۔

۳) بدل الاشتمال. جیسے: أَعْجَبَنِيْ هٰذَا الْكِتَابُ أُسْلُوْبُهُ مجھے یہ کتاب پسند آئی، اس کا اسلوب، یہاں أُسْلُوْبُ نہ کتاب کے مساوی ہے اور نہ اس کا ایک جزء اور حصہ ہے، بلکہ اس سے متعلق ایک چیز ہے، اس کی ایک اور مثال یہ ہے نَتَسَائَلُ عَنِ الْإِمْتِحَانِ، كَيْفَ يَكُوْنُ؟ ہم امتحان کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہے کہ وہ کیسا ہوگا؟

۴) البدل المباين. جیسے: أَعْطِنِيْ الْكِتَابَ الدَّفْتَرَ مجھے کتاب یعنی کاپی دے دو، یہاں اصل مقصود الدَّفْتَرَ ہے، لیکن متکلم نے غلطی سے الْكِتَابَ کہہ دیا پھر فورًا تصحیح کر لی۔

وہ اسم جس سے کوئی اور اسم بدل ہو المبدل منہ کہلاتا ہے، جیسے: أَيْنَ ابْنُكَ بِلَالٌ؟ تمہارا بیٹا بلال کہاں ہے؟ یہاں لفظ بِلَالٌ بدل ہے اور ابْنُكَ مبدل منہ۔

معرفہ اور نکرہ ہونے میں بدل اور مبدل منہ کے درمیان مطابقت ہونا ضروری نہیں، جیسے: أَعْرِفُ لُغَتَيْنِ : الْعَرَبِيَّةَ وَالْأُرْدِيَّةَ میں دو زبانیں جانتا ہوں عربی اور اردو، یہاں لُغَتَيْنِ نکرہ ہے اور الْعَرَبِيَّةَ وَالْأُرْدِيَّةَ معرفہ ہیں۔

بدل اور مبدل منہ کی ممکنہ صورتیں یہ ہیں:

۱) دونوں اسم ہوں، جیسے: ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ﴾ [البقرۃ: ۲۱۷] وہ آپ سے محترم مہینہ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں یعنی اس میں جنگ کے بارے میں۔

۲) دونوں فعل ہوں، جیسے: ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ☆ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [الفرقان: ۶۸، ۶۹] اور جو ایسا کرے گا تو وہ گناہ پائے گا، قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہوگا۔

۳) دونوں جملہ ہوں، جیسے: ﴿وَاتَّقُوا الَّذِيْ أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ☆ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ﴾ [الشعراء: ۱۳۲، ۱۳۳] اور اس ذات سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری امداد کی جنہیں تم جانتے ہو، اس نے تمہاری مدد کی مال اور اولاد سے۔

۴) مختلف ہوں، اس طرح کہ ایک اسم ہو اور دوسرا جملہ، جیسے: ﴿أَفَلَا يَنْظُرُوْنَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾ [الغاشیۃ: ۱۷] کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیا گیا ہے؟

۱۰- يَبْدُوْ أَنَّهُ مُنَوِّمٌ لگتا ہے (شاید) کہ وہ نیند آور ہے اس جملہ میں مصدر مؤول أَنَّهُ مُنَوِّمٌ فاعل ہے، مصدر مؤول

کی ایک شکل جو أَنْ اور فعل مضارع سے مرکب ہو جیسے: أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ میں نکلنا چاہتا ہوں ہم پہلے پڑھ چکے ہیں، یہ مصدر مؤول کی دوسری شکل ہے، یہ أَنَّ اور اس کے اسم وخبر پر مشتمل ہوتی ہے، جیسے: بَلَغَنِيْ أَنَّهُ مَاتَ مجھے اطلاع ملی کہ وہ مرگیا اس جملہ میں مصدر مؤول أَنَّهُ مَاتَ، بَلَغَ کا فاعل ہے، مزید مثالیں یہ ہیں:

يَسُرُّنِيْ أَنَّکَ تِلْمِيْذِيْ.	مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ تم میرے شاگرد ہو۔
يَبْدُوْ أَنَّکَ مُسْتَعْجِلٌ.	شاید تم جلدی میں ہو۔



۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ درس میں استعمال ہوئے باب تَفَاعَلَ کے افعال متعین کیجئے۔

۳۔ آنے والے افعال کے مضارع، امر اور مصدر لکھئے۔

۴۔ آنے والے افعال کے اسمِ فاعل لکھئے۔

۵۔ آنے والے جملوں سے باب تَفَاعَلَ کے افعال اور ان کے مشتقات کو متعین کیجئے۔

۷۔ آنے والے جملوں پر لَيْتَ داخل کیجئے۔

۸۔ لائے نفی جنس استعمال کرتے ہوئے آنے والے کلمات سے جملے بنائیے۔

۹۔ آنے والے جملوں کو مصدر مؤول کے ذریعہ مکمل کیجئے۔

۱۰۔ آنے والے کلمات کے مؤنث اور جمع لائیے۔

۱۱۔ آنے والے افعال کے دونوں مصدر ذکر کیجئے۔

۱۲۔ آنے والے اسماء کی جمع لائیے۔

حروف مشبهة بالفعل یعنی فعل سے مشابہ حروف

یہ کُل چھ حروف ہیں: إِنَّ، أَنَّ، كَأَنَّ، لَيْتَ، لٰكِنَّ، لَعَلَّ. انہیں إِنَّ اور اس کی اُخوات بھی کہا جاتا ہے، ہم انہیں پہلے پڑھ چکے ہیں، یہ دو پہلوؤں سے فعل کے مشابہ ہیں۔

۱) معنی کے لحاظ سے، إِنَّ اور أَنَّ کا معنی ہے: میں تاکید کے ساتھ (کہتا) ہوں، کَأَنَّ: میں سمجھتا ہوں، لٰکِنَّ: میں تصحیح کرتا ہوں، لَیْتَ: میں تمنا کرتا ہوں، اور لَعَلَّ کا معنی ہے: میں امید کرتا ہوں/ مجھے اندیشہ ہے۔

۲) اعراب میں: چنانچہ جس طرح مفعول بہ منصوب ہوتا ہے اسی طرح ان حروف کے اسماء بھی منصوب ہوتے ہیں۔

حروف مشبهة بالفعل کے معانی

إِنَّ، أَنَّ یہ دونوں تاکید کے اظہار کے لئے استعمال ہوتے ہیں، جیسے: ﴿إِنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾[المائدة: ۲] بے شک اللہ زبردست عذاب والا ہے ﴿وَا عْلَمُوْا أَنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾[الأنفال: ۲۵] اور یقین جانو کہ اللہ بہت سخت عذاب والا ہے۔

كَأَنَّ تشبیہ کا معنی دیتا ہے، جیسے: كَأَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ گویا کہ علم نور ہے کبھی یہ ظن اور گمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: كَأَنَّنِيْ أَعْرِفُكَ شاید میں تمہیں پہچانتا ہوں

لٰكِنَّ استدراک کا معنی دیتا ہے، جیسے: حَامِدٌ ذَكِيٌّ لٰكِنَّهٗ كَسْلَانُ. حامد ذہین ہے لیکن وہ سست (کاہل) ہے۔

لَيْتَ حسرت اور تمنا کے اظہار کے لئے آتا ہے، جیسے: لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ. کاش جوانی لوٹ آتی۔

لَعَلَّ توقع یا اندیشہ کو بتاتا ہے، جیسے: لَعَلَّ اللهَ يَغْفِرُ لِيْ. امید ہے کہ اللہ تعالی مجھے معاف کردیں گے۔

لَعَلَّ الْجَرِيْحَ يَمُوْتُ. ڈر ہے کہ زخمی مرجائے گا۔

یہ حروف مبتدا خبر پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں، ان کے داخل ہونے کے بعد مبتدا ان کا اسم اور خبر ان کی خبر کہلاتے ہیں، جیسے:

اَللهُ	غَفُوْرٌ	إِنَّ	اَللهَ	غَفُوْرٌ
مبتدا	خبر		اسمُ إِنَّ	خبرُ إِنَّ

مبتدا کے برخلاف اگر إِنَّ اور اس کے اُخوات کی خبر جملہ فعلیہ ہو تو ان کا اسم نکرہ ہوسکتا ہے، جیسے: كَأَنَّ شَيْئًا لَمْ يَحْدُثْ گویا کہ کچھ نہیں ہوا۔

مبتدا کی خبر کی طرح إِنَّ اور اس کی اخوات کی خبر بھی مفرد، جملہ یا شبہ جملہ ہوگی، جیسے:

۱۔ مفرد: ﴿إِنَّ اللهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾[آلِ عمران: ۱۹۹]

یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں۔

۲۔ جملہ

أ۔ جملہ فعلیہ: ﴿إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾[الزمر: ۵۳]

یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

ب۔ جملہ اسمیہ: ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾[لقمان: ۳۴]

یقیناً صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔

۳۔ شبہ جملہ

أ۔ جار و مجرور: كَأَنَّكَ مِنَ الصِّيْنِ. غالبًا تم چین کے باشندے ہو۔

ب۔ ظرف: لَعَلَّ الْمُدَرِّسَ عِنْدَ الْمُدِيْرِ. غالبًا استاد ہیڈ ماسٹر کے پاس ہیں۔

اگر خبر شبہ جملہ ہو تو وہ اسم سے پہلے بھی آ سکتی ہے، جیسے:

﴿إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ☆ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ﴾[الغاشية: ۲۵، ۲۶]

یقیناً ہماری ہی طرف ان کا پلٹنا ہے، پھر بے شک ہمارے ہی ذمہ ہے ان کا حساب لینا۔ اصل ترتیب یوں ہوگی: إِنَّ إِيَـابَهُمْ إِلَيْنَا ثُمَّ إِنَّ حِسَابَهُمْ عَلَيْنَا. اسم چونکہ معرفہ ہے اس لئے اس کی تاخیر جائز ہے، ضروری نہیں، اگر اسم نکرہ ہو تو لازمًا وہ مؤخر ہوگا، جیسے:

﴿إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا﴾(۱)[المزمل: ۱۲] یقیناً ہمارے پاس سخت بیڑیاں اور جہنم ہے۔

﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾[الانشراح: ٦] یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

یہاں یوں کہنا درست نہ ہوگا: إِنَّ أَنْكَالاً لَدَيْنَا یا إِنَّ يُسْرًا مَعَ الْعُسْرِ.

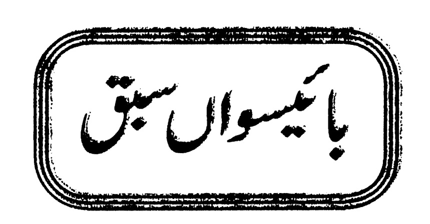
اگر لَيْتَ کا اسم ضمیر متکلم ي ہو تو اس کے ساتھ لازمًا نونِ وقایہ(۲) استعمال ہوگا، جیسے: لَيْتَنِيْ طِفْلٌ

---

(۱) أَنْكَالًا نِكْلٌ بیڑی کی جمع ہے۔

(۲) نونِ وقایہ کے لئے ملاحظہ ہو کلید ۲، سبق نمبر ۹۔

کاش میں ایک بچہ ہوتا۔ اگر إِنَّ، أَنَّ، كَأَنَّ، لٰكِنَّ کا اسم بنے تو نونِ وقایہ کا استعمال جائز ہے، ضروری نہیں، جیسے:
إِنِّيْ، إِنَّنِيْ. أَنِّيْ، أَنَّنِيْ. كَأَنِّيْ، كَأَنَّنِيْ. لٰكِنِّيْ، لٰكِنَّنِيْ. لَعَلَّ کے ساتھ نونِ وقایہ استعمال نہیں ہوگا، ہم کہتے ہیں:
لَعَلِّيْ لَا أَرَاكَ مُدَّةً طَوِيْلَةً. شاید میں ایک لمبے عرصے تک تم سے نہ مل سکوں گا۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱— بابِ اِنْفَعَلَ، یہ باب فَعَلَ کے شروع میں اِنْ بڑھا کر بنایا گیا ہے، اس کے شروع میں ھمزۃ الوصل ہے، ہم کہتے ہیں: سَقَطَ الْفِنْجَانُ وَ انْکَسَرَ پیالی گری اور ٹوٹ گئی وَ اِنْکَسَر کہنا درست نہیں۔

مضارع: حرفِ مضارعہ پر فتحہ ہوگا، جیسے: اِنْکَسَرَ یَنْکَسِرُ، اِنْشَقَّ یَنْشَقُّ (جو اصل میں یَنْشَقِقُ تھا)

امر: حرفِ مضارعہ کے حذف کے بعد پہلا حرف ساکن ہے اس لئے ھمزۃ الوصل بڑھایا جائے گا، جیسے تَنْصَرِفُ حذف کے بعد نْصَرِفْ ہوجاتا ہے اور ہمزۂ وصل بڑھانے کے بعد اِنْصَرِفْ لوٹو۔

مصدر: اس کا مصدر اِنْفِعَالٌ کے وزن پر آئے گا، جیسے: اِنْکَسَرَ: اِنْکِسَارٌ ٹوٹنا، اِنْقَلَبَ: اِنْقِلَابٌ تبدیل ہونا، الٹ جانا۔

مدغم حروف کا ادغام مصدر میں ختم ہوجائے گا، جیسے: اِنْشَقَّ: اِنْشِقَاقٌ پھٹنا۔

اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول: یہ حرفِ مضارعہ کو میم مضموم سے بدل کر بنائے جائیں گے، اسمِ فاعل میں دوسرا حرفِ اصلی مکسور اور اسمِ مفعول میں مفتوح ہوگا، جیسے: یَنْکَسِرُ: مُنْکَسِرٌ، یَنْشَقُّ؛ مُنْشَقٌّ جو اصل میں مُنْشَقِقٌ تھا، چونکہ اس باب کے اکثر افعال لازم ہوتے ہیں اس لئے اسمِ مفعول نہیں آتا۔

اسمِ زمان اور اسمِ مکان: یہ اسمِ مفعول کے وزن پر ہوں گے جیسے: یَنْعَطِفُ وہ مڑتا ہے: مُنْعَطَفٌ: مڑنے کی جگہ (موڑ) مُنْحَنًی: موڑ۔

یہ باب بھی المطاوعة (۱) کا معنی دیتا ہے، جیسے:

كَسَرْتُ الْكُوْبَ. میں نے کپ توڑا۔ اِنْكَسَرَ الْكُوْبُ. کپ ٹوٹ گیا۔

---

(۱) المطاوعة کی وضاحت ہم بیسویں سبق میں کر آئے ہیں۔

نوٹ:۔ الْكُوْب پہلے جملہ میں مفعول بہ ہے اور دوسرے میں فاعل، مزید مثالیں یہ ہیں:

فَتَحْتُ الْبَابَ. میں نے دروازہ کھولا۔ اِنْفَتَحَ الْبَابُ. دروازہ کھل گیا۔

هَزَمَ الْمُسْلِمُوْنَ الْكُفَّارَ. مسلمانوں نے کافروں کو شکست دی۔ اِنْهَزَمَ الْكُفَّارُ. کفار شکست کھا گئے۔

نوٹ:۔ اِنْفَعَلَ فَعَلَ کا مطاوع ہے اور تَفَعَّلَ فَعَّلَ کا، جیسے:

كَسَرْتُ الزُّجَاجَ. میں نے شیشہ توڑا۔ اِنْكَسَرَ الزُّجَاجُ. شیشہ ٹوٹ گیا۔

كَسَّرْتُ الزُّجَاجَ. میں نے شیشہ چکنا چور کر دیا۔ تَكَسَّرَ الزُّجَاجُ. شیشہ چور چور ہو گیا۔

۲- اگر اس باب کے شروع میں همزة القطع آجائے تو ہمزۂ وصل حذف ہو جائے گا، جیسے: أَنْكَسَرَ الْكُوْبُ؟ کیا کپ ٹوٹ گیا؟ أَنْفَتَحَ الْبَابُ؟ کیا دروازہ کھلا؟ أَنْقَلَبَتِ السَّيَّارَةُ؟ کیا کار الٹ گئی؟

۳- اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے انتقال کے دن سورج کو گہن لگ گیا یہاں جملہ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ مضاف الیہ اور في محلّ جرّ ہے، مزید مثالیں یہ ہیں:

وُلِدْتُ يَوْمَ مَاتَ جَدِّي. میں اپنے دادا کے انتقال کے دن پیدا ہوا۔

سَافَرْتُ يَوْمَ ظَهَرَتِ النَّتَائِجُ. میں نے نتائج کے اعلان کے دن سفر کیا۔

۴- لَوْلَا، اس کا معنی ہے: اگر نہ ہوتا جیسے: لَوْلَا الشَّمْسُ لَهَلَكَتِ الْأَرْضُ. اگر سورج نہ ہوتا تو زمین فنا ہو جاتی۔ اس لَوْلَا کو حرف امتناعٍ لوجودٍ کہتے ہیں، یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کسی چیز کے نہ پائے جانے کی وجہ سے دوسری چیز پائی گئی، اس سابقہ مثال میں زمین کے فنا نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ سورج موجود ہے۔

لَوْلَا کے بعد والا اسم مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہوتی ہے، دوسرا جملہ جوابِ لَوْلَا کہلاتا ہے، یہ جملہ فعلیہ ہوگا، اس کا فعل ماضی ہوگا اور اس کے شروع میں لام ہوگا الّا یہ کہ جواب منفی ہو تو لام سے خالی ہوگا، جیسے: لَوْلَا الْإِخْتِبَارُ مَا حَضَرْتُ الْيَوْمَ اگر امتحان نہ ہوتا تو میں آج نہ آتا۔

مبتدا کی جگہ ایسا جملہ اسمیہ بھی ہو سکتا ہے جس کے شروع میں أَنَّ ہو، جیسے: لَوْلَا أَنَّ الْجَوَّ حَارٌّ لَحَضَرْتُ الْمُحَاضَرَةَ اگر موسم گرم نہ ہوتا تو میں لیکچر میں پہنچا ہوتا۔ لَوْلَا أَنَّنِي مَرِيْضٌ لَسَافَرْتُ مَعَكَ اگر میں بیمار نہ ہوتا

تو تمہارے ساتھ ضرور سفر کرتا۔ لَوْ لَا أَنَّکَ مُسْتَعْجِلٌ لَدَعَوْتُکَ إِلَى الْبَيْتِ اگر تم جلدی میں نہ ہوتے تو میں تمہیں اپنے گھر مدعو کرتا۔

۵- مَنْ إِبْرَاهِيْمُ هٰذَا؟ یہ ابراہیم کون ہے؟ سَيَّارَةُ الْمُدِيْرِ هٰذِهِ جَمِيْلَةٌ ہیڈ ماسٹر کی یہ کار خوبصورت ہے۔

اگر اسمِ اشارہ هٰذَا، هٰذِهِ، ذٰلِکَ وغیرہ اسمِ معرفہ کے بعد آئیں تو نعت (صفت) کہلائیں گے، مزید مثالیں یہ ہیں:

لِمَنْ جَوَازُ السَّفَرِ هٰذَا؟ — یہ پاسپورٹ کس کا ہے؟

أَرِنِيْ سَاعَتَکَ هٰذِهِ . — مجھے اپنی یہ گھڑی دکھاؤ۔

لَعَلِّيْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا. — شاید میں اپنے اس سال کے بعد حج نہ کرسکوں۔

﴿اذْهَبْ بِّكِتَابِيْ هٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ﴾[النمل:۲۸] — میرا یہ خط لے جا، پھر اسے ان کے پاس ڈال دے۔

۶- التغلیب. یعنی ایسے مجموعہ کے لئے جس میں مذکر اور مؤنث دونوں جنس کے افراد شامل ہوں صرف مذکر کا صیغہ استعمال کرنا، جیسے: أَبْنَائِيْ وَ بَنَاتِيْ يَدْرُسُوْنَ میرے بیٹے اور بیٹیاں پڑھ رہے ہیں۔ یہاں ہم نے مذکر کا صیغہ يَدْرُسُوْنَ استعمال کیا ہے، جو دونوں (بیٹے اور بیٹیوں) کے بارے میں اطلاع دے رہا ہے، حدیث شریف میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَ لَا لِحَيَاتِهِ" بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جن کو کسی کی موت یا پیدائش کی وجہ سے گہن نہیں لگتا یہاں يَنْكَسِفَانِ مذکر کا صیغہ ہے، جبکہ ضمیر الشمس (جو عربی میں مؤنث ہے) اور القمر (جو مذکر ہے) دونوں کے لئے ہے، ایک اور مثال یہ ہے: اَلْمَسْجِدُ وَالْمَدْرَسَةُ قَرِيْبَانِ .

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ درس میں استعمال ہوئے باب اِنْفَعَلَ کے افعال اور ان کے مشتقات نشان زد کیجئے۔

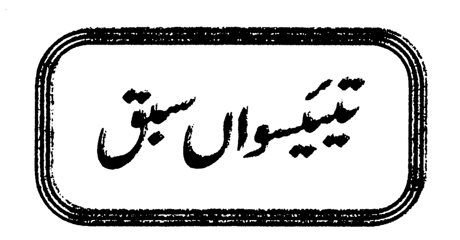
۳۔ آنے والے افعال کے مضارع، اسمِ فاعل اور مصدر لکھئے۔

۶۔ آنے والے جملوں پر ہمزۂ استفہام داخل کیجئے۔

۷۔ آنے والے جملوں میں باب اِنْفَعَلَ کے افعال اوران کے مشتقات متعین کیجئے۔

۹:۔ذیل میں دی گئی لَوْلَا کی ہر مثال کو مناسب جواب سے مکمل کیجئے۔

۱۵:۔دیئے گئے حروف استعمال کرتے ہوئے جملے بنائیے۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱— باب اِفْتَعَلَ، اس باب میں پہلے حرفِ اصلی سے پہلے ہمزۂ وصل اور اس کے بعد ت بڑھائی گئی ہے، جیسے: نَظَرَ : اِنْتَظَرَ اس نے انتظار کیا۔

نوٹ:۔اِنْتَظَرَ باب اِنْفَعَلَ سے نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ اِنْتَظَرَ کا نون پہلا حرف اصلی ہے اور ت زائد ہے، جبکہ انفعال کا نون زائد ہے، اسی طرح: مَحَنَ : اِمْتَحَنَ اس نے آزمایا۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں ت، د یا ط سے بدل جائے گی:

۱) اگر پہلا حرفِ اصلی د، ذ یا ز ہو تو ت د سے بدل جائے گی، جیسے:

دَعَا سے اِدَّعَی اس نے دعوی کیا۔ اصل میں اِدْتَعَی تھا۔

ذَكَرَ سے اِذْدَكَرَ اس نے یاد کیا۔ اصل میں اِذْتَكَرَ تھا، ذ کو د سے بدل کر اِدَّكَرَ استعمال کیا جاتا ہے۔

زَحَمَ سے اِزْدَحَمَ اس نے بھیڑ کی۔ اصل میں اِزْتَحَمَ تھا۔

۲) اگر پہلا حرفِ اصلی ص، ض، ط، ظ ہو تو ت ط میں بدل جائے گی، جیسے:

صَبَرَ سے اِصْطَبَرَ اس نے صبر کیا۔ اصل میں اِصْتَبَرَ تھا۔

ضَرَبَ سے اِضْطَرَبَ وہ پریشان ہوگیا۔ اصل میں اِضْتَرَبَ تھا۔

طَلَعَ سے اِطَّلَعَ اس نے جانا۔ اصل میں اِطْتَلَعَ تھا۔

ظَلَمَ سے اِظَّلَمَ اس پر ظلم ہوا۔ اصل میں اِظْتَلَمَ تھا۔

اگر پہلا حرفِ اصلی و ہو تو وہ ت سے بدل جائے گا، جیسے:

وَحَدَ سے اِتَّحَدَ اس نے اتحاد کیا۔ اصل میں اِوْتَحَدَ تھا۔

وَقَی سے اِتَّقٰی وہ بچا۔ اصل میں اِوْتَقٰی تھا۔

مضارع: حرفِ مضارعہ مفتوح ہوگا، جیسے: اِنْتَظَرَ: یَنْتَظِرُ وہ انتظار کرتا ہے اِبْتَسَمَ: یَبْتَسِمُ وہ مسکراتا ہے، اِسْتَمَعَ: یَسْتَمِعُ وہ سنتا ہے، اِخْتَارَ: یَخْتَارُ وہ چنتا ہے، اصل میں یَخْتَیِرُ تھا۔

امر: حرفِ مضارعہ حذف ہونے کے بعد پہلا حرف ساکن ہے اس لئے ہمزۂ وصل بڑھایا جائے گا، جیسے: یَنْتَظِرُ: اِنْتَظِرْ.

مصدر: اس کا مصدر اِفْتِعَالٌ کے وزن پر ہوگا، جیسے: اِنْتِظَارٌ: انتظار کرنا، اِجْتِمَاعٌ: جمع ہونا، اِخْتِیَارٌ: چننا، اِلْتِقَاءٌ: ملنا، اصل میں اِلْتِقَايٌ تھا۔

اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول: یہ حرفِ مضارعہ کو میم مضموم سے بدل کر بنائے جائیں گے، دوسرا حرفِ اصلی اسمِ فاعل میں مکسور اور اسمِ مفعول میں مفتوح ہوگا، جیسے یَمْتَحِنُ: وہ آزماتا ہے، مُمْتَحِنٌ: آزمانے والا، مُمْتَحَنٌ: آزمودہ، (جس کی آزمائش ہو)۔

اجوف اور مضعف میں اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول دونوں ہم شکل ہوں گے، جیسے: یَشْتَقُّ: وہ پھٹتا ہے سے اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول دونوں مُشْتَقٌّ ہیں، اسمِ فاعل دراصل مُشْتَقِقٌ تھا اور اسمِ مفعول مُشْتَقَقٌ ادغام کے بعد دونوں کی شکل یکساں (مُشْتَقٌّ) ہوگئی۔

اسی طرح یَخْتَارُ وہ چنتا ہے: مُخْتَارٌ جو اسمِ فاعل مُخْتَیِرٌ اور اسمِ مفعول مُخْتَیَرٌ دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

اسمِ زمان اور اسمِ مکان: یہ اسمِ مفعول کے وزن پر ہوں گے، جیسے مُجْتَمَعٌ: معاشرہ، جمع ہونے کی جگہ، اَلْمُلْتَزَمُ: چمٹنے کی جگہ، (یہ کعبۃ اللہ میں حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کی درمیانی جگہ کا نام ہے، اس لئے کہ اس سے چمٹنا مسنون ہے)

۲- بابِ اِنْفَعَلَ کی طرح اس باب میں بھی اگر فعل سے پہلے ہمزۂ استفہام ہو تو ہمزۂ وصل حذف ہو جائے گا، جیسے: أَنْتَظَرْتَنِي؟ کیا تم نے میرا انتظار کیا؟ اصل میں أَ اِنْتَظَرْتَنِي؟ تھا، قرآن مجید میں ارشادِ باری ہے، ﴿أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ﴾ [الصافات: ۱۵۳] کیا اس (اللہ) نے بیٹوں کو چھوڑ کر اپنے لئے بیٹیاں چن لیں؟

۳– ہم إِذَا کو اگر یا جب کے معنی میں استعمال کرنا سیکھ چکے ہیں، یہ ناگہانی (غیر متوقع) صورت حال کے اظہار کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: اگر آپ کے دروازے پر دستک ہو اور آپ اس امید پر باہر آئیں کہ کوئی شناسا یا دوست ہوگا، لیکن اس کے برعکس پولس کے سپاہی کو دروازہ پر کھڑا پائیں تو اس غیر متوقع صورت حال اور اس سے پیدا ہونے والا تعجب کے اظہار کے لئے بھی إِذَا استعمال ہوتا ہے، اس کو إِذَا الْفُجَائِية کہتے ہیں، مثال یہ ہے: خَرَجْتُ فَإِذَا شُرْطِيٌّ بِالْبَابِ میں باہر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پولس کانسٹیبل دروازہ پر کھڑا ہے۔

اگر ہم میں سے کوئی لاٹھی زمین پر ڈال دے تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، سوائے اس کے کہ پہلے وہ کھڑی تھی اب پڑی ہے، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینکی تو وہ غیر متوقع طور پر اژدہے میں بدل گئی، اس واقعہ کے اظہار کے لئے قرآن مجید نے اسی إِذَا کا استعمال کیا ہے ارشادِ باری ہے: ﴿فَأَلْقَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ☆ وَ نَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِيْنَ﴾ [الأعراف: ۱۰۷، ۱۰۸] پھر انہوں نے اپنی لاٹھی ڈالی تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اچانک جیتے جاگتے اژدہے میں بدل گئی، اور اپنا دستِ مبارک نکالا تو وہ اچانک ہی دیکھنے والوں کے لئے سفید چمک دار ہوگیا۔ یہاں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں:

۱) عموماً ایک ف إِذَا سے پہلے استعمال ہوتا ہے

۲) إِذَا کے بعد مبتدا نکرہ بھی ہوسکتا ہے، جیسے: دَخَلْتُ الْغُرْفَةَ فَإِذَا حَيَّةٌ عَلَى السَّرِيْرِ میں کمرہ میں داخل ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چارپائی پر سانپ (بیٹھا) ہے۔

۴– فعل ظَنَّ کے دو مفعول بہ ہوتے ہیں، یہ اصل میں مبتدا خبر ہوتے ہیں، جیسے: اَلْإِمْتِحَانُ قَرِيْبٌ، أَظُنُّ الْإِمْتِحَانَ قَرِيْبًا میرا خیال ہے کہ امتحان قریب ہیں اس جملہ میں الْإِمْتِحَانَ پہلا مفعول بہ اور قَرِيْبًا دوسرا مفعول بہ ہے۔

اَلْمُدِيْرُ يَأْتِيْ غَدًا: أَظُنُّ اَلْمُدِيْرَ يَأْتِيْ غَدًا میں گمان کرتا ہوں کہ ہیڈ ماسٹر کل آئیں گے یہاں اَلْمُدِيْرَ پہلا مفعول بہ اور يَأْتِيْ غَدًا دوسرا مفعول بہ ہے اور نصب کے مقام میں ہے۔

ظَنَّ کے بعد دو مفعول کے بجائے أَنْ یا أَنَّ بھی آتے ہیں، جیسے:

۱) اَلْإِمْتِحَانُ سَهْلٌ. أَظُنُّ أَنَّ الْإِمْتِحَانَ سَهْلٌ میرا خیال ہے کہ امتحان آسان ہے۔ یہاں الْإِمْتِحَانَ أَنَّ کا اسم اور سَهْلٌ أَنَّ کی خبر ہے، اسی طرح قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا

تَعْمَلُوْنَ﴾[فصلت: ۲۲] اورتم اس گمان میں تھے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت سے کرتوتوں سے ناواقف ہیں۔

۲)يَرْسُبُ أَحْمَدُ، مَا ظَنَنْتُ أَنْ يَرْسُبَ أَحْمَدُ میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ احمد فیل ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے: ﴿قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ هٰذِهِ أَبَدًا﴾[الکھف: ۳۵] اس نے کہا: میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کبھی فنا ہوگی۔

۵– ہم کہتے ہیں: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ/الْبَيْتَ/الْغُرْفَةَ جبکہ اس کے برخلاف دَخَلْتُ فِي الْإِمْتِحَانِ/ فِي الْإِسْلَامِ وغیرہ، یعنی اگر دَخَلَ ایسے اسم کے ساتھ استعمال ہو جو داخل ہونے کی جگہ ہے، جیسے: گھر، مسجد، شہر، ملک وغیرہ تو اس کے ساتھ فِيْ نہیں آئے گا، ورنہ فِيْ استعمال ہوگا، قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿وَدَخَلَ جَنَّتَهُ﴾[الکھف: ۳۵] اور اپنے باغ میں داخل ہوا۔ ﴿وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾[الحجرات: ۱۴] اور اب تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا ہے۔ اور یہ دونوں استعمال اس ایک آیتِ کریمہ میں جمع ہیں: ﴿فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴾[الفجر: ۲۹، ۳۰] پھر تم میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جاؤ، اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۶– ہم چوتھے سبق میں اسمِ فاعل پڑھ چکے ہیں، یہاں ہم فَعَّالٌ کا وزن پڑھیں گے جو اسمِ فاعل کے ساتھ مبالغہ کا معنی بھی دیتا ہے، جیسے: غَافِرٌ: معاف کرنے والا، غَفَّارٌ: بہت معاف کرنے والا، رَازِقٌ: روزی رساں، رَزَّاقٌ: بہت زیادہ رزق دینے والا، آكِلٌ: کھانے والا، أَكَّالٌ: بہت کھانے والا (پیٹو)۔

مبالغہ کے چار اور اوزان یہ ہیں:

۱) فَعِيْلٌ، جیسے: عَلِيْمٌ بہت باخبر، سَمِيْعٌ: بہت سننے والا۔

۲) فَعُوْلٌ: جیسے: غَفُوْرٌ: بہت درگذر کرنے والا، شَكُوْرٌ: بہت قدر دان، عَبُوْسٌ: بہت ترش رو، أَكُوْلٌ: بہت کھانے والا (پیٹو)۔

۳) فَعِلٌ: جیسے: حَذِرٌ بہت چوکنا۔

۴) مِفْعَالٌ: جیسے: مِعْطَاءٌ بہت دینے والا، داتا۔

۷– لَا بُدَّ مِنَ الْإِخْتِبَارِ امتحان (کے بغیر) کوئی چارہ نہیں (امتحان ضروری ہے)۔ یہاں لَا،

لائے نفی جنس ہے، جسے ہم اکیسویں سبق میں پڑھ چکے ہیں، اگر خبر مصدر مؤول ہو تو حرفِ جر مِنْ حذف ہو جائے گا، جیسے:
لَا بُدَّ أَنْ تَكْتُبَ لَهُ تمہیں اسے لکھے بغیر چارہ نہیں۔ لَا بُدَّ أَنْ نُسَافِرَ ہمیں سفر کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ لَا بُدَّ أَنْ تَتَعَلَّمُوْا تَشْغِيْلَ الْحَاسُوْبِ تمہارے لئے کمپیوٹر چلانا سیکھنا ضروری ہے۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ سبق میں استعمال ہوئے باب اِفْتَعَلَ کے افعال اور ان کے مشتقات کو متعین کیجئے۔

۳۔ آنے والے افعال کے مضارع، امر، مصدر اور اسمِ فاعل ذکر کیجئے۔

۴۔ آنے والے افعال کو باب اِفْتَعَلَ میں تبدیل کیجئے۔

۵۔ آنے والے افعال کو باب اِفْتَعَلَ میں تبدیل کیجئے۔

۶۔ آنے والے افعال کو باب اِفْتَعَلَ میں تبدیل کیجئے۔

۷۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر فعل کے اصلی حروف اور ابواب کے نام لکھئے۔

۸۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر آنے والے جملوں میں باب اِفْتَعَلَ داخل کیجئے۔

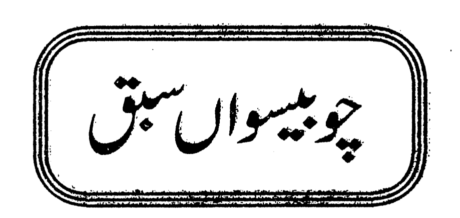
۹۔ آنے والے جملوں میں باب اِفْتَعَلَ کے افعال اور ان کے مشتقات کو متعین کیجئے۔

۱۲۔ آنے والے جملوں پر فعل ظَنَّ کے مناسب صیغے داخل کیجئے، پھر انہیں أَنَّ کے ساتھ دوبارہ استعمال کیجئے۔

۱۳۔ آنے والے اسماء کی جمع لکھئے۔

۱۴۔ آنے والے اسماء کے مضارع لکھئے۔

۱۵۔ دیئے گئے افعال سے فَعُوْلٌ ، فَعَّالٌ اور فَعِيْلٌ کے وزن پر مبالغہ کے صیغے بنائیے۔



چوبیسواں سبق

اس باب میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱—باب اِفْعَلَّ بنانا، اس باب میں پہلے حرفِ اصلی سے پہلے ایک ہمزۂ وصل بڑھایا جاتا ہے اور تیسرے حرفِ اصلی کو مکرر لایا جاتا ہے، یہ باب صرف عیوب اور رنگوں کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے، جیسے: اِعْوَجَّ: وہ ٹیڑھا ہوا، اِحْمَرَّ: وہ سرخ ہوا۔

اِحْمَرَّ کا مضارع یَحْمَرُّ، اسمِ فاعل: مُحْمَرٌّ اور مصدر اِحْمِرَارٌ ہے، اس سے اسمِ مفعول نہیں آتا۔

اس باب میں دوسرے حرفِ اصلی کے بعد ایک الف بڑھا کر دوسرا وزن اِفْـعَـالَّ بھی حاصل کیا جاتا ہے، جیسے: اِحْمَارَّ وہ سرخ ہوا، اِدْهَامَّ: وہ سیاہی مایل سبز ہوا۔

اِحْمَارَّ کا مضارع یَحْمَارُّ، اسمِ فاعل مُحْمَارٌّ اور مصدر اِحْمِيْرَارٌ ہے۔

نوٹ:۔فعل اِشْتَدَّ باب اِفْعَلَّ سے نہیں ہے بلکہ باب اِفْتَعَلَ سے ہے، اس کی ت زائد، اور دونوں د اصلی ہیں، اس لئے کہ اس کے اصلی حروف ش د د ہیں، ابواب کی شناخت کے لئے اصلی حروف سے واقفیت ضروری ہے، اس لئے کہ بعض حالات میں اوزان ملتے جلتے ہوتے ہیں۔

۲—فعل رَأَى يَرَى کے دو معنی ہیں:

۱) دیکھنا، اس کو رأى البصرية کہتے ہیں، اس کا صرف ایک مفعول بہ ہوتا ہے جیسے: رَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ میں نے ابراہیم کو دیکھا۔

۲) سمجھنا، گمان کرنا، اس کو رَأَى الـقـلـبية کہتے ہیں، اس کے دو مفعول بہ ہوتے ہیں، جو اصلاً مبتدا خبر ہوتے ہیں، جیسے: حَـامِـدٌ عَالِمٌ: أَرَى حَامِدًا عَالِمًا میں حامد کو عالم سمجھتا ہوں أَنْـتَ ضَعِيْفٌ: أَرَاكَ ضَعِيْفًا میں تمہیں کمزور سمجھتا ہوں قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّهُـمْ يَـرَوْنَـهُ بَـعِيْـدًا☆ وَّنَـرَاهُ قَـرِيْبًا﴾[المعارج: ۶، ۷]

وہ (مشرکین) اس (یومِ آخرت) کو دور سمجھتے ہیں اور ہم اس کو نزدیک سمجھ رہے ہیں۔

۳ ــ فعل عَسَى، لَعَلَّ کی طرح امید اور اندیشہ کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے:

﴿عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ﴾ [التوبة: ۱۰۲] امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔

﴿وَ عَسَى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ [البقرة: ۲۱٦]

ڈر ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرنے لگو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔

عَسَى فعل ناقص اور فعل تام دونوں طرح استعمال ہوتا ہے(۱)

۱) فعل ناقص کی صورت میں وہ کَانَ کے اخوات میں شمار ہوگا اور اسم اور خبر پر داخل ہوگا، جیسے:

﴿عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ﴾ [النساء: ۹۹] امید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے گا۔

یہاں اَللّٰهُ اس کا اسم اور مصدر مؤول أَنْ يَّعْفُوَ اس کی خبر ہے، یاد رہے کہ اس کی خبر مصدر مؤول ہوتی ہے، اس کا اسم ضمیر بھی ہوسکتی ہے، جیسے: عَسَيْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ هٰذَا الْعَامَ امید ہے کہ میں امسال شادی کروں گا۔ یہاں ضمیر تُ اس کا اسم ہے۔

۲) فعل تام کی صورت میں اس کے بعد اس کا فاعل ہوگا جو لازمًا مصدر مؤول ہوگا، جیسے: ﴿عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِ(۲) رَبِّيْ﴾ [الكهف: ۲۴] امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے ہدایت سے نوازے گا مصدر مؤول أَنْ يَهْدِيَ اس کا فاعل ہے۔

نوٹ: ۔ عَسَيْتُ أَنْ أَرْسُبَ مجھے فیل ہونے کا ڈر ہے میں عَسَى ناقص اور عَسَى أَنْ أَرْسُبَ میں تام ہے۔

۴ ــ بَعْدَ مَا دَخَلَ الْمُدَرِّسُ استاذ کے داخل ہونے کے بعد۔ (بعد اس کے کہ استاذ داخل ہوئے)

یہاں مَا اپنے بعد والے فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے، لہذا بَعْدَ مَا دَخَلَ الْمُدَرِّسُ کا معنی بَعْدَ دُخُوْلِ الْمُدَرِّسِ ہے، اس لئے اس کو مَا الْمَصْدَرِيَة کہتے ہیں، اس کے بعد فعل ماضی اور مضارع دونوں آسکتے ہیں، جیسے: سَأُرِيْكَ الْمَجَلَّةَ بَعْدَ مَا يَخْرُجُ الْمُدَرِّسُ استاذ کے نکلنے کے بعد میں تمہیں پرچہ (مجلّہ) دکھاؤں گا۔ یہاں بَعْدَ مَا يَخْرُجُ الْمُدَرِّسُ، بَعْدَ خُرُوْجِ الْمُدَرِّسِ کے معنی میں ہے، مزید مثالیں یہ ہیں:

---

(۱) دیکھئے: دسواں سبق۔

(۲) أَنْ يَهْدِيَنِ = أَنْ يَهْدِيَنِيْ .

۱۱۔آنے والے افعال کے مضارع بتایئے

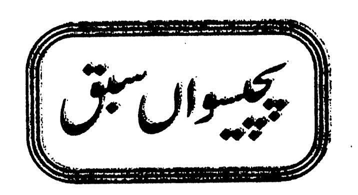
۱۲:۔اَلْوَجْنَةُ کا معنیٰ اور جمع لکھئے۔

﴿لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾[ص: ٢٦]
ان کے لئے یومِ حساب کو بھلانے کی وجہ سے سخت عذاب ہے
﴿فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾[آلِ عمران: ١٠٦]
لہٰذا تم اپنے کفر کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو

۵— دوسرے حصہ (سبق: ١١) میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ أَمَّا کے بعد خبر پر ف آتا ہے، جیسے: أَخِيْ يَدْرُسُ بِالْمَدْرَسَةِ، أَمَّا أَنَا فَأَدْرُسُ بِالْجَامِعَةِ لیکن آیتِ کریمہ: ﴿فَأَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ﴾ میں ف نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں خبر محذوف ہے، کیونکہ وہ سیاق سے خود بخود سمجھ میں آ رہی ہے، محذوف خبر یہ ہے: فَيُقَالُ لَهُمْ: (تو ان سے کہا جائے گا)، اس آیت کا ترجمہ یہ ہوگا: پھر جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے ان سے کہا جائے گا: کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کی روش اختیار کی تھی؟

مشقیں

١۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔
٢۔ سبق میں استعمال بابِ اِفْعَلَّ اور بابِ اِفْعَالَّ کے افعال اور ان کے مشتقات متعین کیجئے۔
٣۔ آنے والے اسماء کے مضارع، مصدر اور اسمِ فاعل لکھئے۔
٤۔ آنے والے اسماء کے مضارع، مصدر اور اسمِ فاعل لکھئے۔
٥۔ آنے والے افعال کے ابواب بتائیے۔
٦۔ آنے والے جملوں میں بابِ اِفْعَلَّ اور بابِ اِفْعَالَّ کے افعال اور ان کے مشتقات کو متعین کیجئے۔
٧۔ آنے والے جملوں پر رَأَى القلبية داخل کیجئے۔
٨أ۔ آنے والے جملوں میں عَسَى ناقصہ کو عَسَى تامہ سے بدلئے۔
٨ب۔ آنے والے جملوں میں عَسَى تامہ کو عَسَى ناقصہ سے بدلئے۔
٨ج۔ عَسَى کو دو جملوں میں اس طرح استعمال کیجئے کہ پہلے میں ناقص اور دوسرے میں تام ہو۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱- بابِ اِسْتَفْعَلَ بنانا، اس باب میں پہلے حرف اصلی سے پہلے تین حروف ا، س، ت بڑھائے جاتے ہیں، جیسے: اِسْتَغْفَرَ: اس نے مغفرت طلب کی، اِسْتَيْقَظَ: وہ جاگا، اِسْتَعَدَّ: وہ تیار ہوا، اِسْتَحَمَّ: اس نے غسل کیا، اِسْتَقَالَ: اس نے استعفی پیش کیا، اِسْتَلْقَى: وہ چت لیٹا۔

مضارع: اس کا مضارع يَسْتَفْعِلُ ہے، جیسے: يَسْتَلْقِيْ، يَسْتَقِيْلُ، يَسْتَحِمُّ، يَسْتَغْفِرُ.

امر: اس کا آغاز ساکن سے ہو رہا ہے اس لئے ہمزۂ وصل بڑھا دیا جائے گا، جیسے: تَسْتَغْفِرْ: اِسْتَغْفِرْ، تَسْتَقِيْلُ: اِسْتَقِلْ، تَسْتَلْقِيْ: اِسْتَلْقِ، تَسْتَحِمُّ: اِسْتَحِمَّ (اس کے آخر کو التقاء الساكنين [دو ساکنوں کے ملنے] کی وجہ سے فتحہ دیا جائے گا)۔

مصدر: اس کا مصدر اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر آئے گا، جیسے: اِسْتِغْفَارٌ. اجوف افعال کے مصادر کے آخر میں ایک ة بڑھادی جائے گی، جیسے: اِسْتَقَالَ: اِسْتِقَالَةٌ، اِسْتَشَارَ: اس نے مشورہ طلب کیا اِسْتِشَارَةٌ، ناقص افعال میں آخری ي ہمزہ سے بدل جائے گی، جیسے: اِسْتِلْقَاءٌ اصل میں اِسْتِلْقَايٌ تھا۔

اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول: دوسرا حرفِ اصلی اسمِ فاعل میں مکسور اور اسمِ مفعول میں مفتوح ہوگا، جیسے مُسْتَغْفِرٌ، مغفرت چاہنے والا، مُسْتَغْفَرٌ: وہ ذات جس سے مغفرت چاہی جائے۔

اسمِ زمان اور اسمِ مکان: یہ اسمِ مفعول کے وزن پر ہونگے، جیسے مُسْتَقْبَلٌ: مستقبل، مُسْتَوْصَفٌ: کلینک (مطب) مُسْتَشْفًى: دواخانہ (ہسپتال)۔

یہ باب کسی چیز کی طلب کا معنی دیتا ہے، جیسے: غَفَرَ: اس نے مغفرت کی اِسْتَغْفَرَ: اس نے مغفرت طلب کی، طَعِمَ: اس نے کھایا اِسْتَطْعَمَ: اس نے کھانا طلب کیا، هَدَى: اس نے رہنمائی کی اِسْتَهْدَى: اس نے ہدایت (رہنمائی) طلب کی۔

یہ باب کئی اور معنوں میں بھی آتا ہے۔

۲ – أَدْرُسُ اللُّغَةَ الْعَرَبِيَّةَ لِكَيْ أَفْهَمَ الْقُرْآنَ الْكَرِيْمَ میں عربی زبان سیکھ رہا ہوں تاکہ میں قرآن مجید سمجھ سکوں۔
حرفِ کَيْ بھی مصدری حرف ہے اور لِكَيْ أَفْهَمَ الْقُرْآنَ کا معنی ہے: لِفَهْمِ الْقُرْآنِ، یہ کَيْ فعل مضارع کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جو اس کی وجہ سے منصوب ہو جاتا ہے۔

کَيْ سے پہلے جو لامِ تعلیل(۱) ہے وہ بعض اوقات حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے: ﴿كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا﴾ [طه:۳۳] تاکہ ہم آپ کی خوب تسبیح بیان کریں۔ یہاں کَيْ اصل میں لِكَيْ ہے، لِكَيْ لا نافیہ کے ساتھ ملا کر لکھا جائے گا، جیسے: اِجْتَهِدْ لِكَيْلا تَرْسُبَ محنت کرو تاکہ تم فیل نہ ہو جاؤ۔ اُكْتُبْ رَقْمَ هَاتِفِيْ فِي الْمُفَكِّرَةِ لِكَيْلا تَنْسَى میرا فون نمبر ڈائری میں لکھ لو تاکہ بھول نہ جاؤ۔ کَيْ کی مزید مثالیں یہ ہیں:

ذَهَبَ زُمَلائِيْ إِلَى السُّوْقِ لِكَيْ يَشْتَرُوا الْحَوَائِجَ.

میرے دوست بازار گئے ہیں تاکہ ضروری اشیاء خرید لائیں۔

يَا مَرْيَمُ اسْتَيْقِظِيْ مُبَكِّرَةً لِكَيْلا يَفُوْتَكِ الْقِطَارُ. مریم جلدی اٹھو تاکہ ٹرین چھوٹ نہ جائے۔

۳ – إِذَنْ دوسرا حرفِ نصب ہے، یہ بھی مضارع کے شروع میں آتا ہے اور اس کو نصب دیتا ہے، اس کا معنی ہے: "تب" یہ صرف کسی بات کے جواب میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً اگر آپ کا دوست آپ سے کہے: يَرْجِعُ الْمُدِيْرُ الْيَوْمَ مِنَ الْخَارِجِ ہیڈ ماسٹر آج باہر سے لوٹیں گے تو آپ اسے یوں جواب دیں گے: إِذَنْ نَسْتَقْبِلَهُ فِي الْمَطَارِ تب تو ہم ہوائی اڈہ پر ان کا استقبال کریں گے غور کریں کہ فعل مضارع إِذَنْ کے بعد منصوب ہے۔

إِذَنْ کے فعل مضارع کو نصب دینے کی تین شرطیں ہیں:

۱) إِذَنْ جملہ کے شروع میں ہو اور اس سے پہلے کوئی اور لفظ نہ ہو۔

۲) إِذَنْ کے فوراً بعد فعل مضارع ہو، درمیان میں کوئی اور کلمہ نہ ہو، ہاں صرف لا نافیہ ہو سکتا ہے۔

۳) فعل مضارع مستقبل کے معنی میں ہو۔

سابقہ مثالوں میں یہ تینوں شرائط پائی جا رہی ہیں، إِذَنْ جملہ کے شروع میں ہے، اس کے فوراً بعد والا فعل مستقبل کے

---

(۱) لامِ تعلیل کے لئے دیکھیے: دوسرا حصہ، سترھواں سبق۔

لئے ہے، إِذَنْ اور فعل مضارع کے درمیان کوئی کلمہ حائل نہیں ہے، اگر ہم نَحْنُ بڑھادیں تو اس طرح کہیں گے: نَحْنُ إِذَنْ نَسْتَقْبِلُهُ اور إِذَنْ کے ابتدا میں نہ ہونے کی وجہ سے فعل مرفوع ہوگا، اسی طرح: إِذَنْ فِي الْمَطَارِ نَسْتَقْبِلُهُ. یہاں فعل اس لئے مرفوع ہے کہ إِذَنْ کے فوراً بعد فعل نہیں ہے بلکہ درمیان میں دو لفظ ہو گئے ہیں، اگر فعل اور إِذَنْ کے درمیان قسم اور لا نافیہ ہو تو فعل منصوب ہی رہے گا، جیسے:

إِذَنْ وَ اللهِ نَسْتَقْبِلَهُ فِي الْمَطَارِ. تب اللہ کی قسم ہم ہوائی اڈہ پر (جا کر) ان کا استقبال کریں گے۔

إِذَنْ لَا نَسْتَقْبِلَهُ فِي الْمَطَارِ. تب ہم ہوائی اڈہ پر (جا کر) ان کا استقبال نہیں کریں گے۔

تیسری شرط کے فقدان کی ایک مثال یہ ہے:

تَصِلُ الْحَافِلَةُ إِلَى الْمَطَارِ السَّاعَةَ الثَّانِيَةَ. بس دو بجے ہوائی اڈہ پہنچتی ہے۔

إِذَنْ أَخَافُ أَنْ تَفُوْتَنِي الرِّحْلَةُ. تب تو مجھے ڈر ہے کہ میری پرواز چھوٹ نہ جائے۔

یہاں أَخَافُ مرفوع ہے اس لئے کہ وہ مستقبل کے لئے نہیں ہے۔

۴ — ہم پڑھ چکے ہیں کہ ماضی کو منفی بنانے کے لئے اس سے پہلے مَا آتا ہے، جیسے: مَا أَكَلْتُ: میں نے نہیں کھایا۔ اگر ماضی کے دو فعلوں کی نفی مقصود ہو تو لَا استعمال ہوگا، جیسے: لَا أَكَلْتُ وَ لَا شَرِبْتُ میں نے کھایا نہ پیا۔ ﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّى﴾ [القيامة: ٣١] تو اس نے تصدیق کی نہ نماز پڑھی۔

۵ — ہم پڑھ چکے ہیں کہ واوِ حال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے، جیسے: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَ الْإِمَامُ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ میں مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ امام (صاحب) سورہ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ یہ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے لیکن اس کا فعل ماضی ہوگا اور اس کے ساتھ قَدْ ہوگا، جیسے: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَ قَدْ قَرَأَ الْإِمَامُ الْفَاتِحَةَ میں مسجد میں داخل ہوا جبکہ امام (صاحب) سورہ فاتحہ پڑھ چکے تھے۔ مزید مثالیں یہ ہیں:

خَرَجْنَا مِنَ الْفَصْلِ وَ قَدْ شَرَحَ الْمُدَرِّسُ الدَّرْسَ.

ہم اس وقت درس سے نکلے جب استاذ درس سمجھا چکے تھے۔

جَاءَ الطَّبِيْبُ وَ قَدْ مَاتَ الْمَرِيْضُ. ڈاکٹر اس وقت آیا جب بیمار مر چکا تھا۔

وَصَلْتُ الْمَطَارَ وَ قَدْ أَقْلَعَتِ الطَّائِرَةُ. میں اس وقت ہوائی اڈہ پہنچا جب ہوائی جہاز اڑ چکا تھا۔

۶ –فعل جَعَلَ کے چار معنی ہیں:

۱) بنانا یا کسی چیز کا کسی دوسری حالت میں منتقل کرنا، اس معنی میں اس کے دو مفعول ہوتے ہیں، جیسے: سَأَجْعَلُ هٰذِهِ الْغُرْفَةَ دُكَّانًا میں اس کمرہ کو دوکان بنادوں گا یہاں الْغُرْفَةَ پہلا مفعول ہے اور دُكَّانًا دوسرا مفعول ہے۔ مزید مثالیں یہ ہیں:

جَعَلَ اللهُ الْخَمْرَ حَرَامًا. اللہ تعالی نے شراب کو حرام بنایا (قرار دیا) ہے۔

﴿وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا﴾[نوح:۱۶]

اور ان (آسمانوں) میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا۔

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً﴾[هود:۱۱۸]

اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا۔

۲) سوچنا، خیال کرنا، اس معنی میں بھی اس کے دو مفعول ہوتے ہیں، جیسے: أَجَعَلْتَنِيْ مُدِيْرًا ؟ تم نے کیا مجھے ہیڈ ماسٹر سمجھ رکھا ہے؟ (کیا تم نے مجھے ہیڈ ماسٹر بنا دیا؟)

﴿وَ جَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا﴾[الزخرف: ۱۹] اور انہوں نے ملائکہ کو جو اللہ کے بندے ہیں عورتیں سمجھ رکھا ہے۔

۳) پیدا کرنا، اس معنی میں اس کا صرف ایک مفعول بہ ہوگا، جیسے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَ النُّوْرَ﴾[الأنعام: ۱] تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیاں اور نور پیدا کئے۔

۴) شروع کیا، اس معنی میں یہ كَانَ اور اس کے اسم وخبر کی طرح ہوتا ہے، اس کی خبر فعل مضارع ہوگی، جیسے:

جَعَلَ حَامِدٌ يَضْرِبُنِيْ حامد مجھے پیٹنے لگا۔ یہاں حَامِدٌ اس کا اسم ہے اور يَضْرِبُنِيْ اس کی خبر (۱)

۷– مَاشٍ پیدل چلنے والا کی جمع ہے: مُشَاةٌ. یہ فُعَلَةٌ کے وزن پر ہے، اس لئے مُشَاةٌ اصل میں مُشَيَةٌ ہے، ي مفتوح کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔ اس طرح کی مزید مثالیں یہ ہیں:

---

(۱) دیکھئے سبق نمبر ۱۰۔

قَاضٍ جج قُضَاةٌ. حَافٍ ننگے پیر حُفَاةٌ. عَارٍ عُریاں (ننگا بدن) عُرَاةٌ.

وَالٍ حاکم وُلَاةٌ.

نواصب الفعل المضارع

جو حروف فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں وہ چار ہیں اور نواصب الفعل المضارع کہلاتے ہیں، ہم ان سب کو پڑھ چکے ہیں جو یہ ہیں:

۱) أَنْ، جیسے: ﴿وَاللّٰهُ يُرِيْدُ أَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ﴾ [النساء:۲۷] اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم پر رحم فرمائیں۔ یہ حرفِ مصدر و نصب و استقبال کہلاتا ہے۔

۲) لَنْ، جیسے: ﴿قَالَ إِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ [الکهف:۶۷] انہوں نے کہا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ یہ حرفِ نفی و نصب و استقبال کہلاتا ہے۔

۳) کَيْ، جیسے: ﴿کَيْ نُسَبِّحَکَ کَثِيْرًا﴾ [طه:۳۳] تاکہ ہم آپ کی خوب تسبیح بیان کریں۔ یہ حرفِ مصدر و نصب و استقبال کہلاتا ہے۔

۴) إِذَنْ، جیسے: سَأَزُوْرُکَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ میں ان شاء اللہ کل تمہارے یہاں آؤں گا۔ إِذَنْ أَنْتَظِرَکَ تب تو میں تمہارا انتظار کروں گا۔ یہ حرفِ جواب و جزاء و نصب و استقبال کہلاتا ہے۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ درس میں آئے بابِ اِسْتَفْعَلَ کے افعال اور ان کے مشتقات کو متعین کیجئے۔

۳۔ آنے والے افعال کے مضارع، امر اور مصدر لکھئے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں بابِ اِسْتَفْعَلَ اور ان کے مشتقات کو متعین کیجئے۔

۵۔ آنے والے جملوں میں خالی جگہوں کو کَيْ یا لِکَيْلَا سے پُر کیجئے اور ضروری تبدیلیاں کیجئے۔

۶ أ۔ اپنے تین جملوں میں إِذَنْ استعمال کیجئے

۶ ب۔ زبانی مشق: ہر طالب علم ایک جملہ کہے اور اس کا ساتھی إِذَنْ استعمال کرتے ہوئے جواب دے۔

۷۔آنے والے جملوں میں دونوں فعلوں کو منفی کیجئے

۸:۔آنے والے اسمیہ جملوں کو فعلیہ جملوں میں تبدیل کیجئے۔

۹:۔آنے والے جملون میں جَعَلَ کا معنی متعین کیجئے۔

۱۱:۔زبانی مشق: ہر طالب علم اپنے ساتھی سے پوچھے: مَتَی اسْتَيْقَظْتَ ؟ وَمَنْ أَيْقَظَکَ؟

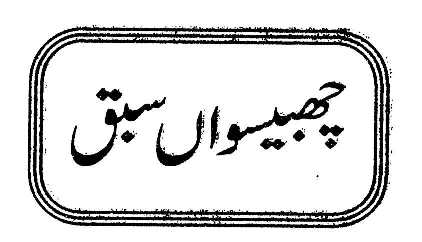
۱۲:۔آنے والے افعال کے مضارع لکھئے

۱۳:۔حدیث ابوذر (رضی اللہ عنہ) میں آئے افعال کے ابواب لکھئے۔

۱۴:۔اَلشُّرْطَۃُ اور اَلْقَفَا کی جمع اور اَلْحَوَائِجُ کا مفرد لکھئے۔

۱۵:۔حدیث میں آئے فعل تَظَالَمُوْا کی اصل کیا ہے؟

۱۶:۔ عَارٍ عُرَاۃٌ کی طرز پر آنے والے اسماء کی جمع بتایئے۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱۔فعلِ رباعی، وہ فعل جس میں چار اصلی حروف ہوں، جیسے: تَرْجَمَ: اس نے ترجمہ کیا، بَعْثَرَ: اس نے بکھیرا، هَرْوَلَ: وہ تیز چلا، بَسْمَلَ: اس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا۔

ثلاثی کی طرح رباعی بھی **مجرد یا مزید** (۱) ہوگا۔

رباعی مجرد میں صرف چار حروف ہوں گے، کوئی زائد حرف نہ ہوگا، جیسے: تَرْجَمَ رباعی مجرد کا صرف ایک باب ہے اور وہ ہے فَعْلَلَ، مضارع ہے: يُفَعْلِلُ، جیسے: يُتَرْجِمُ، چونکہ فعل چار حروف پر مشتمل ہے اس لئے حرفِ مضارعہ مضموم ہوگا، مصدر فَعْلَلَةٌ کے وزن پر ہوگا، جیسے: تَرْجَمَةٌ: ترجمہ کرنا، اسمِ فاعل ہے: مُتَرْجِمٌ: ترجمان، اس کا تیسرا حرف مکسور ہوگا اور اسمِ مفعول کا مفتوح، جیسے: كِتَابٌ مُتَرْجَمٌ: ترجمہ شدہ کتاب۔

رباعی مزید کے تین ابواب ہیں جو یہ ہیں:

۱) تَفَعْلَلَ اس کے شروع میں ت بڑھایا گیا ہے، جیسے: تَرَعْرَعَ: اس نے نشونما پائی، تَمَضْمَضَ: اس نے کلی کی۔
مضارع يَتَرَعْرَعُ اور مصدر تَرَعْرُعٌ ہے۔

۲) اِفْعَلَلَّ اس کے شروع میں ہمزۂ وصل بڑھایا گیا اور آخر میں چوتھے حرفِ اصلی کو مکرر لایا گیا ہے، جیسے: اِطْمَأَنَّ: اس کو اطمینان ہوا، اِشْمَأَزَّ: اس نے نفرت کی۔

اس کا مضارع يَطْمَئِنُّ اور مصدر اِطْمِئْنَانٌ ہے، قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے: ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾[الرعد:۲۸] سنو کہ بس اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔

۳) اِفْعَنْلَلَ اس کے شروع میں ہمزۂ وصل اور دوسرے حرفِ اصلی کے بعد ن بڑھایا گیا ہے، جیسے: اِفْرَنْقَعَ،

---

(۱) ان صیغوں کے لئے ملاحظہ ہو سبق نمبر ۱۰۔

اس کا مضارع یَفْرَنْقِعُ اور مصدر اِفْرِنْقَاعٌ ہے، اِفْرَنْقَعَ النَّاسُ کا معنی ہے: لوگ چھٹ گئے۔

۲-هٰذَا رَجُلٌ کا معنی ہے: یہ آدمی ہے اور هٰذَا الرَّجُلُ کا معنی ہے: یہ (وہ) آدمی ہے لیکن اس دوسرے اسلوب کا معنی: یہ آدمی بھی ہوسکتا ہے، اس صورت میں مخاطب خبر کا منتظر رہے گا، اس غلط فہمی (التباس) سے بچنے کی خاطر مبتدا اور خبر کے درمیان ایک ضمیر بڑھادی جاتی ہے، جیسے: هٰذَا هُوَ الرَّجُلُ یہی وہ آدمی ہے هٰؤُلاءِ هُم الْمُجْرِمُوْنَ یہی وہ مجرم ہیں هٰذِهِ هِيَ السَّيَّارَةُ یہی وہ کار ہے هٰؤُلاءِ هُنَّ الْمُسْلِمَاتُ یہی مسلمان عورتیں ہیں۔

یہ ضمیر الفصل کہلاتی ہے۔

یہ التباس اسوقت بھی ہوسکتا ہے جب مبتدا معرفہ اور خبر یا صفت معرّف بأل ہو، جیسے: حَامِدٌ اللَّاعِبُ اس کا معنی: کھلاڑی حامد بھی ہوسکتا ہے اور حامد ہی کھلاڑی ہے بھی، اگر ہم دوسرا معنی لیں تو حَامِدٌ هُوَ اللَّاعِبُ کہیں گے۔

ضمیر الفصل کی مزید مثالیں یہ ہیں:

﴿وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[البقرة:۵] اور وہی (متقی لوگ) کامیاب ہونے والے ہیں۔

﴿ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[التوبه: ۷۲] یہی بڑی کامیابی ہے۔

ضمیر الفصل کا استعمال ضروری نہیں، اگر متکلم محسوس کرے کہ التباس نہیں پیدا ہو رہا ہے تو ضمیر الفصل کی ضرورت نہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿ذٰلِكَ الْكِتَابُ﴾[البقرة: ۲] یہ الکتاب ہے۔

﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾[التوبه:۸۹] یہی بڑی کامیابی ہے۔

۳-اگر آپ سے خُذْ هٰذَا کے اسلوب سے لینے کی درخواست کی جائے تو آپ وہ سب کا سب لے سکتے ہیں، لیکن اگر خُذْ مِنْ هٰذَا کہا جائے تو آپ اس میں سے کچھ لے کر باقی چھوڑ دیں گے، اسی طرح ہم کہتے ہیں: مِنَ الطُّلَّابِ مَنْ لا يَعْرِفُ الْإِنْكِلِيْزِيَّةَ بعض طلبہ ایسے ہیں جو انگریزی نہیں جانتے اس کو مِن التبعیضیة کہتے ہیں۔ مزید مثالیں یہ ہیں:

أَنْتَ مِنْ أَحْسَنِ الطُّلَّابِ. تم بہترین طلبہ میں سے ہو۔ اسی کے ساتھ یہ بھی پڑھئے:

أَنْتَ أَحْسَنُ الطُّلَّابِ. تم بہترین طالب علم ہو۔

﴿وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾[البقرة:۳] اور ہم نے انہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللهِ وَ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾[البقرة: ۸]
اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔

۴ — وَهَلْ جَاءَ الْمُدِيْرُ؟ اور کیا ہیڈ ماسٹر آ گئے؟ اس جملہ میں حرفِ عطف و هَلْ سے پہلے آیا ہے، جبکہ ہمزۂ استفہام کے ساتھ یہ بعد میں آتا ہے، جیسے: أَوَجَاءَ الْمُدِيْرُ؟ اور کیا ہیڈ ماسٹر آ گئے؟ وَأَجَاءَ الْمُدِيْرُ؟ کہنا غلط ہے۔ قرآن مجید سے مزید مثالیں یہ ہیں:

﴿أَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ﴾[الأعراف: ۱۸۵]
اور کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت پر غور نہیں کیا؟
﴿أَ ثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنْتُمْ بِهِ﴾ [یونس: ۵۱]
تو پھر کیا جب وہ (عذاب) آ جائے گا تو تم اس (رب) پر ایمان لاؤ گے؟

۵ — بہت سی آیتیں إِذْ سے شروع ہوتی ہیں، جیسے: ﴿وَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ ...﴾ ایسی صورتوں میں إِذْ ایک فعل اُذْكُرُوْا کا مفعول بہ ہوگا جو ہمیشہ محذوف ہوتا ہے، سابقہ آیت کا معنی ہوگا: اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے کہا...

۶ — مَيِّتٌ کی جمع مَوْتَى ہے، اس کا وزن فَعْلَى ہے، یہ ممنوع من الصرف (غیر منصرف) ہے اس لئے اس پر تنوین نہیں آئے گی، اس طرح کے مزید الفاظ یہ ہیں: أَسِيْرٌ قیدی أَسْرَى. مَرِيْضٌ بیمار مَرْضَى. جَرِيْحٌ زخمی جَرْحَى.

۷ — اگر منادی ي متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس کی پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱) يَا رَبِّيْ — یہ اصلی شکل ہے۔
۲) يَا رَبِّ — یہاں ي متکلم کو حذف کر دیا گیا ہے۔
۳) يَا رَبِّيَ — یہاں ي متکلم موجود ہے مگر اس پر فتحہ ہے۔
۴) يَا رَبَّ — یہاں ي متکلم محذوف ہے اور اس سے پہلا حرف مفتوح ہے۔
۵) يَا رَبَّا — یہاں ي متکلم محذوف ہے اور اس سے پہلا حرف مفتوح ہے اور اس کے بعد الف بڑھا دیا

گیا ہے۔

آخری شکل کے آخر میں هاء السکت بھی آسکتی ہے، جیسے: یَا رَبَّاہ.

ان پانچوں شکلوں کو اس مصرعہ میں جمع کر دیا گیا ہے:

رَبِّ رَبِّيْ رَبَّ رَبَّا رَبِّيَ

رَبّ، قرآن مجید میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔

۸– چودہویں سبق میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ جوابِ شرط اگر جملہ اسمیہ ہو تو اس پر ف آتا ہے، جیسے: ﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾[الشعراء:۸] اس ف کی جگہ إِذَا الفجائية بھی آسکتا ہے، جیسے:

﴿وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ [الزمر:۴۵]

اور جب اس (اللہ) کے ساتھ دوسرے (معبود) ذکر کئے جائیں تو وہ اچانک خوش ہو جاتے ہیں۔

﴿فَإِنْ أُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ إِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ﴾[التوبة:۵۸]

پھر اگر انہیں (منافقوں کو) اس (مالِ غنیمت) سے دیا جائے تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اس سے نہ دیا جائے تو اچانک ناراض ہونے لگتے ہیں۔

۹ – دوسرے حصہ (انتیسویں سبق) میں ہم فعل مضعّف پڑھ چکے ہیں، فعلِ مضارع کے دو صیغوں کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں اس کے دوسرے حرفِ اصلی کی حرکت حذف ہو جائے گی اور اس کو تیسرے حرف میں ضمّ کر دیا جائے گا، جیسے: يَحُجُّ، يَحُجَّانِ، يَحُجُّوْنَ، تَحُجُّ، تَحُجَّانِ ، **يَحْجُجْنَ**، تَحُجُّ، تَحُجَّانِ ،تَحُجُّوْنَ، تَحُجِّيْنَ، تَحُجَّانِ، **تَحْجُجْنَ**، أَحُجُّ، نَحُجُّ.

اس عمل کو ادغام کہتے ہیں، صرف دو صیغوں میں ادغام نہیں ہے اس لئے کہ وہ متحرک ضمائر کی طرف اسناد کئے گئے ہیں۔

مضارع مجزوم میں ان چار صیغوں میں يَحُجُّ، تَحُجُّ، أَحُجُّ، نَحُجُّ میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱) ادغام کے ساتھ ۲) بغیر ادغام کے، جیسے: لَمْ يَحُجَّ، يا لَمْ يَحْجُجْ، یہاں یاد رہے کہ يَحُجُّ اصل میں يَحْجُجُ ہے۔

اس طرح: لَمْ تَحُجَّ، یا لَمْ تَحْجُجْ، لَمْ أَحُجَّ یا لَمْ أَحْجُجْ، لَمْ نَحُجَّ یا لَمْ نَحْجُجْ.

امر کے صیغۂ واحد مخاطب میں بھی یہ دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں، جیسے: حُجَّ یا اُحْجُجْ: حج کرو جمع مؤنث مخاطب کے صیغہ میں پہلے ہی سے ادغام نہیں ہے: اُحْجُجْنَ اس لئے کہ اس کی اسناد متحرک ضمیر کی طرف ہے۔

ادغام ختم کرنے کے اس عمل کو فکُّ الإدغام کہتے ہیں۔ قرآن مجید سے اس کی مزید مثالیں یہ ہیں:

﴿قَالَتْ أَنّٰی یَکُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ﴾[مریم: ۲۰]

اس (مریم علیہا السلام) نے کہا: مجھے کیسے لڑکا ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں؟

﴿وَ مَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰی﴾[طه: ۸۱]

اور جس پر میرا غضب ہوا تو وہ ہلاک ہو گیا۔

﴿وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾[الزمر: ۳۶]

اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

﴿قُلْ إِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ﴾[آلِ عمران: ۳۱]

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ﴾[طه: ۲۷]

اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ سبق میں آئے رباعی افعال، ان کے مشتقات اور ان کے ابواب بتائیے۔

۳۔ آنے والے افعال کے مضارع اور امر لکھیے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں رباعی افعال، ان کے مشتقات اور ان کے ابواب متعین کیجئے۔

۵۔ ذیل کے سوالوں کا جواب دیجئے۔

أ۔سبق میں آئے ضمیر الفصل کی تمام مثالیں متعین کیجئے۔

ب۔آنے والے جملوں کو خبر پر أل داخل کر کے ضروری تبدیلیوں کے ساتھ دوبارہ لکھئے۔

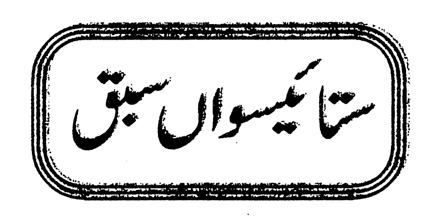
۷۔واو العطف استعمال کرتے ہوئے آنے والے جملے دوبارہ لکھئے۔

۹۔آنے والے اسماء کی جمع فَعْلَى کے وزن پر لکھئے۔

۱۳۔كَمَا يَتَكَلَّمُ أَهْلُ فَرَنْسَا میں مَا کی نوعیت بتائیے۔

۱۴۔ اَلْجُلُوْدُ کا مفرد کیا ہے؟

۱۵۔آنے والے افعال کن ابواب سے ہیں؟



ستائیسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱- ضمائر کی قسمیں:

ضمائر یا تو متصل ہوگی یا منفصل۔

منفصل ضمائر: کسی اور حرف کے ساتھ مل کر نہیں آتی ہیں، بلکہ مستقل ہوتی ہیں، اور إِلَّا کے بعد بھی واقع ہوتی ہیں:،

جیسے: أَنَا مُسْلِمٌ میں ایک مسلمان ہوں۔ مَا فَهِمَ الدَّرْسَ إِلَّا أَنْتَ تمہارے علاوہ کسی نے سبق نہیں سمجھا۔

إِيَّاكَ رَأَيْتُ میں نے تم ہی کو دیکھا۔ مَارَأَيْتُ إِلَّا إِيَّاكَ میں نے تمہارے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔

متصل ضمائر: یہ مستقل نہیں ہوتی ہیں، بلکہ ہمیشہ کسی دوسرے کلمہ کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں، جیسے: رَأَيْتُكَ میں نے تمہیں دیکھا میں تُ اور كَ، اس میں تُ ضمیر متصل ہے اور اس کا معنی ہے: میں، كَ بھی ضمیر متصل ہے اور اس کا معنی ہے: تجھے (تمہیں)۔

ہم جانتے ہیں کہ اسم اپنے آخری حرکت کی تبدیلی کے ذریعہ جملہ میں اپنے عمل کو بتاتا ہے، جیسے: دَخَلَ الْوَلَدُ، سَأَلْتُ الْوَلَدَ، قُلْتُ لِلْوَلَدِ. لیکن ضمائر کی حرکت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے بلکہ وہ خود بدل جاتی ہیں، جیسے: مَنْ أَنْتَ؟ اور أَسْأَلُكَ اس میں أَنْتَ مرفوع اور كَ منصوب ہے۔

اسی لئے ضمائر کے دو گروپ ہیں، ایک ضمائرِ رفع اور دوسرا ضمائرِ نصب اور جرّ، پھر ان دونوں کے دو دو صیغے ہیں، ایک حالتِ انفصال میں اور دوسرا حالتِ اتصال میں۔

ضمائرِ رفع

منفصل ضمائر

ضمائرغائب: هُوَ، هُمَا، هُمْ ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ.

ضمائرمخاطب: أَنْتَ، أَنْتمَا، أَنْتمْ، أَنتِ، أَنْتمَا، أَنْتنَّ.

ضمائرمتکلم: أَنا، نَحْنُ.

متصل ضمائر

۱) ت متحرکہ جیسے کہ: ذَهَبْتُ، ذَهَبْتُمَا، ذَهَبْتُمْ، ذَهَبْتِ، ذَهَبْتُنَّ میں ہے۔

۲) الف تثنیہ جیسے کہ: ذَهَبَا، ذَهَبَتَا، يَذْهَبَانِ، تَذْهَبَانِ اوراِذْهَبَا میں ہے۔

۳) واوِ جمع جیسے کہ: ذَهَبُوْا، يَذْهَبُوْنَ، تَذْهَبُوْن اوراِذْهَبُوْا میں ہے۔

۴) ي مخاطبہ جیسے کہ: تَذْهَبِيْنَ اوراِذْهَبِيْ میں ہے۔

۵) نونِ نسوہ جیسے کہ: ذَهَبْنَ، يَذْهَبْنَ، تَذْهَبْنَ اوراِذْهَبْنَ میں ہے۔

۶) نَا (ضمیرجمع متکلم) جیسے کہ: ذَهَبْنَا میں ہے۔

ذیل کے صیغوں میں ضمائرِ رفع مستتر ہوتی ہیں:

۱) ماضی کے ان دو صیغوں ذَهَبَ اور ذَهَبَتْ میں۔

نوٹ:۔ ذَهَبَتْ کی ت ضمیر نہیں بلکہ تانیث پر دلالت کرنے والا حرف ہے۔

۲) مضارع کے ان چار صیغوں میں: يَذْهَبُ، تَذْهَبُ، أَذْهَبُ اور نَذْهَبُ.

ضمائرِ نصب

منفصل ضمائر

آپ نے اس سے پہلے یہ صیغے نہیں پڑھے ہیں، یہ لفظ إِيَّــا اور ضمیر نصب متصل (جنہیں آپ پہلے پڑھ چکے ہیں، جیسے: کَ وغیرہ) سے مرکب ہوتے ہیں۔

ضمائرغائب: إِيّاهُ، إِيّا هُمَا، إِيّا هُمْ، إِيّا هَا، إِيّا هُمَا، إِيّا هُنَّ.

ضمائر مخاطب: إِيّا کَ، إِيّا كُمَا، إِيّا كُمْ، إِيّا كِ، إِيّا كُمَا، إِيّا كُنَّ.

ضمائر متکلم: إِيّا يَ، إِيّا نَا.

متصل ضمائر

یہ ضمائر مستقل نہیں آتی ہیں بلکہ کسی فعل یا إِنَّ اور اس کی اخوات کے ساتھ مل کر آتی ہیں:

ضمائر غائب: سَأَلَهُ، سَأَلَهُمَا، سَأَلَهُمْ، سَأَلَهَا، سَأَلَهُمَا، سَأَلَهُنَّ.

ضمائر مخاطب: سَأَلَکَ، سَأَلَكُمَا، سَأَلَكُمْ، سَأَلَكِ، سَأَلَكُمَا، سَأَلَكُنَّ.

ضمائر متکلم: سَأَلَنِي(۱)، سَأَلَنَا.

ضمائر جرّ

ضمائر جر ہمیشہ متصل ہوتی ہیں اور ضمائر نصب کی طرح ہوتی ہیں، جیسے: مِنْهُ، مِنْهُمَا، مِنْهُمْ، مِنْهَا، مِنْهُنَّ، مِنْکَ، مِنْكُمَا، مِنْكُمْ، مِنْكِ، مِنْكُمَا، مِنْكُنَّ، مِنِّيْ، مِنَّا.

منفصل ضمائر کب استعمال ہوں گے؟

ذیل کی صورتوں میں ضمائر نصب منفصل ہوں گی:

۱) اگر مفعول بہ ہو اور فعل پر مقدم ہو، جیسے: نَعْبُدُکَ ہم تیری عبادت کرتے ہیں إِيَّاکَ نَعْبُدُ ہم صرف تیری ہی کی عبادت کرتے ہیں کَ نَعْبُدُ کہنا غلط ہے اس لئے کہ وہ متصل ضمیر ہے اور مستقل نہیں ہو سکتی۔

۲) اگر وہ مصدر کا مفعول بہ ہو، جیسے: نَنْتَظِرُ زِيَارَةَ الْمُدِيْرِ إِيَّانَا ہم اس بات کے منتظر ہیں کہ ہیڈ ماسٹر صاحب ہمارے یہاں آئیں گے۔ اس مثال میں إِيَّانَا مصدر زِيَارَةٌ کا مفعول بہ ہے، ایک اور مثال یہ ہے: مُسَاعَدَتُکَ إِيَّايَ کَانَتْ قَبْلَ مُسَاعَدَتِيْ إِيَّاکَ میری تمہاری مدد سے پہلے تم نے میری مدد کی تھی۔ (میں تمہاری مدد کرتا اس سے پہلے تم نے میری مدد کی تھی)

۳) اگر وہ حرفِ عطف کے بعد ہو، جیسے: رَأَيْتُکَ وَ إِيَّاهُ میں نے تمہیں اور اسے دیکھا۔ یہاں ہم رَأَيْتُکَ وَهُ نہیں کہہ سکتے، اس لئے کہ هُ ضمیر متصل ہے اور مستقلاً نہیں آسکتی ہے، اسی طرح ہم کہتے ہیں: إِنِّيْ وَ إِيَّاکَ نَاجِحَانِ

---

(۱) ضمیر نصب متصل برائے واحد متکلم صرف ي ہے اس کے ساتھ نونِ وقایہ بڑھا دیا گیا ہے، دیکھئے: دوسرا حصہ (نواں سبق)۔

یقیناً میں اور تم، دونوں کامیاب ہیں إِنِّيْ وَكَ یا إِنِّي وَأَنْتَ کہنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ أَنْتَ ضمیر رفع ہے۔

۴) اگر إِلَّا کے ساتھ آئے، جیسے: لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں مَا سَأَلْتُ إِلَّا إِيَّاكَ میں نے آپ کے سوا کسی سے نہیں مانگا۔

۵) اگر وہ ضمیرِ نصب کے بعد آئے، جیسے: أَيـنَ مَجَلَّةُ الْمُدِيْرِ؟ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا ہیڈ ماسٹر کا پرچہ کہاں ہے؟ میں نے وہ انہیں دے دیا یہاں أَعْـطَيْتُهُهَا کہنا صحیح نہیں ہوگا، لیکن دونوں ضمیریں ہم رتبہ نہ ہوں بلکہ مختلف الرّتبة ہوں تو دوسری ضمیر متصل یا منفصل دونوں طرح صحیح ہے، اگرچہ اس کا متصل ہونا زیادہ بہتر ہے، جیسے: أَيْـنَ كِتَـابِـيْ؟ میری کتاب کہاں ہے؟ أَعْطَيْتُكَهُ/أَعْطَيْتُكَ إِيَّاهُ وہ تو میں نے تمہیں دے دی ہے۔

۲— مصدر کا ایک وزن فَعِيْلٌ ہے، جیسے: رَنَّ الْجَرَسُ گھنٹی بجی رَنِيْنٌ بجنا۔ صَفَرَ اس نے سیٹی بجائی صَفِيْرٌ سیٹی بجانا۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲۔ سبق میں آئی تمام ضمائر کو متعین کیجئے اور ان کی نوعیت اور رتبہ متعین کیجئے۔

۳۔ سبق میں آئی تمام ضمائرِ نصب منفصل کو متعین کیجئے اور ان کے انفصال کی وجہ بتائیے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں افعال سے پہلے ضمائرِ نصب استعمال کیجئے۔

۵۔ مثال میں بتائے گئے طریقہ پر آنے والے جملوں میں إِلَّا استعمال کیجئے۔

۶۔ آنے والے جملوں میں خالی جگہوں کو قوسین میں دی گئی ضمیر سے پُر کیجئے۔

۷۔ مثال میں دیئے گئے طریقہ پر دو ضمیرِ نصب استعمال کرتے ہوئے آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۸۔ مثال میں دیئے گئے طریقہ پر دو ضمیرِ نصب استعمال کرتے ہوئے آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

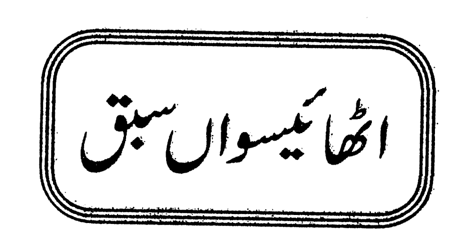
۹۔ زبانی مشق: ہر طالب علم اپنے ساتھی سے کہے: يُرِيْدُ فُلَانٌ كِتَابَكَ، أَفَأُعْطِيْهِ إِيَّاهُ؟ فُلاں تمہاری کتاب چاہتا ہے، تو کیا میں اسے دے دوں؟ اور دوسرا اسے جواب دے: نَعَمْ، أَعْطِهِ إِيَّاهُ ٹھیک ہے، اسے دے دو۔ یا

لَا، لَاتُعْطِهِ إِيَّاهُ نہیں، اسے نہ دو۔

۱۰۔ آنے والے افعال کے مصدر فِعِيْلٌ کے وزن پر لائیے۔

۱۱۔ اَلدُّرْجُ اور اَلْخَاتَمُ کی جمع لکھئے۔

۱۲۔ آنے والے افعال کے مضارع اور امر لکھئے۔



اٹھائیسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

ا۔ مفعولِ مطلق، جب جملہ میں استعمال شدہ فعل کا مصدر اسی جملہ میں بغرضِ تاکید استعمال کیا جائے تو وہ مفعولِ مطلق کہلاتا ہے اور منصوب ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبَنِي بَلَالٌ ضَرْبًا بلال نے مجھے خوب پیٹا صرف ضَرَبَنِي بَلَالٌ سے بھی یہ معنی ادا ہوجاتا ہے، لیکن یہ اس وقت بھی کہا جاسکتا ہے جب اتفاقاً بلال کا ہاتھ آپ کو لگ جائے، یا اس نے ازراہِ تفریح آپ کو ہلکی سی چپت لگادی ہو، لیکن ضَرَبَنِي بَلَالٌ ضَرْبًا آپ اسی وقت استعمال کریں گے جب بلال نے سنجیدگی سے آپ کی اچھی خاصی پٹائی کی ہو۔

مفعولِ مطلق ذیل کے چار مواقع پر استعمال ہوتا ہے۔

۱) تاکید کے اظہار کے لئے جیسا کہ سابقہ مثال میں ہے، مزید ایک مثال یہ ہے: ﴿وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسَى تَكْلِيْمًا﴾ [المائدة: ۱۶۴] اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی۔

۲) تعداد کے اظہار کے لئے، جیسے: طُبِعَ الْكِتَابُ طَبْعَتَيْنِ کتاب دو مرتبہ شائع ہوئی نَسِيْتُ وَسَجَدْتُّ سَجْدَةً وَاحِدَةً میں بھول گیا اور ایک ہی سجدہ کیا۔

۳) عمل کی نوعیت کے اظہار کے لئے، جیسے: مَاتَ مَوْتَ الشُّهَدَاءِ وہ شہیدوں کی موت مرا اُكْتُبْ كِتَابَةً وَاضِحَةً صاف صاف لکھو(۱)۔

۴) اپنے فعل کی نیابت کے لئے، اس حالت میں فعل حذف ہوجائے گا اور صرف مصدر استعمال ہوگا، جیسے: صَبْرًا: صبر کرو یہاں مصدر صَبْرًا فعل امر اِصْبِرْ کا نائب ہے، شُكْرًا: شکریہ یہاں مصدر فعل مضارع أَشْكُرُ کا نائب ہے۔

وہ الفاظ جو مصدر کی نیابت کرتے ہیں:

ذیل کے الفاظ مصدر کے قائم مقام ہوکر منصوب ہوتے ہیں اور مفعولِ مطلق کے حکم میں ہوتے ہیں:

(۱) لفظی ترجمہ ہوگا: واضح لکھنا لکھو۔

۱) كُلٌّ، بَعْضٌ، أَيٌّ، جب یہ تینوں لفظ مصدر کی طرف مضاف ہوں، جیسے:

أَعْرِفُهُ كُلَّ الْمَعْرِفَةِ میں اس کو پوری طرح جانتا ہوں۔

آخَذَنِي الْمُدِيْرُ بَعْضَ الْمُؤَاخَذَةِ. ہیڈ ماسٹر نے میری ہلکی سی گرفت کی۔

أَيَّ نَوْمٍ تَنَامُ؟ تم کیسی نیند سوتے ہو؟

﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾[الشعراء:۲۲۷]

اور عنقریب وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا جان جائیں گے کہ وہ کونسا پلٹنا پلٹیں گے۔

۲) عدد، جس کا مصدر اس کے معدود (تمییز [۱]) کے طور پر ساتھ ہو، جیسے:

طُبِعَ الْكِتَابُ ثَلَاثَ طَبَعَاتٍ. کتاب تین مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾[النور:۲] ان دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ۔

﴿فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾[النور:۴] انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔

۳) مصدر کی صفت (جبکہ مصدر محذوف ہو) جیسے: فَهِمْتُ الدَّرْسَ جَيِّدًا میں اچھی طرح سبق سمجھ گیا یہ اصل میں فَهِمْتُ الدَّرْسَ فَهْمًا جَيِّدًا تھا۔

۴) اسمِ مصدر، یعنی وہ اسم جو مصدر کے ہم معنی ہو، لیکن اس کے حروف مصدر سے کم ہوں، جیسے: كَلَامٌ: بولنا اسمِ مصدر ہے اور تَكْلِيْمٌ مصدر، سُبْحَانَ پاکی بیان کرنا اسمِ مصدر ہے اور تَسْبِيْحٌ مصدر۔

كَلَّمَنِيْ كَلَامًا شَدِيْدًا اس نے مجھ سے سخت کلامی کی۔

۵) اُفعل مجرد کا مصدر جبکہ جملہ میں فعل مزید مستعمل ہو، جیسے: اِشْتَرَيْتُ هٰذِهِ السَّيَّارَةَ شِرَاءً مُبَاشِرًا میں نے یہ کار خود خریدی ہے یہاں شِرَاءً فعل مجرد شَرَى يَشْرِيْ کا مصدر ہے جبکہ اِشْتَرَى يَشْتَرِي کا مصدر اِشْتِرَاءٌ ہے، قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾[الفجر:۲۰] اور تم مال سے شدید لگاؤ رکھتے ہو یہاں حُبًّا فعل مجرد حَبَّ يَحِبُّ کا مصدر ہے، جبکہ فعل مزید أَحَبَّ يُحِبُّ کا مصدر إِحْبَابٌ ہے۔

فعل مجرد حَبَّ يَحِبُّ بہت کم استعمال ہوتا ہے جبکہ اس کا مصدر حُبٌّ بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے اور فعل

---

(۱) تمییز اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی مبہم شیء کی وضاحت کرے، عدد کی تمییز مجرور یا منصوب ہوگی، جیسے: ثَلَاثَةُ كُتُبٍ، عِشْرُوْنَ كِتَابًا.

مزید أَحَبَّ یُحِبُّ بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے جبکہ اس کا مصدر إِحْبَابٌ بہت کم۔

ب: فعل مزید کا مصدر بشرطیکہ وہ جملہ میں استعمال شدہ فعل کا (مصدر) نہ ہو، جیسے: تَبَسَّمْتُ اِبْتِسَامًا میں مسکرادیا۔ یہاں اِبْتِسَامًا فعل اِبْتَسَمَ کا مصدر ہے، جو باب اِفْتَعَلَ سے ہے، جبکہ تَبَسَّمَ باب تَفَعَّلَ سے ہے، اور دونوں ہم معنی ہیں، قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلاً﴾[المزمل: ۸] اور سب سے کٹ کر اس سے لو لگالو۔ یہاں تَبَتَّلَ باب تَفَعَّلَ سے ہے اور مصدر تَبْتِيْلٌ باب فَعَّلَ سے۔

۶) اسمِ اشارہ جبکہ مصدر اس کا بدل ہو، جیسے: أَتَسْتَقْبِلُنِيْ هٰذَا الْاِسْتِقْبَالَ! کیا تم میرا اتنا شاندار استقبال کرو گے! یہاں هٰذَا مفعول مطلق ہے اور نصب کے مقام میں ہے، اور الْاِسْتِقْبَالَ اس کا بدل ہے۔

۷) اسم ضمیر جو مصدر کی طرف لوٹے، جیسے: اِجْتَهَدْتُ اجْتِهَادًا لَمْ يَجْتَهِدْهُ غَيْرِيْ میں نے وہ محنت کی کہ دوسرے کسی نے ویسی نہیں کی ہوگی۔ یہاں ضمیر غائب ہٗ اِجْتِهَادًا کی طرف لوٹ رہی ہے۔

۸) مصدر کا مترادف لفظ جیسے: عِشْتُ حَيَاةً سَعِيْدَةً میں نے خوشگوار زندگی بسر کی۔ یہاں حَيَاةً، عِيْشَةً کا مترادف ہے جو جملہ میں وارد فعل عَاشَ کا مصدر ہے۔

۲ — مصدر کی کئی قسمیں ہیں:

۱) مصدر المرّة، یہ مصدر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کام کتنی مرتبہ ہوا، ایک، دو، یا تین بار... یہ مجرد ابواب سے فَعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُهُ ضَرْبَةً وَ ضَرَبَنِيْ ضَرْبَتَيْنِ میں نے اسے ایک مارا اور اس نے مجھے دو طُبِعَ هٰذَا الْكِتَابُ طَبَعَاتٍ یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے۔ طَبَعَاتٌ طَبْعَةٌ کی جمع ہے۔

مزید ابواب کے مصدر ان کے آخر میں ایک ۃ بڑھا کر بنائے جائیں گے جیسے: تَكْبِيْرٌ: تَكْبِيْرَةٌ ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنا إِطْلَالٌ جھانکنا إِطْلَالَةٌ ایک مرتبہ جھانکنا جیسے: نُكَبِّرُ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ ہم نمازِ جنازہ میں چار مرتبہ تکبیر کہتے ہیں۔ أَطْلَلْتُ مِنَ النَّافِذَةِ إِطْلَالَتَيْنِ میں نے کھڑکی سے دو مرتبہ جھانکا۔

۲) مصدر کی ایک اور قسم مصدر الهيئة ہے، یہ فِعْلَةٌ کی وزن پر آئے گا، جیسے: جِلْسَةٌ: بیٹھنے کا طریقہ، مِشْيَةٌ: چال، (چلنے کا ڈھنگ)۔ ہم کہتے ہیں: لَا تَمْشِ مِشْيَةَ النِّسَاءِ عورتوں کی چال نہ چلو۔ اِجْلِسْ جِلْسَةَ طَالِبِ عِلْمٍ طالب علم کی طرح بیٹھو۔

نوٹ:۔ ۱: پہلا حرف مصدر المرّة میں مفتوح ہوگا اور مصدر الهيئة میں مکسور۔

۲: ابواب مزید سے مصدر الهيئة نہیں آتا ہے۔

۳) مصدر میمی بھی مصدر کی ایک قسم ہے، یہ مَفْعَلٌ، مَفْعَلَةٌ، مَفْعِلٌ اور مَفْعِلَةٌ کے اوزان پر آئے گا، جیسے: مَمَاتٌ: مرنا، مَعْرِفَةٌ: جاننا، مَغْفِرَةٌ: بخشنا۔

ابوابِ مزید سے یہ اسمِ مفعول کے وزن پر آئے گا، جیسے: مُمَزَّقٌ: پھاڑنا، مُخْرَجٌ: نکالنا، مُنقَلَبٌ: پلٹنا، قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے: ﴿فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيْثَ وَ مَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ﴾[السبأ: ۱۹] پھر ہم نے انہیں قصہ پارینہ بنادیا اور انہیں تتر بتر کردیا۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۲ أ۔ سبق میں آئے مفعول مطلق کے تمام صیغے اور ان کی نوعیت بتائیے۔

۳ ب۔ مفعولِ مطلق کی گذشتہ مثالوں میں اس کی نیابت کرنے والے الفاظ کو متعین کیجئے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں مفعولِ مطلق کے تمام صیغوں اور ان کی نوعیت کو متعین کیجئے۔

۵۔ مفعولِ مطلق کی آنے والی مثالوں میں اس کے قائم مقام الفاظ کو متعین کیجئے۔

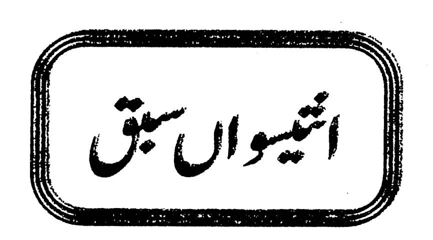
۶۔ جملہ سَجَدْتُّ ... کو مفعولِ مطلق کی تینوں اقسام سے مکمل کیجئے، اس طرح کہ پہلے میں تعداد بتائے، دوسرے میں نوعیت اور تیسرے میں تاکید کا اظہار ہو۔

۷۔ مفعولِ مطلق میں مصدر کی نیابت کرنے والے سارے الفاظ لکھئے۔

۸۔ فعل کے قائم مقام مصدر کی تین مثالیں دیجئے۔

۹۔ آنے والے افعال سے مصدر المرّة بنائیے۔

۱۰۔ آنے والے افعال سے مصدر الهيئة بنائیے۔



انتیسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱—مفعول له یامفعول لأجله، یہ اس مصدر کو کہتے ہیں جو کسی عمل کا سبب بتائے، جیسے:

لَمْ أَخْرُجْ خَوْفًا مِنَ الْمَطَرِ.	میں بارش کے ڈر سے نہیں نکلا۔
حَضَرْتُ حُبًّا لِلنَّحْوِ.	میں نحو کی محبت میں حاضر ہوا۔

یہاں مصدر خَوْفًا باہر نہ جانے کا سبب بتا رہا ہے، اسی طرح مصدر حُبًّا درجہ میں حاضر ہونے کے سبب کا اظہار کر رہا ہے، یہ مصدر عام طور پر قلبی عمل کو بتاتا ہے، جیسے: ڈرنا، چاہنا، احترام کرنا، وغیرہ اور یہ منصوب ہوتا ہے۔

جو مصدر مفعول لہ ہو وہ عام طور پر منوّن ہوتا ہے، لیکن کبھی مضاف بھی ہوتا ہے، جیسے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ﴾[الإسراء: ۳۱] اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔

نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ.

نبی ﷺ نے قرآن مجید لے کر دشمن کے علاقوں میں جانے سے منع کیا، اس ڈر سے کہ کہیں قرآن مجید دشمن کے ہاتھ نہ پڑ جائے (اور وہ اس کی بے حرمتی کریں)۔

۲—هَلَّا. یہ حرف جملہ فعلیہ میں استعمال ہوتا ہے، یہ فعل مضارع کے ساتھ استعمال ہو تو اپنے بعد والے فعل پر ابھارتا ہے اور فعل ماضی کے بعد ہو تو ندامت کے اظہار کے لئے آتا ہے، جیسے:

هَلَّا تَشْكُوْهُ إِلَى الْمُدِيْرِ.	تم ہیڈ ماسٹر سے اس کی شکایت کیوں نہیں کرتے ہو۔
هَلَّا شَكَوْتَهُ إِلَى الْمُدِيْرِ.	تم ہیڈ ماسٹر سے اس کی شکایت تو کیے ہوتے۔
هَلَّا انْتَظَرْتَنِيْ.	میرا انتظار تو کر لیتے۔

پہلے معنی میں اس کو حرف التحضيض کہتے ہیں، اور دوسرے مفہوم میں اس کو حرف التنديم، اسی طرح یہ

چاروں حروف: أَلا، أَلَّا، لَوْلا اور لَوْمَا بھی تحضیض اور تندیم (اظہارِ ندامت) کے لئے استعمال ہوتے ہیں، جیسے قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَوْلا إِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَ قَالُوْا هٰذَا إِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾[النور: ۱۲] کیوں مومن مردوں اور عورتوں نے جب یہ سنا تو اپنے ساتھ حسنِ ظن نہ رکھا اور یہ نہ کہا کہ یہ تو کھلا ہوا الزام ہے۔

۳۔ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ لا رَهْبَةً مِنَ الْاِخْتِبَارِ. علم کے شوق میں نہ کہ امتحان کے ڈر سے۔

یہ لا عاطفہ ہے، جیسے:

خَرَجَ بِلالٌ لا حَامِدٌ.	بلال نکلا، نہ کہ حامد۔
اِسْأَلِ الْمُدِيْرَ، لا الْمُدَرِّسَ.	ہیڈ ماسٹر سے پوچھو، استاذ سے نہیں۔
كُلِ التُّفَّاحَ لا الْمَوْزَ.	سیب کھاؤ، کیلا نہیں۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۳۔ سبق میں آئے مفعول لہ کے سارے صیغوں کی تعیین کیجئے۔

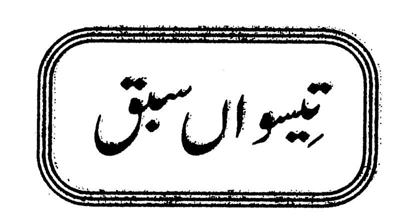
۴۔ آنے والے جملوں میں مفعول لہ کے سارے صیغوں کی تعیین کیجئے۔

۵۔ آنے والے جملوں میں خالی جگہوں کو قوسین میں دیئے گئے الفاظ کے ذریعہ ان کو مفعول لہ بنا کر پُر کیجئے۔

۷۔ آنے والے اسماء کی جمع لائیے۔

۸۔ زبانی مشق: ہر طالب علم دَأْبِيْ وَدَيْدَنِيْ کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے ایک جملہ بنائے۔

۹۔ زبانی مشق: ہر طالب علم دو جملوں میں حرف هَلَّا استعمال کرے، پہلے میں تحضیض کے معنی میں اور دوسرے میں تندیم (ندامت کے اظہار) کے لئے۔



تیسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱- تمییز یعنی وہ اسم جو سابقہ لفظ یا جملہ میں پائے جانے والے ابہام کی وضاحت کرے، جیسے:

۱) شَرِبْتُ لِتْرًا حَلِيْبًا. میں نے ایک لیٹر دودھ پیا۔ لفظ لِتـــر ایک مقدار کو بتا رہا ہے لیکن بات اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک یہ نہ بتا دیا جائے کہ وہ مشروب کیا ہے، جیسے پانی، دودھ، شربت وغیرہ۔

۲) إِبْـرَاهِيْـمُ أَحْسَنُ مِنِّيْ خَطًّا. ابراہیم خوشخطی میں مجھ سے بہتر ہے۔ بہت سی چیزیں ہیں جن میں کوئی کسی دوسرے سے بہتر ہوسکتا ہے، اس مثال میں لفظ خَطًّا اس بہتری کے پہلو کو واضح کر رہا ہے، تمییز منصوب ہوتی ہے۔

تمییز کی دو قسمیں ہیں:

أ: **تمييز الذّات**، یہ ایسے الفاظ کے بعد آتی ہے، جو مقدار پر دلالت کریں۔ مقدار پر دلالت کرنے والے الفاظ چار قسم کے ہیں:

۱) عدد، جیسے: ﴿يَـاأَبَـتِ إِنِّـيْ رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَـبًا﴾[یوسف: ۴] ابا جان، میں نے گیارہ ستارے دیکھے۔ گیارہ سے ننانوے تک کے اعداد کی تمییز منصوب ہوگی، تین سے دس تک کی جمع اور مجرور، اور سو اور ہزار کی واحد مجرور جیسا کہ ہم دوسرے حصہ (سبق: چوبیس) میں پڑھ آئے ہیں۔

۲) پیائش (مساحت) جیسے: اِشْتَرَيْتُ مِتْرًا حَرِيْرًا. میں نے ایک میٹر ریشم خریدا۔

۳) ناپ، جیسے: أَعْطِنِيْ لِتْرَيْنِ حَلِيْـبًا. مجھے دو لیٹر دودھ دو۔

۴) وزن، جیسے: عِنْدِيْ كِيْلُوْ غِرَامٌ بُرتُقَالاً. میرے پاس ایک کیلو مالٹے ہیں۔

جو الفاظ مقدار پر دلالت کرنے والے اصل الفاظ کی جگہ استعمال ہوئے ہیں، ان کی بھی تمییز آتی ہے، جیسے:

۱) لفظ كَمْ کتنا جو عدد کی جگہ استعمال ہوتا ہے جیسے: كَمْ بِنْـتًا لَكَ؟ تمہاری کتنی بیٹیاں ہیں؟

۲) مَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا. آسمان میں ہتھیلی برابر بھی بادل نہیں۔ یہاں لفظ قَدْرُ رَاحَةٍ ہتھیلی برابر پیمائش پر دلالت کرنے والے لفظ کے قائم مقام ہے۔

۳) هَلْ عِنْدَكَ كِيْسٌ دَقِيْقًا کیا تیرے پاس ایک تھیلی آٹا ہے؟ یہاں لفظ كِيْسٌ تھیلی ناپ پر دلالت کرنے والے لفظ کے قائم مقام ہے۔

۴)﴿فَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ﴾[الزلزال:۷] تو جس نے ایک ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

یہاں لفظ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ایک ذرہ برابر وزن پر دلالت کرنے والے لفظ کے قائم مقام ہے۔

تمییز الذات حرفِ جرّ مِنْ کی وجہ سے مضاف الیہ ہوکر مجرور بھی ہوسکتی ہے، جیسے: اِشْتَرَيْتُ مِتْرًا مِنْ حَرِيْرٍ یا اِشْتَرَيْتُ مِتْرَ حَرِيْرٍ لیکن عدد کی تمییز اس سے مستثنیٰ ہے۔

ب: تمييز النسبة. یہ اس ابہام کی وضاحت کرتی ہے جو گذشتہ پورے جملے سے متعلق ہو، جیسے:

حَسُنَ هٰذَا الطَّالِبُ خُلُقًا یہ طالب علم اخلاق کے لحاظ سے اچھا ہے۔ تمییز فاعل یا مفعول بہ میں تبدیل بھی ہوسکتی ہے، جیسے: حَسُنَ بَلَالٌ خُلُقًا بلال اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہے کے بجائے حَسُنَ خُلُقُ بَلَالٍ بلال کے اخلاق اچھے ہیں (فاعل)۔

اسی طرح: ﴿وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُوْنًا﴾[القمر:۱۲] اور ہم نے زمین کو چشمے بنا کر پھاڑ دیا۔ کو یوں بھی کہا جاسکتا ہے وَفَجَّرْنَا عُيُوْنَ الْأَرْضِ اور ہم نے زمین کے چشمے پھاڑ نکالے (مفعول بہ)۔

یہ تمییز ہمیشہ منصوب ہوگی، مجرور نہیں ہوسکتی(۱)

۲ — فعل ثلاثی کے مصدر کا ایک وزن فُعْلٌ ہے، جیسے: شَرِبَ: شُرْبٌ پینا، شَكَرَ : شُكْرٌ شکر ادا کرنا۔

۳ — دوسرے حصہ (سبق:۹) میں ہم فعلِ تعجب پڑھ چکے ہیں، جیسے: مَا أَجْمَلَ النُّجُوْمَ ! ستارے کتنے خوبصورت ہیں! فعلِ تعجب کا ایک اور صیغہ أَفْعِلْ بِهٖ بھی ہے، جیسے:

---

(۱) اس کی مزید صورتیں آپ ان شاء اللہ آئندہ پڑھیں گے۔

مَا أَكْثَرَا لنُّجُوْمَ ! ستارے کتنے سارے ہیں! = أَكْثِرْبِهَا!

مَا أَفْقَرَهُ! وہ کتنا غریب ہے! = أَفْقِرْبِهٖ !

یہ دونوں صیغے قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں: جیسے:

﴿فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ﴾[البقرة:۱۷۵] وہ جہنم (میں لے جانے والے اعمال) پر کیسے ڈٹے ہیں!

﴿أَبْصِرْ بِهٖ وَ أَسْمِعْ﴾[الكهف: ۲۶] وہ کتنا دیکھتا اور سنتا ہے! أَسْمِعْ کے بعد بِهٖ حذف کر دیا گیا ہے، پورا جملہ یوں ہے: أَبْصِرْ بِهٖ وَ أَسْمِعْ بِهٖ.

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۳۔ سبق میں آئے تمییز کے تمام صیغے اور ان کی نوعیت متعین کیجئے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں تمییز کے صیغے اور ان کی نوعیت بتائیے۔

۵۔ آنے والے جملوں کو مناسب تمییز سے پُر کیجئے۔

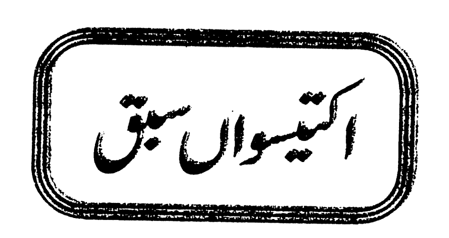
۶۔ آنے والے جملوں کو مجرور کیجئے۔

۷۔ آنے والے افعال کے مصدر فُعْلٌ کے وزن پر لائیے۔

۸۔ زبانی مشق: ہر طالب علم ایک تمییز استعمال کرتے ہوئے کہے: زَمِيْلِيْ أَحْسَنُ الطُّلَّابِ ...

۹۔ آنے والے جملوں پر فعلِ تعجب کے دونوں صیغے داخل کیجئے۔

۱۰۔ لفظ مِلْءَ کو أُرِيْدُ مِلْءَ كَفٍّ سُكَّرًا (مجھے مٹھی بھر شکر چاہئے) کی طرح کے پانچ جملوں میں استعمال کیجئے۔



اکتیسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱– حال، یعنی وہ اسم جو کسی کام کے وقت صاحبِ حال کی حالت بتائے، جیسے:

جَاءَ بَلَالٌ رَاكِبًا بلال سوار ہو کر آیا۔ یہاں بَلَالٌ صاحب الحال (وہ ذات جس کی حالت بتائی جائے) ہے، رَاكِبًا حال اور جَاءَ عمل (کام) ہے۔ حال، كَيْفَ کے جواب میں آتا ہے، جیسے: كَيْفَ جَاءَ بَلَالٌ؟ کے جواب میں کہا جائے گا: جَاءَ رَاكِبًا. مزید مثالیں یہ ہیں:

جَاءَتْنِي الطِّفْلَةُ بَاكِيَةً وَ رَجَعَتْ ضَاحِكَةً.

بچی میرے پاس روتی ہوئی آئی اور ہنستی ہوئی لوٹی۔

أُحِبُّ اللَّحْمَ مَشْوِيًّا، وَالسَّمَكَ مَقْلِيًّا وَ الْبَيْضَ مَسْلُوْقًا.

میں گوشت بھنا ہوا، مچھلی تلی ہوئی اور انڈا ابلا ہوا پسند کرتا ہوں۔

حال منصوب ہوتا ہے۔

صاحب حال مندرجہ ذیل میں سے ایک ہوگا:

۱) فاعل جیسے: كَلَّمَنِي الرَّجُلُ بَاسِمًا. آدمی نے مجھ سے مسکراتے ہوئے گفتگو کی۔

۲) نائب فاعل جیسے: يُسْمَعُ الْأَذَانُ وَاضِحًا. اذان صاف سنائی دیتی ہے۔

۳) مفعول بہ جیسے: اِشْتَرَيْتُ الدَّجَاجَةَ مَذْبُوْحَةً. میں نے مرغی ذبح کی ہوئی خریدی۔

۴) مبتدا جیسے: الطِّفْلُ فِي الْغُرْفَةِ نَائِمًا. بچہ کمرے میں سو رہا ہے۔

۵) خبر جیسے: هٰذَا الْبَدْرُ طَالِعًا. یہ چاند طلوع ہو رہا ہے۔

صاحبِ حال عام طور پر معرفہ ہوتا ہے، جیسا کہ گذشتہ مثالوں میں ہے۔ ذیل کی شرائط کے ساتھ وہ نکرہ بھی ہوسکتا ہے:

۱)اگر موصوف ہو کر آئے، جیسے:

جَاءَ نِي طَالِبٌ مُجْتَهِدٌ مُسْتَأْذِنًا. میرے پاس محنتی طالب علم اجازت لینے کے لئے آیا۔

۲)اگر وہ کسی نکرہ کی طرف مضاف ہو، جیسے:

سَأَلَنِي ابْنُ مُدَرِّسٍ غَاضِبًا. مجھ سے ایک استاذ کے بیٹے نے غصہ سے پوچھا۔

اگر یہ شرائط (موصوف ہونا، نکرہ کی طرف اضافت) نہ پائی جائیں تو حال کی مندرجہ ذیل صورت ہوگی:

۱)حال، نکرہ صاحبِ حال سے پہلے آئے گا، جیسے:

جَاءَ نِي سَائِلًا طَالِبٌ. ایک طالب علم سوال کرتے ہوئے میرے پاس آیا۔

۲)حال جملہ اسمیہ ہوگا اور اس سے پہلے واوِ حال ہوگا، جیسے:

جَاءَ نِي وَلَدٌ وَهُوَ يَبْكِي. میرے پاس ایک لڑکا آیا اس حال میں کہ وہ رو رہا تھا۔

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿أَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَّ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوْشِهَا﴾ [البقرة: ۲۴۹]

یا اس (نبی) کی طرح جو ایک آبادی پر سے گزرے اس حال میں کہ وہ (آبادی) چھتوں کے بل گری ہوئی تھی۔

ان سب صورتوں سے ہٹ کر بھی بعض اوقات صاحبِ حال نکرہ ہو سکتا ہے، جیسے حدیث شریف میں آیا ہے:

صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَاعِدًا وَ صَلَّى وَرَاءَهُ رِجَالٌ قِيَامًا.

نبی ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

حال کی قسمیں:

حال یا تو مفرد ہوگا یا جملہ۔

۱)مفرد حال، اس کی مثالیں ہم پڑھ آئیں ہیں، مزید ایک مثال یہ ہے:

دَخَلَ الْمُدَرِّسُ الْفَصْلَ حَامِلًا كُتُبًا كَثِيْرَةً.

استاد درجہ میں بہت سی کتابیں اٹھائے ہوئے داخل ہوئے۔

۲)حال جملہ، جملہ حالیہ اسمیہ ہوگا یا فعلیہ:

جملہ فعلیہ: جَلَسْتُ أَسْتَمِعُ إِلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ مِنَ الْإِذَاعَةِ.

میں ریڈیو سے قرآن مجید کی تلاوت سنتے ہوئے بیٹھا۔ یہاں فعل مضارع ہے۔

اِلْتَحَقْتُ بِالْجَامِعَةِ وَ قَدْ تَخَرَّجَ أَخِيْ.

میں یونیورسٹی میں اس وقت داخل ہوا جب میرے بھائی فارغ ہو چکے تھے۔ یہاں فعل ماضی ہے۔

جملہ اسمیہ: حَفِظْتُ الْقُرْآنَ الْكَرِيْمَ وَ أَنَا صَغِيْرٌ.

میں نے قرآن مجید حفظ کیا اس حال میں کہ میں چھوٹا تھا۔

جَاءَ الْجَرِيْحُ دَمُهُ يَتَدَفَّقُ. زخمی آیا اس حال میں کہ اس کا خون بہہ رہا تھا۔

جملہ حالیہ میں رابط ہونا ضروری ہے جو اسے ذوالحال سے جوڑے، رابط یا تو ضمیر ہوگا حرفِ واو یا دونوں مل کر رابط بنیں گے، جیسے:

۱) جَاءَتِ الْأَخَوَاتُ يَضْحَكْنَ بہنیں ہنستی ہوئیں آئیں۔ يَضْحَكْنَ میں ن جو ضمیر ہے حال اور صاحبِ حال کے درمیان رابط ہے۔

۲) دَخَلْتُ مَكَّةَ وَ الشَّمْسُ تَغْرُبُ میں مکہ میں داخل ہوا اس حال میں کہ سورج غروب ہو رہا تھا۔ یہاں صرف حرفِ عطف (واو) رابط ہے، کوئی ضمیر نہیں۔

۳) رَجَعَ الطُّلَّابُ وَ هُمْ مُتْعَبُوْنَ طلبہ لوٹے اس حال میں کہ وہ تھکے ہوئے تھے۔ یہاں ضمیر هُمْ اور حرفِ عطف (واو) دونوں مل کر رابط ہیں۔

حال اور صاحبِ حال میں یکسانیت:

حال عدد اور جنس (تذکیر و تانیث) میں صاحبِ حال کے مطابق ہوگا، جیسے:

جَاءَ الطَّالِبُ ضَاحِكًا.	طالب علم ہنستے ہوئے آیا۔
جَاءَ الطَّالِبَانِ ضَاحِكَيْنِ.	دونوں طالب علم ہنستے ہوئے آئے۔
جَاءَ الطُّلَّابُ ضَاحِكِيْنَ.	سارے طلبہ ہنستے ہوئے آئے۔
جَاءَتِ الطَّالِبَةُ ضَاحِكَةً.	طالبہ ہنستی ہوئی آئی۔
جَاءَتِ الطَّالِبَتَانِ ضَاحِكَتَيْنِ.	دونوں طالبات ہنستی ہوئی آئیں۔
جَاءَتِ الطَّالِبَاتُ ضَاحِكَاتٍ.	ساری طالبات ہنستی ہوئی آئیں۔

۲ – ثلاثی مجرد کے مصدر کا ایک وزن فَعِلٌ ہے، جیسے: لَعِبَ وہ کھیلا لَعِبٌ: کھیلنا۔

۳ – جمع تکسیر کے دو اور اوزان یہ ہیں:

۱) فِعَالٌ، جیسے: نِيَامٌ جو نَائِمٌ اور نَائِمَةٌ کی جمع ہے، قِيَامٌ جو قَائِمٌ اور قَائِمَةٌ کی جمع ہے۔

۲) فُعُوْلٌ، جیسے: قُعُوْدٌ جو قَاعِدٌ اور قَاعِدَةٌ کی جمع ہے، جُلُوْسٌ جو جَالِسٌ اور جَالِسَةٌ کی جمع ہے،

قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے: ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾ [آلِ عمران: ۱۹۱] جو اللہ کو اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے یاد کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوْسٌ.

نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ چند عورتیں بیٹھی ہیں۔

مشقیں

۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۳۔ سبق میں آئی حال کی تمام مثالیں متعین کیجئے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں حال اور صاحبِ حال متعین کیجئے۔

۵۔ آنے والے جملوں کو مثال میں استعمال حال سے ضروری تبدیلیوں کے بعد پُر کیجئے۔

۶۔ آنے والے جملوں میں حالیہ جملوں اور ان کے رابط کو متعین کیجئے۔

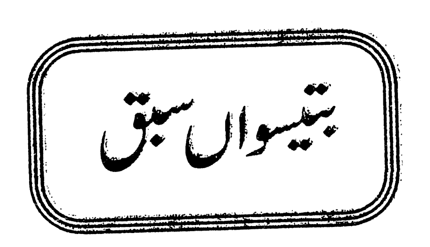
۷۔ زبانی مشق: ہر طالب علم اس طرح کے جملے کہے: جَلَسْتُ أَقْرَأُ/ أَكْتُبُ/ أُفَكِّرُ...

۹۔ آنے والے افعال کے مصادر فَعِلٌ کے وزن پر لایئے۔

۱۰۔ آنے والے افعال کے مضارع لکھئے۔

۱۱۔ بَيْتٌ (شعر) اور فَمٌ کی جمع لکھئے۔

۱۲۔ أَرْحَامٌ اور سُكَارَى کے مفرد لکھئے۔



بتیسواں سبق

اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱۔ نَجَحَ الطُّلَّابُ كُلُّهُمْ إِلَّا خَالِدًا. خالد کے علاوہ سارے طلبہ کامیاب ہو گئے۔

یہ استثناء (الگ کرنا) کی ایک مثال ہے، استثناء کے تین ارکان ہیں:

۱) مستثنیٰ، وہ چیز جس کو الگ کیا جائے، گذشتہ مثال میں وہ خالدًا ہے۔

۲) مستثنیٰ منہ، وہ چیز جس سے کسی چیز کو الگ کیا جائے، گذشتہ مثال میں وہ الطُّلَّابُ ہے۔

۳) أداة الاستثناء، گذشتہ مثال میں وہ إِلَّا ہے، مزید ادوات یہ ہیں: غَيْرَ اور سِوَى، یہ دونوں اسم ہیں، مَا عَدَا وَ مَا خَلَا، یہ دونوں فعل ہیں۔

استثناء کی قسمیں:

۱) اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونوں ایک ہی جنس کے ہوں تو استثناء متصل ہوگا، جیسے گذشتہ مثال۔ ایک اور مثال یہ ہے:

زُرْتُ الْبِلَادَ الْأُرُوْبِّيَّةَ كُلَّهَا إِلَّا الْيُوْنَانَ. میں نے یونان کے علاوہ سارے یورپی ممالک دیکھ لئے۔

یونان بھی ایک یورپی ملک ہے۔

۲) اگر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو تو استثناء منقطع کہلائے گا، جیسے:

وَصَلَ الضُّيُوْفُ إِلَّا أَمْتِعَتَهُمْ. سارے مہمان پہنچ گئے سوائے ان کے سامان کے۔

یہاں استثناء منقطع ہے اس لئے کہ سامان اور مہمان دونوں کے اجناس مختلف ہیں اور جملہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ مہمان پہنچ گئے لیکن ان کا سامان نہیں پہنچ پایا، قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے بتوں کے متعلق فرمایا:

﴿فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [الشعراء: ۷۷]

تو وہ سب (بت) میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔

یہاں استثناء منقطع ہے، اس لئے کہ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ بتوں کے جنس سے نہیں ہے۔

ایک اور لحاظ سے استثناء مُفَرَّغ یا تَامّ ہوگا۔ اگر مستثنیٰ منہ مذکور ہوتو تام ہوگا جیسا کہ گذشتہ مثالوں میں ہے اور اگر مذکور نہ ہوتو مفرّغ، جیسے:

مَاجَاءَ إِلَّا حَامِدٌ. حامد کے علاوہ کوئی نہیں آیا۔

مَا رَأَيْتُ إِلَّا حَامِدًا. میں نے حامد کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔

استثناء مفرغ میں جملہ ہمیشہ نفی، یا نہی، یا استفہام پر مشتمل ہوگا۔

استثناء پر مشتمل جملوں کی دو قسمیں ہیں:

۱) مثبت جملہ، جس کو مُوْجَبٌ کہتے ہیں، جیسے:

اِفْتَحِ النَّوَافِذَ إِلَّا الْأَخِيْرَةَ. آخری کے علاوہ باقی ساری کھڑکیاں کھول دو۔

۲) نہی، نفی یا استفہام پر مشتمل جملہ، جسے غیر مُوجب کہتے ہیں، جیسے:

مَا غَابَ الطُّلَّابُ إِلَّا إِبْرَاهِيْمَ/ إِبْرَاهِيْمُ.

ابراہیم کے علاوہ باقی طلبہ غیر حاضر نہیں ہوئے۔ (منفی)

لَا يَخْرُجْ أَحَدٌ إِلَّا الْجُدُدَ/الْجُدُدُ.

نئے طلبہ کے علاوہ کوئی نہ نکلے۔ (منهي)

هَلْ يَرْسُبُ أَحَدٌ إِلَّا الْكَسْلَانَ/ الْكَسْلَانُ؟

کاہل کے علاوہ بھی کوئی ناکام ہوتا ہے؟ (استفہام)

مستثنیٰ کا اعراب

مستثنیٰ إِلَّا کے بعد

استثناء منقطع میں:

مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا، جیسے:

لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ إِلَّا الْمَوْتَ. موت کے علاوہ ہر بیماری کی دوا ہے۔

یہ منقطع ہے، کیوں کہ موت بیماری کی جنس سے نہیں ہے۔

استثناء متصل میں:

۱) اگر موجب جملہ ہو تو مستثنیٰ منصوب ہوگا، جیسے:

يَغْفِرُ اللّٰهُ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا إِلَّا الشِّرْكَ. اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ سارے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

۲) اگر غیر موجب جملہ ہو تو مستثنیٰ کے دو اعراب ہو سکتے ہیں، یا تو وہ منصوب ہوگا یا اس کا اعراب بھی مستثنیٰ منہ کے اعراب کی طرح ہوگا، جیسے:

(نفی)	مَا حَضَرَ الطُّلَّابُ إِلَّا حَامِدًا / حَامِدٌ.	حامد کے علاوہ کوئی طالب علم نہیں آیا۔
	مَاسَأَلْتُ الطُّلَّابَ إِلَّا حَامِدًا / حَامِدًا.	میں نے حامد کے علاوہ دیگر طلبہ سے نہیں پوچھا۔
	مَا اتَّصَلْتُ بِالطُّلَّابِ إِلَّا حَامِدًا / حَامِدٍ.	میں نے حامد کے علاوہ دیگر طلبہ سے رابطہ نہیں کیا۔
(نہی)	لَا يَخْرُجْ أَحَدٌ إِلَّا حَامِدًا / حَامِدٌ.	حامد کے علاوہ کوئی نہ نکلے۔
	لَا تَسْأَلْ أَحَدًا إِلَّا حَامِدًا / حَامِدًا.	حامد کے علاوہ کسی سے نہ پوچھو۔
	لَا تَتَّصِلْ بِأَحَدٍ إِلَّا حَامِدًا / حَامِدٍ.	حامد کے علاوہ کسی سے رابطہ نہ کرو۔
(استفہام)	هَلْ غَابَ أَحَدٌ إِلَّا حَامِدًا / حَامِدٌ؟	کیا حامد کے علاوہ بھی کوئی غائب ہے؟
	هَلْ رَأَيْتَ أَحَدًا إِلَّا حَامِدًا / حَامِدًا؟	کیا تم نے حامد کے علاوہ بھی کسی کو دیکھا؟
	هَلِ اتَّصَلْتَ بِأَحَدٍ إِلَّا حَامِدًا / حَامِدٍ؟	کیا تم نے حامد کے علاوہ بھی کسی سے رابطہ کیا؟

استثناء مفرغ میں:

استثناء مفرغ میں مستثنیٰ کا کوئی مستقل اعراب نہیں ہوتا ہے بلکہ جملہ میں اس کے مقام کے لحاظ سے اس کا اعراب ہوگا، جیسے: مَا رَسَبَ إِلَّا بَلَالٌ بلال کے علاوہ کوئی ناکام نہیں ہوا۔ یہاں مستثنیٰ بَلَالٌ فاعل ہے، اس کا اعراب جاننے کے لئے إِلَّا حذف کر دیں تو اعراب سمجھ میں آجائے گا، جیسے گذشتہ مثال میں إِلَّا حذف کر دیں تو مَا رَسَبَ بَلَالٌ باقی رہے گا اور یہاں بَلَالٌ فاعل ہے، یہ مستثنیٰ کا اعراب جاننے کا ایک طریقہ ہے جب کہ معنی اس سے مختلف ہوگا۔

اسی طرح مَا رَأَيْتُ إِلَّا بَلَالًا میں نے بلال کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔ میں بَلَالًا مفعول بہ ہے

جیسا کہ مَا رَأَیْتُ بِلَالًا سے واضح ہے۔

اگر مستثنیٰ کے بعد حرف جر کی وجہ سے مجرور ہو تو اس کا اعراب بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے، جیسے:

مَا بَحَثْتُ إِلَّا عَنْ خَالِدٍ. میں نے خالد کے علاوہ کسی کو تلاش نہیں کیا۔

مَا دَرَسْنَا إِلَّا بِالْجَامِعَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ. ہم نے جامعہ اسلامیہ کے علاوہ کہیں نہیں پڑھا۔

نوٹ:۔ ہم ستائیسویں سبق میں پڑھ چکے ہیں کہ إِلَّا کے بعد صرف ضمیر منفصل آئے گی، اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ. ہم اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے ۔ نہ کہ إِلَّاهُ

سَأَلَ الْمُدَرِّسُ الطُّلَّابَ كُلَّهُمْ إِلَّا إِيَّاكَ. استاذ نے تمہارے علاوہ سب سے سوال کیا۔ نہ کہ إِلَّاکَ

مستثنیٰ غَيْرَ اور سِوَى کے بعد

ان الفاظ کے بعد مستثنیٰ مجرور ہوگا اس لئے کہ یہ اس کی طرف مضاف ہوکر استعمال ہوتے ہیں، مستثنیٰ کا اصل اعراب ان دونوں کلمات پر ظاہر ہوگا، جیسے: نَجَحَ الطُّلَّابُ غَيْرَ حَامِدٍ حامد کے علاوہ سارے طلبہ کامیاب ہوگئے۔

یہاں غَيْرَ منصوب ہے جیسا کہ نَجَحَ الطُّلَّابُ إِلَّا حَامِدًا میں منصوب ہے۔

مَانَجَحَ الطُّلَّابُ غَيْرَ حَامِدٍ حامد کے علاوہ کوئی طالب علم کامیاب نہیں ہوا۔ یہاں غَيْـــــرَ منصوب یا مرفوع دونوں ہوسکتا ہے جیسا کہ مَانَجَحَ الطُّلَّابُ إِلَّا حَامِدًا / حَامِدٌ دونوں صحیح ہیں۔

مَانَجَحَ غَيْرُ حَامِدٍ. یہاں غَيْرُ مرفوع ہے جیسا کہ مَانَجَحَ إِلَّا حَامِدٌ میں حَامِدٌ مرفوع ہے۔

مَا سَأَلْتُ غَيْرَ حَامِدٍ. یہاں غَيْرَ منصوب ہے جیسا کہ مَا سَأَلْتُ إِلَّا حَامِدًا میں حَامِدًا منصوب ہے۔

سِوَى کا اعراب بھی بالکل غَيْرَ ہی کی طرح ہوگا سوائے اس کے کہ سِوَى کی ساری حرکتیں اس کے مقصور ہونے کی وجہ سے مقدر رہوں گی۔

مستثنیٰ مَا عَدَا اور مَا خَلَا کے بعد

ان دو ادواتِ استثناء کے بعد مستثنیٰ منصوب ہوگا جیسے:

اِخْتَبَرْتُ الطُّلَّابَ مَا عَدَا ثَلَاثَةً. میں نے تین کے علاوہ سارے طلبہ کا امتحان لیا۔

ایک شاعر کہتا ہے:

أَلا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلا اللّٰهَ بَا طِلُ

اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے۔

یہاں بَاطِلُ پر اصل میں تنوین ہے جو شعر کے وزن کی رعایت کرتے ہوئے حذف کردی گئی ہے،

۲۔ أَلا کسی چیز پر تنبیہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے:

﴿ أَلا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴾[البقرة: ۱۲]

خبردار یہی لوگ اصل مفسدین ہیں اگر چہ کہ انہیں احساس نہیں ہے۔ اس کو حرفِ استفتاح اور تنبیہ کہتے ہیں۔

۳۔ فعل ثلاثی مجرد کے مصدر کا ایک وزن فَعْلٌ ہے، جیسے: شَرَحَ اس نے وضاحت کی شَرْحٌ: وضاحت کرنا۔

۴۔ دِيْنَارٌ کی جمع دَنَانِيْرُ ہے۔ ملاحظہ ہو کہ مفرد میں صرف ایک ہی ن ہے جب کہ جمع میں دو، اسی طرح مزید چند الفاظ یہ ہیں: دِيْوَانٌ، قِيْرَاطٌ، دِيْمَاسٌ ان کی جمع بھی دِيْنَارٌ کی جمع کی طرح ہوتی ہیں، یعنی: دَوَاوِيْنُ، قَرَارِيْطُ، دَمَامِيْسُ.

۵۔ اگر كَانَ کی خبر ضمیر ہو تو وہ منفصل یا متصل دونوں ہوسکتی ہے، جیسے: أَتُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ قَاضِيًا؟ لَا، مَا أُرِيْدُ أَنْ أَكُوْنَهُ / أَكُوْنَ إِيَّاهُ کیا تم قاضی (جج) بننا چاہتے ہو؟ نہیں، میں وہ بننا نہیں چاہتا ہوں۔ یہاں أَكُوْنَهُ یا أَكُوْنَ إِيَّاهُ دونوں صحیح ہیں۔



۱۔ آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے۔

۳۔ سبق میں استثناء کی تمام مثالیں متعین کیجئے اور ہر ایک کی نوعیت (متصل، منفصل، مفرّغ) بتائیے۔

۴۔ آنے والی مثالوں میں مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اور استثناء کی نوعیت بتائیے۔

۵۔ آنے والے جملوں میں خالی جگہوں کو سبق میں دیئے گئے الفاظ سے مناسب تبدیلی کے ساتھ پُر کیجئے۔

۶۔ آنے والے جملوں میں خالی جگہوں کو سبق میں دیئے گئے الفاظ سے مناسب تبدیلی کے ساتھ پُر کیجئے۔

۷۔ آنے والے جملوں میں خالی جگہوں کو سبق میں دیئے گئے الفاظ سے مناسب تبدیلی کے ساتھ پُر کیجئے۔

۸۔ آنے والے جملوں میں خالی جگہوں کو سبق میں دیئے گئے الفاظ سے مناسب تبدیلی کے ساتھ پُر کیجئے۔

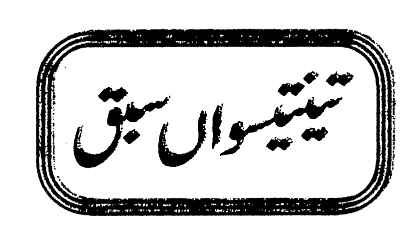
۹۔ آنے والے جملوں کو مناسب مستثنیٰ سے پُر کیجئے۔

۱۱۔ آنے والے اسماء کی جمع لائیے۔

۱۲۔ آنے والے افعال کے مصدر فَعْلٌ کے وزن پر لائیے۔

۱۳۔ اَلْأَمَةُ کا معنی اوراس کی جمع کیا ہے؟

۱۴۔ آنے والے کی اسماء کی جمع دَنَانِيْرُ کے طرز پر لائیے۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

۱– وَ اللهِ لَأَنْشُرَنَّ الْإِسْلَامَ فِيْ بَلَدِيْ. اللہ کی قسم، میں اپنے وطن میں اسلام کی اشاعت کروں گا۔

یہاں فعل مضارع کے ساتھ جو نون زائد ہے اس کو نونِ تو کید کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں:

۱) نون مشدّد جیسے: أُخْرُجُنَّ تم سب باہر نکلو اس کو نون ثقیلہ کہتے ہیں۔

۲) نون ساکن جیسے: أُخْرُجُنْ تم سب باہر نکلو اس کو نون خفیفہ کہتے ہیں۔

یہ نون تا کید کا اظہار کرتا ہے اور صرف مضارع اور امر کے ساتھ آتا ہے ماضی کے ساتھ نہیں۔

نون تو کید کا استعمال

۱) مضارع مرفوع میں:

۱) چار صیغوں يَـكْتُـبُ، تَـكْتُـبُ، أَكْتُـبُ، نَكْتُبُ میں آخری ضمہ، فتحہ سے بدل جائے گا، لہذا يَـكْتُبُ سے يَكْتُبَنَّ (یا يَكْتُبَنْ) ہو جائے گا، اسی طرح بقیہ تینوں صیغوں میں بھی ہوگا۔

۲) اگلے تینوں صیغوں (يَـكْتُبُـوْنَ، تَكْتُبُوْنَ اور تَـكْتُبِيْنَ) میں نون اور اس کے ساتھ والے واو یا ي دونوں حذف ہو جائیں گے، لہذا يَكْتُبُوْنَ، يَكْتُبُنَّ (یا يَكْتُبُنْ) ہو جائے گا، يَكْتُبُوْنَ سے نونِ اعرابی حذف کرنے کے بعد(۱) يَكْتُبُوْنَّ باقی رہا، اجتماع ساکنین (واو اور پہلے نون) کی وجہ سے و حذف کر دیا گیا تو يَكْتُبُنَّ ہو گیا، اسی طرح تَكْتُبُوْنَ سے تَـكْتُبُـنَّ، یاد رہے کہ واحد کے صیغہ يَـكْتُبَـنَّ میں ب مفتوح ہے اور جمع کے يَـكْتُبُـنَّ میں مضموم، اسی طرح واحد مخاطب مؤنث کا صیغہ تَـكْتُبِيْنَ سے نونِ اعرابی کو حذف کیا گیا اور نونِ تا کید بڑھایا گیا، پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ي

---

(۱) اس حذف کی وجہ توالی الامثال ہے، یعنی ایک ہی حرف کا تین بار آنا (نَ ن ن)۔

حذف کردی گئی تو تَكْتُبِنَّ ہوگیا۔

۳) تثنیہ کے دونوں صیغوں يَكْتُبَانِ اور تَكْتُبَانِ میں نونِ اعرابی حذف ہوجائے گا لیکن الف باقی رہے گا اس لئے کہ اگر اس کو حذف کردیا گیا تو واحد اور تثنیہ میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا، تثنیہ میں ایک اہم فرق یہ ہے کہ نونِ تاکید اس میں مفتوح کے بجائے مکسور ہوگا اور نونِ تاکید کے بعد وہ يَكْتُبَانِّ اور تَكْتُبَانِّ ہوجائیں گے۔ يَكْتُبَان يَكْتُبَا يَكْتُبَانَّ يَكْتُبَانِّ.

۴) جمع مؤنث کے دونوں صیغوں يَكْتُبْنَ اور تَكْتُبْنَ میں نون باقی رہے گا اور نونِ تاکید اور نونِ نسوہ کے درمیان ایک الف بڑھادیا جائے گا اور نونِ تاکید مفتوح کے بجائے تثنیہ کی طرح مکسور ہوگا، جس کے بعد يَكْتُبْنَانِّ اور تَكْتُبْنَانِّ ہوجائے گا۔

۲) مضارع مجزوم میں:

مضارع مجزوم بھی مضارع مرفوع ہی کی طرح ہے، سوائے اس کے کہ اس میں افعالِ خمسہ کا نونِ اعرابی پہلے سے حذف ہوجائے گا، یہاں چند مثالیں پیش ہیں:

لَا تَجْلِسَنَّ فِيْ هٰذَا الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهُ مَكْسُوْرٌ.	اس کرسی پر نہ بیٹھو اس لئے کہ یہ ٹوٹی ہوئی ہے۔
يَاإِخْوَانُ، لَا تَخْرُجُنَّ مِنَ الْفَصْلِ قَبْلَ السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ.	بھائیو، درجے سے ایک بجے سے پہلے نہ نکلو۔
يَازَيْنَبُ، لَا تَغْسِلِنَّ ثَوْبَكِ بِهٰذَا الصَّابُوْنِ.	زینب، اپنے کپڑے اس صابون سے مت دھو۔
يَا أَخَوَاتُ، لَا تَشْرَبْنَانِّ هٰذَا الْمَاءَ.	بہنو، یہ پانی نہ پیو۔

نوٹ:۔ فعلِ ناقص میں نونِ تاکید سے پہلے محذوف شدہ حرف (ي اور و) واپس آجائے گا، جیسے: لَا تَدْعُ: لَا تَدْعُوَنَّ. لَا تَنْسَ: لَا تَنْسَيَنَّ. لَا تَمْشِ: لَا تَمْشِيَنَّ . امر میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

۳) امر میں:

امر میں بھی یہی طریقہ استعمال ہوگا، جیسے:

أُكْتُبْ : أُكْتُبَنَّ.

أُكْتُبَا : أُكْتُبَانِّ.

أُكْتُبُوْا : أُكْتُبُنَّ.

أُكْتُبِي : أُكْتُبِنَّ.

أُكْتُبْنَ : أُكْتُبْنَانِّ.

نونِ تاکید کب استعمال ہوگا؟

اس کا استعمال کبھی اختیاری، کبھی لازمی اور کبھی شبہ لازمی ہوگا۔

۱) **اختیاری:** دوصورتوں میں اس کا استعمال اختیاری ہوگا:

۱۔ امر میں، جیسے: اِنْزِلَنَّ مِنَ السَّيَّارَةِ يَا وَلَدُ بیٹے، کار سے اترو۔

۲۔ مضارع جب کہ وہ طلبی (امر، نہی یا استفہام) (۱) ہو جیسے:

لَا تَأْكُلَنَّ وَأَنْتَ شَبْعَانُ. جب تم شکم سیر ہوتو مت کھاؤ۔

هَلْ تُسَافِرَنَّ وَأَنْتَ مَرِيْضٌ؟ کیا تم بیماری کی حالت میں سفر کرو گے؟

۲) **لازمی:** اگر فعل مضارع جوابِ قسم ہو تو اس کی تاکید لازمی ہے، جیسے:

وَاللهِ لَأَحْفَظَنَّ الْقُرْآنَ الْكَرِيْمَ. اللہ کی قسم، میں ضرور قرآن مجید یاد کروں گا۔ یہاں فعل مضارع أَحْـفَـظُ جوابِ قسم ہے اس لئے کہ اس سے پہلے قسم وَاللهِ ہے، ملاحظہ ہو کہ اس فعل میں صرف نون تاکید ہی نہیں ہے بلکہ شروع میں ایک لام بھی ہے جس کو لام تلقّي القسم کہتے ہیں۔

جوابِ قسم کی تاکید کی تین شرطیں ہیں:

۱۔ مثبت ہو۔ اگر منفی ہو تو نونِ تاکید استعمال ہوگا نہ لام، جیسے: وَاللهِ لَا أَخْرُجُ اللہ کی قسم، میں نہیں نکلوں گا۔

۲۔ مستقبل کے لئے ہو۔ اگر فعل حال کے معنی میں ہو تو لام استعمال ہوگا نون نہیں، جیسے:

وَاللهِ لَأُحِبُّكَ. اللہ کی قسم، میں تمہیں چاہتا ہوں۔

وَاللهِ لَأَظُنُّهُ صَادِقًا. اللہ کی قسم، میں اسے سچا سمجھتا ہوں۔

نوٹ:۔ وَاللهِ لَأُسَاعِدَنَّهُ کا معنی ہے: اللہ کی قسم، میں اس کی مدد کروں گا اور وَاللهِ لَأُسَاعِدُهُ کا معنی ہے: اللہ کی قسم، میں اس کی مدد کر رہا ہوں۔

---

(۱) طلب کے لئے دیکھئے: سبق: ۱۵۔

۳۔لام اور فعل کے درمیان کوئی اور کلمہ نہ ہو، اگر کوئی اور کلمہ ہو تو نونِ تاکید نہیں آئے گا، جیسے: وَاللهِ لَإِلَى مَكَّةَ أَذْهَبُ. اللہ کی قسم، میں مکہ ہی جاؤں گا۔ یہاں لام، حرف إِلَى کے ساتھ آیا ہے، اگر وہ فعل کے ساتھ ہو تو نونِ تاکید بھی آئے گا، جیسے:

وَاللهِ لَأَذْهَبَنَّ إِلَى مَكَّةَ. ایک مثال اور ہے: وَاللهِ لَسَوْفَ أَزُوْرُكَ. اللہ کی قسم، میں ضرور تم سے ملنے آؤں گا۔

قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ ﴾[الضّحى:۵] اور وہ عنقریب آپ کو عطا فرمائے گا۔ یہ جوابِ قسم ہے، اور قسم ہے: وَالضُّحَى قسم ہے چاشت کے وقت کی۔

۳)شبہ لازمی: إِمَّا الشرطية (جو إِنْ شرطیہ اور مَا زائدہ سے مرکب ہے) کے بعد فعل کے ساتھ نون تاکید کا استعمال شبہ لازمی ہے، ملاحظہ ہو کہ إِنْ کا نون مَا کے میم میں ضم کردیا گیا ہے، چند مثالیں یہ ہیں:

إِمَّا تَذْهَبَنَّ إِلَى مَكَّةَ أَذْهَبْ مَعَكَ. اگر تم مکہ جاؤ گے تو میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔

قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾[الإسراء:۲۳] اگر وہ دونوں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُفّ کرو اور نہ انہیں جھڑکو بلکہ ان سے شریفانہ کلام کرو۔

۲— أُفّ ایک اسمِ فعل ہے، اس کا معنی ہے: میں تنگ آگیا ہوں، میں پریشان ہوگیا، یہ مبنی ہے۔

۳—قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:﴿ بَلْ أَحْيَاءٌ ﴾[آلِ عمران:۱۶۹] یہاں مبتدا محذوف ہے اور مکمل جملہ ہے: بَلْ هُمْ أَحْيَاءٌ بلکہ حقیقت میں وہ زندہ ہیں۔ جب بَلْ کسی جملہ کے شروع میں آئے تو وہ حرفِ ابتدا کہلاتا ہے اور إِضراب (اعراض) کا معنی دیتا ہے، اس اعراض کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱) اِعراضِ اِبطال (اِنکار) جیسے گذشتہ آیت میں:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾[آلِ عمران: ۱۶۹]

جولوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو، بلکہ حقیقت میں وہ تو زندہ ہیں، ان کے پروردگار کے پاس ان کورزق دیا جاتا ہے۔ یہاں بَـلْ اس بات کے انکار کے لئے استعمال ہوا ہے کہ وہ لوگ مردہ ہیں اور اس بات کو بتانے کے لئے کہ وہ لوگ زندہ ہیں۔

۲) اِعراضِ انتقال، جیسے: إِبْرَاهِيْمُ كَسْلَانُ، بَلْ هُوَ مُهْمِلٌ ابراہیم سست ہے بلکہ وہ لا پرواہ ہے

قرآن مجید میں ارشادِالٰہی ہے:

﴿فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْا إِنَّا لَضَالُّوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ﴾[القلم: ۲۶،۲۷]

جب انہوں نے اسے (اپنے تباہ شدہ کھیت کو) دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم راستہ سے بھٹک گئے بلکہ ہم تو لٹ گئے۔

اعراضِ ابطال میں پہلی بات کو بالکل کو ترک کر کے اس کی جگہ دوسری بات کو لیا جاتا ہے۔ اعراضِ انتقال میں پہلی بات کو ترک نہیں کیا جاتا بلکہ ایک نئی بات کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

مشقیں

۱۔ آنے والے افعال کو نونِ تاکید سے مؤکد کیجئے۔

۳۔ سبق میں آئی نونِ تاکید کی مثالیں ذکر کیجئے اور یہ بھی بتائیے کہ کہاں لازم ہے، کہاں شبہ لازم اور کہاں اختیاری؟

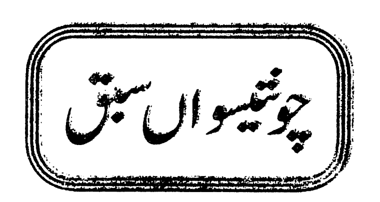
۴۔ زبانی مشق:

أ۔ ہر طالب علم دوسرے سے کہے: لَا تَفْعَلْ كَذَا اور وہ اسے جواب دے وَاللهِ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا

ب۔ پھر یہ کہے: اِفْعَلْ كَذَا اور وہ اسے جواب دے وَاللهِ لَاأَفْعَلُ كَذَا

۵۔ آنے والے جملوں میں فعل کو ضروری تبدیلیوں کے ساتھ جوابِ قسم بنائیے۔

۷۔ آنے والے افعال کے مضارع اور امر لکھئے۔



اس سبق میں ہم مندرجہ ذیل مسائل سیکھتے ہیں:

أ — ممنوع من الصرف (غیر منصرف) یہ وہ اسم معرب ہے جس پر تنوین نہیں آتی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

۱) وہ اسماء جو صرف ایک سبب (علت) کی وجہ سے ممنوع من الصرف ہیں۔

۲) وہ اسماء جو دو سببوں (علتوں) کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

ایک علت کی وجہ سے غیر منصرف اسماء

وہ علتیں جو تنہا تنوین روکنے کے لئے کافی ہیں وہ یہ ہیں:

۱) الفِ تانیث خواہ وہ مقصور ہو جو ی لکھا جاتا ہے یا ممدود جو الف لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد ہمزہ ہوتا ہے، یہ دونوں تیسرے حرفِ اصلی کے بعد زیادہ کئے جاتے ہیں، جیسے:

الف مقصورہ: مَرْضَى، دُنْيَا، حُبْلَى، هَدَايَا، فَتَاوَى (۱) یاد رہے کہ فَتًى: نوجوان، رَحًى: چکی، عَصًا: لاٹھی وغیرہ کلمات منصرف ہیں اس لئے کہ ان میں الف مقصورہ تیسرا حرف اصلی ہے زائد نہیں۔

الف ممدودہ: صَحْرَاءُ، حَمْرَاءُ، أَصْدِقَاءُ، فُقَرَاءُ (۲) یاد رہے کہ أَسْمَاءٌ، آبَاءٌ، آلَاءٌ، أَنْحَاءٌ منصرف ہیں اور أَقْلَامٌ، أَوْلَادٌ اور أَحْكَامٌ کے طرح أَفْعَالٌ کے وزن پر ہیں اور ہمزہ ان کا تیسرا اصلی حرف ہے، زائد نہیں۔

۲) الجمع المتناهي (۳) یعنی وہ جمع جو مَفَاعِلُ یا مَفَاعِيْلُ جیسے اوزان پر آئے جیسے:

---

(۱) مَرْضَى: مَرِيْضٌ کی جمع ہے، حُبْلَى: حاملہ عورت، هَدَايَا: تحفے، فَتَاوَى: فتوے۔

(۲) صَحْرَاءُ: ریگستان، حَمْرَاءُ: سرخ، أَحْمَرُ کا مؤنث، أَصْدِقَاءُ: صَدِيْقٌ کی جمع، فُقَرَاءُ: فَقِيْرٌ کی جمع۔

(۳) الجمع المتناهي یعنی انتہائی (آخری) جمع، اسماءِ جمع کی جمع ان اوزان پر لائی جاتی ہے، جیسے: مَكَانٌ + أَمْكِنَةٌ + أَمَاكِنُ لیکن اس کے بعد مزید جمع نہیں بنائی جاسکتی ہے اسی لئے اس کو جمعِ متناهی کہتے ہیں۔

مَسَاجِدُ، مَدَارِسُ ، أَسَاوِرُ، حَدَائِقُ، سَلاسِلُ، أَنَامِلُ، فَنَادِقُ.

مَفَاتِيْحُ، أَسَابِيْعُ، فَنَاجِيْنُ، ثَعَابِيْنُ ، مَنَا دِيْلُ.

مَفَاعِلُ کے آخر میں ۃ لگ جائے تو وہ غیر منصرف نہیں رہتا، جیسے: أَسَاتِذَةٌ، دَكَاتِرَةٌ، تَلامِذَةٌ وغیرہ منصرف ہیں لیکن ان دونوں وزنوں پر آنے والے مفرد اسماء غیر منصرف ہوتے ہیں، جیسے: طَمَاطِمُ: ٹماٹر، بَطَاطِسُ: آلو، طَبَاشِيرُ : چاک (chalk) سَرَاوِيْلُ: شلوار۔

دو علتوں کی وجہ سے غیر منصرف اسماء

اس طرح کے اسماء یا تو علم ہوں گے یا صفت:

علم:

اسمِ علم میں جب مندرجہ ذیل میں سے کوئی سبب (علت) پایا جائے گا تو وہ غیر منصرف ہو جائے گا:

۱) تانیث، جیسے آمِنَةُ، زَيْنَبُ ، حَمْزَةُ، ملاحظہ ہو کہ حمزہ گرچہ مرد کا نام ہوتا ہے لیکن چونکہ اس کے آخر میں ۃ ہے اس لئے یہ لفظ مؤنث ہے۔

اگر علم مؤنث تین حرفوں پر مشتمل ہو اور ان کا دوسرا حرف ساکن ہو تو وہ منصرف اور غیر منصرف (۱) دونوں طریقے سے **استعمال ہو سکتے ہیں، لیکن ان کو منصرف استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے، جیسے: هِنْدٌ، دَعْدٌ، رِيْمٌ.**

۲) عجمی ہونا، جیسے: بَاكِسْتَانُ، وِلْيَمُ، إِبْرَاهِيْمُ، لیکن اگر علم عجمی ثلاثی ساکنُ الوسط اور مذکر ہو تو وہ منصرف ہو جائے گا، جیسے: نُوْحٌ، لُوْطٌ، شِيْثٌ جُرْجٌ، خَانٌ (۲) جب کہ علم عجمی ثلاثی ساکنُ الوسط اگر مؤنث ہو تو وہ غیر منصرف ہی رہے گا، جیسے: بَلْخُ، حِمْصُ، نِيْسُ، مُوْشُ، بَاثُ، بَرْثُ (۳)

اگر کوئی عجمی لفظ عربی میں داخل ہونے کے بعد پھر علم بنے تو وہ منصرف ہوگا، جیسے: جَوْهَرٌ جو اصلاً فارسی لفظ ہے اور عربی میں بطور علم استعمال ہوتا ہے۔

---

(۱) غیر منصرف وہ اسم جس پر تنوین نہ آئے۔

(۲) نوح اور لوط علیہما السلام دو پیغمبر تھے، شیث آدم علیہ السلام کے ایک فرزند تھے، جُرج نام ہے، یعنی George. خان برصغیر میں مستعمل ہے۔

(۳) افغانستان، شام، فرانس، ترکی، انگلینڈ اور آسٹریلیا کے شہروں کے نام۔

۳)اگر وہ معدول (مُبَدَّل) ہو یعنی فُعَلُ کے وزن پر ہو، جیسے: عُمَرُ، زُفَرُ، زُحَلُ، هُبَلُ(۱).

۴)اگر اس کے آخر میں ایسے الف نون ہوں جو اصلی نہ ہوں، جیسے: رَمَضَانُ، مَرْوَانُ، شَعْبَانُ، عُثْمَانُ وغیرہ، حَسَّانٌ چونکہ حُسْنٌ سے فَعَّالٌ کے وزن پر ہے اور ن اس کا تیسرا اصلی حرف ہے، زائد نہیں ہے اس لئے اس پر تنوین آتی ہے۔

۵)اگر علم کسی فعل کے وزن پر ہو، جیسے: أَحْمَدُ، جو أَذْهَبُ کے وزن پر ہے، يَزِيْدُ جو يَبِيْعُ کا ہم وزن ہے۔

۶)اگر وہ دو اسموں سے مل کر بنا ہو، جس کو مُرکّب مزجی کہتے ہیں، جیسے: مَعْدِيْكَرِبُ، حَضْرَمَوتُ.

صفت:

ذیل کی صورتوں میں صفت غیر منصرف ہوگی:

۱)اگر وہ أَفْعَلُ کے وزن پر ہو اور اس کا مؤنث ة بڑھا کر نہ بنایا جائے، جیسے: أَحْمَرُ، أَكْبَرُ جن کا مؤنث حَمْرَاءُ اور كُبْرَى ہے جب کہ أَرْمَلٌ (وہ مرد جس کی بیوی مر چکی ہو) کا مؤنث أَرْمَلَةٌ (بیوہ) ہے اس لئے وہ منصرف ہے۔

۲)وہ فَعْلَانُ کے وزن پر ہو، جیسے: جَوْعَانُ، شَبْعَانُ، عَطْشَانُ، مَلْآنُ.

۳)اگر وہ معدول ہو، صفت دو صورتوں میں معدول ہو سکتی ہے:

۱۔وہ عدد جو فُعَالُ اور مَفْعَلُ کے وزن پر ہو، جیسے: ثُلَاثُ: بیک وقت تین، رُبَاعُ: بیک وقت چار، مَثْنَى: بیک وقت دو (دو دو) مَثْلَثُ: بیک وقت تین (تین تین) ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَ ثُلَاثَ وَ رُبَاعَ﴾[النساء:۳] اور اگر تمہیں یتیموں کے معاملہ میں بے انصافی کا ڈر ہو تو تمہیں جو عورتیں پسند ہیں ان میں سے بیک وقت دو یا تین یا چار سے شادی کر لو۔

۲۔لفظ أُخَرُ جو أُخْرَى کا جمع ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾[البقرة: ۱۸۵]

اور جو بیمار یا سفر میں ہو وہ اتنے دن بعد میں روزے رکھ لے۔

---

(۱)عمر اور زُفر انسانوں کے نام ہیں، زُحل مشہور سیارہ ہے، ہُبل جاہلیت میں ایک بت کا نام تھا۔

ممنوع من الصرف کا اعراب

ممنوع من الصرف کا اعراب ہم پہلے حصہ (سبق ۲۳) اوراس حصے کے پہلے سبق میں پڑھ چکے ہیں، حالتِ جرّ میں ایسے اسماء پر فتحہ ہوتا ہے جیسے:

دَرَسْتُ فِيْ مَدَارِسَ كَثِيْرَةٍ.	میں نے بہت سے اسکولوں میں پڑھا ہے۔
سَافَرْتُ مِنْ لَّنْدَنَ إِلَى بَرْلِيْنَ.	میں لندن سے برلین تک سفر کر چکا ہوں۔
هٰذِهِ كُتُبُ زَيْنَبَ.	یہ زینب کی کتابیں ہیں۔

لیکن ذیل کی دوصورتوں میں اس پر بھی کسرہ آئے گا:

۱) جب وہ معرّف بأل ہو، جیسے:

نَزَلْتُ فِيْ هٰذِهِ الْفَنَادِقِ.	میں ان ہوٹلوں میں ٹھہر چکا ہوں۔
اُكْتُبْ بِالْقَلَمِ الْأَحْمَرِ.	سرخ قلم سے لکھو۔
سَلَّمْتُ الرَّغِيْفَ لِلْوَلَدِ الْجَوْعَانِ.	میں نے بھوکے لڑکے کو روٹی دے دی۔

قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَلا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَ الْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُوْنَ﴾[المعارج: ۴۰]

تو نہیں، میں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ بے شک ہم قدرت والے ہیں۔

۲۔ جب وہ مضاف ہو، جیسے:

دَرَّسْتُ فِي مَدَارِسِ الْمَدِيْنَةِ.	میں نے مدینہ (منورہ) کے اسکولوں میں پڑھایا ہے۔
اِتَّصَلْتُ بِأَصْدِقَاءِ بَلالٍ.	میں نے بلال کے دوستوں سے رابطہ کیا۔
هُوَ مِنْ أَحْسَنِ الطُّلَّابِ.	وہ بہترین طلبہ میں سے ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾[التین: ۴] یقیناً ہم نے انسان کو بہترین سانچہ (شکل) پر پیدا کیا ہے۔

نوٹ:۔ الفاظ مَعَانٍ، جَوَارٍ، نَوادٍ جو مَعْنًى: معنی، جَارِيَةٌ: بچی اور نَادٍ: کلب کی جمع ہیں مَفَاعِلُ کے وزن پر ہیں اور ساتھ میں منقوص بھی ہیں، ان کے آخر میں ي ہے جو اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب ان پر ال داخل ہو، جیسے: اَلْمَعَانِي، اَلْجَوَارِي، اَلنَّوَادِي، یہ جمع متناہی منقوص کہلاتے ہیں، ان پر حالتِ رفع و جرّ میں تنوین آئے گی، اس لئے کہ ان کی ي حذف ہو جائے گی اور حالتِ نصب میں ي لوٹ آئے گی، اس لئے تنوین حذف ہو جائے گی، جیسے:

مرفوع : هٰذِهِ الْكَلِمَةُ لَهَا مَعَانٍ كَثِيْرَةٌ. اس لفظ کے کئی معنی ہیں۔

یہاں مَعَانٍ مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور اس کی ي محذوف ہے، اس لئے اس پر اس ي کے بدلے تنوین ہے۔

منصوب : أَعْرِفُ مَعَانِيَ كَثِيْرَةً لِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ. میں اس لفظ کے بہت سے معنی جانتا ہوں۔

یہاں مَعَانِيَ مفعول بہ ہو کر منصوب ہے اور اس پر تنوین نہیں ہے اس لئے کہ ي موجود ہے۔

مجرور : تُسْتَعْمَلُ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ بِمَعَانٍ كَثِيْرَةٍ. یہ لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

یہاں لفظ مَعَانٍ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے اور اس پر تنوین اس لئے ہے کہ ي محذوف ہے، ایک اور مثال دیکھئے:

مرفوع : تُوجَدُ هُنَا نَوَادٍ مُّخْتَلِفَةٌ. یہاں مختلف کلب (انجمنیں) موجود ہیں۔

منصوب : أَسَّسَ النَّاسُ نَوَادِيَ مُخْتَلِفَةً. لوگوں نے بہت سی انجمنیں بنائی ہیں۔

مجرور : هُوَ عُضْوٌ فِيْ نَوَادٍ مُّخْتَلِفَةٍ. وہ بہت سی انجمنوں کا رکن ہے۔

مشقیں

۱۔ سبق میں آئے ممنوع من الصرف کلمات نکالئے اور ہر ایک کے ممنوع من الصرف ہونے کی وجہ بتائیے۔

۲۔ سبق میں آئے ایسے ممنوع من الصرف کلمات متعین کیجئے جن کے جر کی علامت کسرہ ہے اور سبب بتائیے۔

۳۔ آنے والی آیات میں ممنوع من الصرف کلمات، سببِ ممانعت اور مجرور بالکسر ہو تو اس کا سبب بتائیے۔

۴۔ آنے والے جملوں میں ممنوع من الصرف کو کسرہ کے ذریعہ جر دیجئے۔

۵۔ لفظ "جَوَارٍ" کو تین جملوں میں اس طرح استعمال کیجئے کہ پہلے میں مرفوع، دوسرے میں منصوب اور تیسرے میں مجرور ہو۔

۶۔ عَائِشَةُ، عَائِشَةٌ میں پہلا لفظ ممنوع من الصرف ہے دوسرا نہیں، کیوں؟

۷۔ أَرْنَبٌ باوجود وزنِ فعل پر ہونے کے منصرف ہے، کیوں؟

۸۔اضافت کی وجہ سے مجرور بالکسر ممنوع من الصرف اسم کی مثال لائیے۔

۹۔ال کی وجہ سے مجرور بالکسر ممنوع من الصرف اسم کی مثال لائیے۔

۱۰۔آنے والے ممنوع من الصرف اسماء کی مثالیں دیجئے:

۱) معدول صفت	۲) عجمی علم
۳) فَعْلَان کے وزن پر صفت	۴) مؤنث علم
۵) معدول علم	۶) أَفْعَلُ کے وزن پر صفت
۷) ایسا علم جس کے آخر میں زائد الف نون ہو	۸) مرکب علم
۹) جمعِ متناھی	۱۰) الف ممدودہ والا اسم
۱۱) الف مقصورہ والا اسم	۱۲) منقوص جمعِ متناھی
۱۳) منصرف مؤنث علم	۱۴) منصرف عجمی علم

۱۱۔إِبْرَهِيْمُ اور لُوْطٌ دونوں عجمی علم ہیں، پہلا ممنوع من الصرف ہے، دوسرا نہیں، کیوں؟

۱۲۔ بَلْخُ اور جُرْجٌ دونوں ثلاثی ساکن الوسط ہیں، پہلا ممنوع من الصرف ہے، دوسرا نہیں، کیوں؟

۱۳۔کونسا علم دونوں طرح (غیر منصرف اور منصرف) استعمال ہوتا ہے؟



عام مشقیں

۱۔حدیثِ قدسی پڑھئے پھر آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے:

۱) أ۔ جَعَلَ یہاں کس معنی میں ہے؟اور کتنے مفعول کی طرف متعدی ہے؟

ب۔ جَعَلَ کا ایک دوسرا معنی بتایئے اور مثال دیجئے

۲) أ۔ تَظَالَمُوْا سے کونسا حرف حذف ہوا ہے؟اور کیوں؟

ب۔ وہ دونوں باب جن میں یہ حذف جائز ہے بیان کیجئے اور دونوں کی ایک آیت سے مثال دیجئے۔

ج۔ یہ فعل کس باب سے ہے؟اور حدیث میں کس معنی میں ہے؟اس باب کا ایک اور دوسرا معنی کیا ہے، بتایئے اور اس کی مثال لایئے۔

۳) حدیث سے ایک فعل ثلاثی مجرد نکالئے،اس کا باب،مصدر اور مصدرِ میمی ذکر کیجئے۔

۴) حدیث سے ایک ایسا فعل ثلاثی مزید لایئے جس میں صرف ایک حرف زائد ہو اور اس کا باب،مصدر اور اسمِ فاعل لایئے۔

۵) آنے والے ہر اسم کا صیغہ بتایئے اور اس کا فعل لایئے۔

۶) خط کشیدہ الفاظ کا مکمل اعراب ذکر کیجیے۔

۲۔آیتِ شریفہ پڑھئے پھر آنے والے سوالوں کے جواب دیجئے:

۱) إمَّا کی اصل کیا ہے اور اس کے بعد فعل مضارع کی تاکید کا حکم کیا ہے؟

۲) لاتَقُلْ پر ف کیوں آیا ہے؟

۳) خط کشیدہ الفاظ کا اعراب ذکر کیجئے۔

۳۔آنے والی آیتوں میں خط کشیدہ الفاظ کا اعراب کیا ہے؟

۴۔آنے والے شعر میں خط کشیدہ الفاظ کا اعراب کیا ہے؟

۵۔آنے والی آیت کریمہ میں خط کشیدہ الفاظ کا اعراب کیا ہے؟

۶۔آنے والے شعر پڑھئے پھر ذیل کے سوالوں کے جواب دیجئے:

۱) اس شعر میں فعل مضارع کی نون سے تاکید کا حکم اور سبب کیا ہے؟

۲) رَأَى یہاں بصری ہے یا قلبی؟

۳) یَبْتَسِمُ کس باب سے ہے؟ اس میں کتنے حرف زائد ہیں؟ ان کا ماضی مصدر اور امر لایئے۔

۴) اَللَّیْثُ کا معنی اور جمع لایئے۔

۵) اَلنُّیُوْبُ کا معنی اور مفرد لایئے اور کیا اس لفظ کی ایک اور جمع بھی آتی ہے؟

۶) لَا تَظُنَّنَّ پر ف کیوں آیا ہے؟

۷) خط کشیدہ الفاظ کا اعراب لکھئے۔

۷۔آنے والے جملوں میں اسمِ اشارہ کا اعراب بتایئے۔

۸۔آنے والے جملوں میں خَوْفًا کا اعراب بتایئے۔

۹۔آنے والے جملوں میں کَمْ کا اعراب بتایئے۔

۱۰۔آنے والے جملوں میں أيّ کا اعراب بتایئے۔

۱۱۔آنے والے جملوں میں ثَـلَاثٌ کا اعراب بتایئے۔

۱۲۔آنے والی اصطلاحوں کی ایک ایک مثال جملہ میں لایئے۔

۱۳۔آنے والی اصطلاحوں کی ایک ایک مثال لایئے۔

۱۴۔آنے والے افعال کو باب اِفْتَعَلَ میں تبدیل کیجئے۔

۱۵۔مصدر کے آنے والے اوزان میں سے ہر وزن پر ایک مثال لایئے۔

۱۶۔آنے والے جملوں پر ہمزہ استفہام داخل کیجئے۔

۱۷۔آنے والے جملوں میں مَا کی نوعیت بتایئے۔

۱۸۔آنے والے جملوں میں لَام کی نوعیت بتایئے۔

۱۹۔فعل تعجب استعمال کرتے ہوئے تاروں کی خوبصورتی پر اظہارِ تعجب کیجئے۔

۲۰۔فعل تعجب کے دونوں صیغوں کے لئے قرآن مجید سے ایک ایک شاہد پیش کیجئے۔

۲۱۔مَاتَ سے مصدر، مصدرِ مرّۃ، مصدرِ ھیئۃ اور مصدرِ میمی لائیے۔

۲۲۔اگلے شعر کا مکمل اعراب لکھئے۔

۲۳۔آنے والے جملوں میں خط کشیدہ الفاظ کا اعراب لکھئے۔

۲۴۔شعر پڑھئے پھر ان سوالوں کے جواب دیجئے:

۱) قَدْ یہاں کیا معنی دے رہا ہے؟

۲) مَا کی نوعیت کیا ہے؟

۳) خط کشیدہ الفاظ کا اعراب لکھئے۔

۲۵۔اگلی آیتِ کریمہ کا اعراب لکھئے۔

۲۶۔آنے والے ہر جملے کو حال بنایئے۔

۲۷۔آنے والے جملوں میں ضمیرِ نصب منفصل کیوں استعمال ہوئی ہے؟

۲۸۔آنے والے جملوں میں فعل کو مصدر میں بدلئے۔

۲۹۔اگلے دونوں سوالوں کے جواب ضمائر استعمال کرتے ہوئے دیجئے، ان میں سے کس میں اتصال اور انفصال دونوں جائز ہے اور کیوں؟

۳۰۔جَعَلَ کے آنے والے معانی کی ایک ایک مثال دیجئے۔

۳۱۔آنے والی آیتوں میں عَسَی کس معنی میں ہے؟

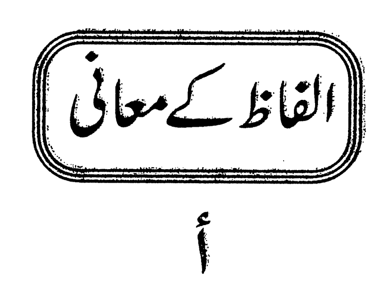
۳۲۔آنے والی مثالوں میں فعل کی نون سے تاکید کا کیا حکم ہے؟

۳۳۔ضروری تبدیلیوں کے ساتھ آنے والے جملوں کو جوابِ قسم بنایئے۔

۳۴۔استثناء منقطع کی دو مثالیں (ایک قرآن مجید سے، ایک خود ساختہ) لایئے۔

۳۵۔استثناء مفرّغ کی دو مثالیں (ایک قرآن مجید سے، ایک خود ساختہ) لایئے۔

۳۶۔آنے والے جملہ میں إنْ شرطیہ پر مَا زائدہ داخل کیجئے اور ضروری تبدیلیاں کیجئے۔



أ

اَلْإِذَاعَتَانِ الْمَسْمُوْعَةُ وَ الْمَرْئِيَّةُ :	ریڈیو اور ٹیلی ویژن		
اَلْأَرِيْكَةُ:	صوفہ	اِسْتَأْجَرَ :	اس نے کرایہ پر لیا
اِسْتَحَمَّ :	وہ نہایا	اَلْإِسْعَافُ:	طبی امداد First aid.
اَلْإِعْلَانُ :	اعلان	اَلْإِقْتِرَاحُ :	تجویز
اِلْتَحَقَ بِـ :	وہ داخل ہوا (کسی اسکول یا ملازمت میں)		
اَلْإِمْتِحَانُ النِّصْفِيْ :	ششماہی امتحان	اَلْأَمِيْنُ :	سیکریٹری، معتمد
أَمِيْنُ الصَّنْدُوْقِ :	معتمد مالیات (خازن)	اَلْإِنْصِرَافُ :	لوٹنا

ب

اَلْبَرْقِيَّةُ:	تار	اَلْبَرْنَامَجُ:	پروگرام
اَلْبَطَاطِسُ:	آلو	اَلْبَقَّالُ:	کرانہ فروش
اَلْبَلَدِيَّةُ:	بلدیہ، میونسپلٹی	بِالْمِائَةِ:	فی صد

ت

تَخَرَّجَ :	اس نے فراغت پائی	اَلتَّطْعِيْمُ:	ٹیکہ لگانا
اَلتَّعْمِيْمُ :	گشتی اعلان، سرکلر	اَلتَّقْدِيْرُ:	درجہ، مرتبہ، (امتحان کے نتیجہ میں)
بِتَقْدِيْرٍ مُمْتَازٍ :	امتیازی درجہ سے	اَلتِّلْفَازُ:	ٹیلی ویژن سیٹ

تَنَزَّهَ: اس نے تفریح کی (وہ ٹہلا)　　التَّوْزِيْعُ: تقسیم کرنا، اشاعت کرنا

ث

ثَقَافِيٌّ : ثقافتی

ج

اَلْجَائِزَةُ : انعام　　اَلْجُبَنُ : پنیر

اَلْجُنَيْهُ: پاؤنڈ (سکہ کا نام)　　اَلْجَوُّ: موسم

طُلَّابٌ مِّنْ جِهَاتٍ مُّخْتَلِفَةٍ: مختلف اداروں (درجوں، کالجوں، یونیورسٹیوں وغیرہ) کے طلبہ

ح

اَلْحَافِلَةُ: بس　　اَلْحَجْمُ: جسامت، حجم

اَلْحَرْبُ: جنگ　　اَلْحَرْبُ الْعَالَمِيَّةُ: عالمی جنگ

اَلْحَرْبُ الْأَهْلِيَّةُ : خانہ جنگی　　حَفْلُ الشَّايِ: محفلِ چائے نوشی

خ

خِرِّيْجٌ: فارغ التحصیل　　اَلْخَرِيْطَةُ : نقشہ

د

الدَّأْبُ وَالدَّيْدَنُ : عادت　　دَخَّنَ: اس نے تمباکو نوشی کی

اَلدِّرَاسَاتُ الْعُلْيَا: اعلیٰ تعلیمی مراحل (ایم،اے۔ ایم،فل۔ ڈاکٹریٹ)

اَلدُّرْجُ :	دراز	اَلدَّوَاءُ الْمُقَوِّيْ :	ٹانک
اَلدُّوَارُ:	چکر	اَلدَّوْلَةُ (جمع دُوَلٍ):	ریاست (ملک)

ر

اَلرَّئِيْسُ:	صدر	رَسَبَ:	وہ ناکام ہوا (امتحان میں)
رَاسِبٌ :	ناکام		

ز

زُحَلُ:	زحل (نظامِ شمسی کا ایک سیارہ)

س

سَجَّلَ:	اس نے ٹیپ کیا	سَحَبَ:	اس نے نکالا (بینک سے پیسہ نکالنا)
اَلسَّرَطَانُ:	کینسر	اَلسُّعَالُ:	کھانسی
اَلسَّفَرْجَلُ:	بہی	سَيَّارَةُ الإِسْعَافِ:	ایمبولینس

ش

اَلشَّاحِنَةُ:	لاری	اَلشَّاشَةُ:	اسکرین (Screen)
اَلشَّبَابُ(جمع شَابٍّ):	نوجوان	اَلشُّرْطَةُ:	پولس
اَلشُّرْطِيُّ:	پولس کانسٹیبل	اَلشَّرِيْطُ:	کیسٹ
شَغَّلَ:	اس نے چالو کیا	اَلشُّقَّةُ :	فلیٹ

ص

اَلصُّنْدُوْق:	فنڈ	صُنْدُوْقُ الْبِرِّ :	رفاہی (خیراتی) فنڈ

ض

اَلضَّبْطُ (بِالضَّبْطِ):	بالکل

ط

اَلطَّابَقُ:	منزل	اَلطَّبَاشِيْرُ:	چاک
اَلطِّرَازُ :	نمونہ، ماڈل	اَلطَّمَاطِمُ:	ٹماٹر
طُوِيَ قَيْدُهُ:	اس کا نام خارجِ دفتر کر دیا گیا		
طَيْبَةُ:	مدینہ منورہ کا ایک اور نام		
اَلطَّيْفُ:	روشنی کے سات رنگ (خیال)		

ع

اَلْعَدَسُ:	دال

غ

اَلْغِرَامُ:	گرام	اَلْغَرْغَرَةُ:	غرغر کرنا (حالتِ نزع میں ہونا)
اَلْغِلَافُ:	غلاف، سرورق		

ف

اَلْفُسْحَةُ:	وقفہ (دو گھنٹیوں کے درمیان)	اَلْفِنَاءُ:	صحن
اَلْفَيْنَةُ بَعْدَ الْفَيْنَةِ :	وقفہ وقفہ سے		

ق

قَاعَةُ الْامْتِحَانِ:	امتحان ہال	اَلْقَلَمُ الْجَافُّ:	بال پین
قَوْسُ قُزَحَ:	دھنک		

ک

كُرَةُ الْقَدَمِ:	فٹ بال	اَلْكَهْرَبَاءُ:	بجلی
اَلْكِيْسُ :	تھیلی	اَلْكِيْلُوْ غِرَامُ:	کلوگرام

ل

اَللَّائِحَةُ:	قواعد وضوابط	اَللِّتْرُ :	لیٹر
اَللَّوْحَةُ :	چارٹ		

م

اَلْمَانِعُ:	رکاوٹ	اَلْمُبَارَاةُ:	کھیلوں کا مقابلہ Match (میچ)
اَلْمِبْرَدُ:	ریتی	اَلْمُتْحَفُ:	عجائب خانہ (میوزیم)
اَلْمِتْرُ:	میٹر	مَجَّانًا :	مفت

اَلْمَحَطَّةُ :	(ریلوے)اسٹیشن	اَلْمُخَيَّمُ:	کیمپ
مُدِيْرُ الْجَامِعَةِ:	یونیورسٹی کے وائس چانسلر	اَلْمُذِيْعُ :	ٹی وی/ریڈیو پر خبریں نشر کرنے والا، نیوز ریڈر
اَلْمُرَاسِلُ :	نامہ نگار	اَلْمُرَبِّي:	تربیت کرنے والا
اَلْمُرَاقِبُ:	نگراں	اَلْمُرُوْرُ:	آمدورفت (ٹریفک)
اَلْمِزْلَاجُ:	چٹخنی	اَلْمُسَابَقَةُ:	مقابلہ
مُسَابَقَةُ السِّبَاحَةِ:	تیراکی کا مقابلہ	اَلْمُسَجِّلُ:	ٹیپ ریکارڈر
اَلْمُشَاةُ:	پیدل چلنے والے	اَلْمُشْرِفُ:	ذمہ دار، نگراں
اَلْمُشْرِفُ عَلَى النِّشَاطِ الثَّقَافِيِّ:	ثقافتی سرگرمیوں کا ذمہ دار/نگراں		
اَلْمَصْرِفُ:	بینک	اَلْمِصْعَدُ:	لفٹ
اَلْمَطَارُ:	ہوائی اڈہ	اَلْمُعْجَمُ:	لغت
اَلْمُعْجَمُ الْمَدْرَسِيُّ:	اسکولی طلبہ کے معیار کا لغت	اَلْمُعْجَمُ الْجَامِعِيُّ:	یونیورسٹی کے معیار کا لغت
اَلْمُعَسْكَرُ:	چھاؤنی، کیمپ	اَلْمَعْهَدُ:	ادارہ، انسٹیٹیوٹ
اَلْمِغْرَفَةُ :	ڈوئی	اَلْمَغَصُ/اَلْمَغْصُ:	دردِ شکم
مُفْتَرَقُ الطَّرِيْقِ:	چوراہا	اَلْمُفْرَدَاتُ:	مفرد الفاظ
اَلْمِرْوَحَةُ:	پنکھا	اَلْمُقَابَلَةُ:	انٹرویو، ملاقات
اَلْمَقَالُ:	مضمون، مقالہ	اَلْمِقَصُّ :	قینچی
اَلْمَقْصِفُ:	کینٹین	اَلْمِقْلَاةُ :	کڑاہی
اَلْمُكَيِّفُ:	ایئر کنڈیشن	اَلْمِلْيُوْنُ:	میلین (دس لاکھ)
اَلْمُمْتَازُ:	ممتاز	اَلْمِمْحَاةُ:	مٹانے کا آلہ، ربڑ
اَلْمِنْجَلُ:	درانتی	اَلْمُنْعَطَفُ :	موڑ
مُوَاظِبٌ:	پابند	مَوْقِفُ السَّيَّارَاتِ:	کار پارکنگ
مِيْلَادِيٌّ/لِلْمِيْلَادِ:	عہد ما بعد مسیح		

ن

اَلنَّادِيُ:	انجمن (Club) کلب	اَلنَّادِيُ الْأَدَبِيُّ:	ادبی انجمن
اَلنِّشَاطُ:	سرگرمی	نَشْرَةُ الْأَخْبَارِ:	خبرنامہ
نَصَّ:	صراحت کرنا، وضاحت کرنا	اَلنَّظَّارَةُ:	چشمہ

ہ

اَلْهَاتِفُ:	ٹیلی فون

و

وَرَقَةُ الْغِيَابِ:	حاضری کا دفتر	وَزَّعَ:	تقسیم کیا